

علاقہ پریز

# اُوڑھ کی بب

حصہ دوم

منظور کیم ایم لے

یوسف پرادرن پاک لائبری ملٹانی

بھرت سیاکوٹ سے طارق جانو صاحب لکھتے ہیں۔ میرے دل میں بے پناہ جذبہ حب الوطنی ہے اور آپ کے ناولوں کے مطالعے سے تو یہ جذبہ کچھ اور بھی زیادہ اچاگر ہو گیا ہے اور میں نے فیصلہ بھی کر لیا ہے کہ اگر میرے ملک کو میری جان کی بھی ضرورت ہوگی تو ضرور دُوں گا لیکن صرف ایک بات پر میں دل مسوس کر رہ جاتا ہوں کہ میں جسمانی طور پر فرامزدہ ہوں۔ کیا آپ میری رہنمائی کریں گے کہ میرا کسی ایسے آدمی یا ادارے سے تعارف کراؤں جو مجھے مخصوص درزشون یا خوداک سے جسمانی طور پر توانا بنا دے۔"

طارق جانو صاحب ای یہ پڑھ کر جید مرست ہوئی کہ آپ کے دل میں بے پناہ جذبہ حب الوطنی موجود ہے اور آپ کا ملک و قوم کے لئے جان دینے کا فیصلہ بھی بے حد قابل قدر ہے۔ تمارے ملک کے نوجوانوں کو ایسا ہی فیصلہ کرنا چاہیئے جہاں تک جسمانی طور پر فرامزدہ ہونے والی بات ہے تو یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جو آپ کی راہ میں رکاوٹ بن سکے۔ جذبہ حب الوطنی کے اظہار اور ملک و قوم کی خدمت کی بے شمار ایسی راہیں ہیں جن پر آپ جسمانی طور پر فرامزدہ ہونے کے باوجود بخوبی چل سکتے ہیں۔ آپ کے خط نے طاہر ہوتا ہے کہ آپ طالب علم ہیں تو اگر آپ اپنی تعلیم پر پوری پوری توجہ دیں تو یہ بھی ملک و قوم کی بہت بڑی خدمت ہے اس کے لئے آپ کی ذرا جسمانی فرمادوری یقیناً اُنہوں نے آئے گی۔ باقی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ خود بخود آپ کا جسم بھی توانا ہو جائے گا۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

منظہر کلیم ایم۔ اے

**شاگل** بڑے اطمینان سے کارچلا تا ہوا نیوں انجنینر نگ  
بیڈ کوارٹ کے فرست گیٹ کی طرف بڑھا جاء رہا تھا۔ اس کے جسم پر بکریہ کے کیسپیٹ کی یونیفارم لکھی۔ اور یہ کسکے پر ایسا میک اپ تھا کہ وہ واقعی کوئی سخت گیر کیسپیٹ لگا نہ تھا۔ وہ ابھی تھوڑی می دیر پہلے پاکیشیا کے ساحل پر اتا تھا۔ نعلیٰ انونٹری گرپ اس کے کوٹ کے استریں کا نہ ہے پر اس طرح سلی ہوئی تھی کہ اور پر کا نہ ہے کا مخصوص پیدا گیا تھا۔ اس کو یہاں پہنچانے کے لئے انتہائی منصوص انتظامات کئے گئے تھے۔ بکریہ کے ایک ہیسلی کا پڑتے نیچی پرواز کرتا ہوا وہ پاکیشیا کی صرحد کے قریب کھلے سمندر میں ایک لاپچ پر اترا۔ اور پھر لاپچ اسے ساحل کے ایک دیران حصے تک لے آئی۔ یہاں ایک مخصوص ایجنسٹ کا رسائے ہوئے موجود تھا۔ اس نے سٹاگل کو مزید ہدایات دیں اور شاگل کا رسائے کرنیوں انجنینر نگ

"یہ سر" پولیس آفیسر نے غور سے شاگل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن عاصم آف ٹائیگر ایس ٹھری" شاگل نے بدے ہوئے ہیتے میں پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جیب سے ایک شناختی کارڈ نکال کر آفیسر کے سامنے رکھ دیا۔ آفیسر نے سر ہلا تے ہوئے کارڈ اٹھایا۔ اس پر لکھے ہوئے نمبر جسٹر پر درج کئے اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

"کیپٹن عاصم آف ٹائیگر ایس ٹھری" پولیس آفیسر نے کہا۔ اور دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے رسیور واپس رکھ دیا۔ اور پھر میز کی دراز سے ولیسا ہی سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر اس نے اس پر مہر لگانی اور شاگل کا شناختی کارڈ اور یہ سرخ کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔ شاگل نے دونوں کارڈ پکڑے اور بیرک نماگھر سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ آگے موجود دونوں کاریں اب ناقابل ہو چکی تھیں۔ شاگل جب کار میں بیٹھا تو اسے فوراً احساس ہو گیا کہ کار کی تلاشی لی گئی ہے۔ لیکن اس نے بغیر ادھر ادھر دیکھنے خاموشی سے کار سٹارٹ کی اور گیٹ کے ایک پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک کے قریب کار روک کر اس نے سرخ کارڈ مسلیح کارڈ کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ نے کارڈ لے کر پھاٹک میں سنی ہوئی ایک جھری میں ڈال دیا۔ دوسرے لمبے پھاٹک خود بخود کھلتا گیا اور شاگل نے کار آگے بڑھا دی۔ سڑک آگے جا رہی تھی۔ لیکن اس کے دونوں اطراف

ہمید کوارٹر کی طرف یہ ڈا۔ کاغذات کی رو سے اس کا نام عاصم تھا۔ اور وہ ایک جگہ جہا ز کا نیپٹن تھا۔ یہ جنگی جہا ز آج کل انجنینر نگ ہمید کوارٹر میں جزیل اور بڑا نگ کے لئے موجود تھا۔ اور اس کی ہمید کوارٹر کے لئے شاگل دہان جاریا تھا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ نیوی انجنینر نگ ہمید کوارٹر میں انہی تھی سخت انتظامات ہوتے ہیں اس لئے اسے سہ رجھہ انہی چوکنا اور خبردار رہتا ہوا۔ لیکن شاگل ظاہر ہے سیکورٹ سروس کا چھپت ہتا۔ اس لئے اس نے ان حفاظتی اقدامات کی کچھ زیادہ پروادہ نہ کی تھی۔

کار چلا تے ہوئے وہ جب ساحل سے گھاٹ پر پہنچا اور پھر دہان سے اس سڑک کی طرف بڑھ گیا جو نیوی انجنینر نگ ہمید کوارٹر کے گیٹ کی طرف جاتی تھی۔ اسے تمام راستوں اور مخصوص چیک پوسٹوں اور ان کے طریقہ کار اور مخصوص کوڈ پہلے سے ہی بتا دیتے گئے تھے۔ اس لئے بھی وہ خاصا مطمئن اور خود اعتماد کرتا۔ کار تیزی سے دوڑتی ہوئی جسے ہی ایک موڑ مڑی سامنے فرست گیٹ آ گیا۔ یہاں پہلی چیک پوسٹ تھی اور شاگل سے پہلے دونوں دہانوں کی ہوئی تھیں۔ شاگل نے کار ان کے پیچے جا کر روک دی۔ اور خود پیچے اتر کر سائیڈ میں بننے ایک بیرک نماگھر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نماگھر سے میں ایک میز کے پیچے نیوی پولیس کی مخصوص یونیفارم پہنے دو آفیسر ہٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے جسٹر رکھے ہوئے تھے، جیسے ہی شاگل اندر داخل ہوا ایک آفیسر کے سامنے موجود آدمی داپس مڑ گیا۔ اس کے باہم میں ایک سرخ رنگ کا کارڈ تھا۔

کا، اپنے مخصوص نمبر پر دکی یہ نمبر اسے پہلے سے بتا دیا گیا تھا۔ اور پہلے اتر آیا۔ اصل عمارت میں داخل ہونے سے پہلے ہی وہ دائیں طاف مٹا گیا۔ اور پھر ایک سائیڈ گیٹ سے ہوتا ہوا وہ آگے بڑھتا یہ وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے کئی سالوں سے یہاں آنا جانا اس کا تمہارا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک گھرے کے دروازے پر پہنچ کر دل گیا۔ اس نے لامکھا اٹھا کر دروازے پر دستک دی تو دروازہ اٹھا گیا۔

"اوہ۔۔۔ آئیے کیپٹن عاصم۔۔۔ اندر یتھے ہوئے ایک نیوی آفسر نے مسکاتے ہوئے کہا، اور شاگل بھی مسکراتا ہوا اندر مانگل ہو گیا۔ اس نے اپنا شناختی کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔ "بس اب آپ کا ٹانیگر تیار ہونے ہی والا ہے۔" آفسر اس سے کارڈ کے کو اسے ایک مخصوص پہنچ مشین میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا،

یہاں۔ میں تو فارغ رہ رہ کر بور ہو گیا ہوں۔" شاگل نے پوچک کر کہا،

"اوہ سورہی۔ میں بھول گیا تھا۔" نیوی آفسر نے مسکاتے ہوئے کہا،

"بھولنے کی بیماری اچھی نہیں ہوتی۔ آدمی آہستہ آہستہ خود کو بھی بھول جاتا ہے۔" شاگل نے کوڑا دوہرا یا،

"او۔ کے۔" نیوی آفسر نے اس بار بڑے اطمینان بھرے ہجے میں کہا اور میز کے کارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبادیا۔ دوسرا بے

میں خاردار تاروں کی باڑ لگا کر اسے بند کر دیا گیا تھا، لھوڑ می دیر بعد انجینئرنگ ہیڈ کوارٹر کا اصل گیٹ آگیا اور شاگل نے کاراں گیٹ کے سامنے روک دی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ اس گیٹ کی دوسری طرف ایک لمبی سی سرناگ نما راہداری ہے۔ جس میں سے اس نے کار سہیت گورنا ہو گا۔ اس راہداری میں ایسی مشین فٹ تھی جو صرف دھماکے دار آلات کا پتہ چلتی تھیں۔ یعنی کوئی بم وغیرہ اور چونکہ شاگل کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی۔ اسی لئے وہ مطمئن ہبھا ہوا تھا، اس کی کار رکتے ہی دہاں موجود ایک گارڈ تیزی سے اس کے قریب پہنچا۔

"کیپٹن عاصم آف ٹائمگر ایس ہفری۔" شاگل نے گارڈ سے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنا شناختی کارڈ کارڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ نے کہاں جانا ہے۔" گارڈ نے شناختی کارڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"او۔ کے۔" گارڈ نے مطمئن ہجے میں کہا اور کارڈ واپس شاگل کو دے کر وہ گیٹ کی سائیڈ میں بننے ہوئے گھرے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھل گیا اور دوسری طرف بنی ہوئی راہداری نظر آنے لگی۔ شاگل نے ہونٹ سیکھتے ہوئے کارنگے بڑھا دی۔ اور چند لمحوں میں وہ راہداری کو اس کرتا ہوا عمارت کے کھلے میدان میں آگیا۔ یہاں ایک طرف پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ اس نے

بیپ اور شاگل کو دیکھنے لگے، جیسے انہیں اس کی یہاں آمد کی وجہ تھیہ  
بجھنا آئی ہو۔

"اوہر آڈ" — شاگل نے جیپ میں بیٹھے یہ سمجھے ایک گارڈ  
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" — گارڈ نے قریب آگ کے موڈ بانہ ہجھے میں پوچھا،  
سب انہیں جانسی سے میں نے ایک ضروری بات کرنی  
کے فون پر" — شاگل نے قدرے تحریکاں ہجھے میں کہا،  
یہی فون پر تو بات ہو سکتی ہے سر آئیے" — گارڈ نے  
سر بلاتے ہوئے کہا۔

اور شاگل جیپ سے نچے اتر آیا، گارڈ اسے ہمراہ لئے گیٹ  
کے ساتھ بننے ہوئے ایک چھوٹی سے کمرے میں لے گیا ایک  
میز پر ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ گارڈ نے رسیور الٹایا اور پھر آپہ پیر  
تے بات کرنے لگا۔

"یہ یلحیج سر، جانسی الجھی لائی پر آنے والے ہیں" — گارڈ  
نے رسیور شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے موڈ بانہ ہجھے میں کہا،  
تھینک یو۔ بات کچھ ذاتی ہے اس لئے اگر تم باہر چلے جاؤ  
....." — شاگل نے کہا۔

"اوہ یس سر" — گارڈ نے کہا اور تیز تیز قدم الٹھاتا کمرے  
سے نہ صرف باہر چلا گیا بلکہ اس نے جاتے ہوئے دروازہ بھی بند کر  
شاگل نے دروازہ بند ہوتے ہی رسیور ایک طرف رکھا اور  
کل کل تیزی سے کوٹ اتارا۔ اس کے کامنے والے حصے  
دک دی۔ گیٹ کے باہر کھڑے ہوئے دو مسلح گارڈ حیرت سے

لے، انہیں طرف والی دیوار میں دروازہ کھلا اور شاگل خاموشی سے اس  
طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کے اس کمرے کے وہ ایک کھلنے میدان میں آگیا  
یہاں ایک سرخ رنگ کی جیپ موجود تھی۔ جس کے ساتھ ایک بادر دی  
ڈرائیور کھڑا تھا۔ اس نے شاگل کو سیلوٹ کیا۔ شاگل سر بلاتا ہوا فرنٹ  
سیلوٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے جیپ کا سٹیئنگ سنبھالا۔

"پہلے پیشل ڈیک پر چلو" — شاگل نے قدرے سخت  
ہجھے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔  
پیشل ڈیک پر — لگر سر..... ڈرائیور نے  
انہاں فی حیرت بھرے ہجھے میں کہا،

"تم چلو تو سہی سمجھنے اندر نہیں جانا" — شاگل نے پہلے سے  
زیادہ سخت ہجھے میں کہا۔  
اور ڈرائیور نے سر بلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔ شاگل  
اب بڑے چوکنے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ یکونکہ جیپ کے پہنچنے کے  
بعد اب اس کا اصل مش شروع ہونا تھا۔

"سر آپ ....." — ڈرائیور نے ایک بار پھر کچھ کہا  
چاہا۔ یکونکہ شاگل کا یہ حکم سر اسرا صول اور قانون کے خلاف تھا۔  
"ذمکنیں" — شاگل نے کرخت ہجھے میں کہا۔

اور ڈرائیور ہونٹ بھینچ کر خاموشی میں ہو گیا۔ جیپ مختلف راست  
سے ہوتی ہوئی سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی عمارت کے قریب پہنچ  
گئی۔ عمارت کا گیٹ بند تھا۔ ڈرائیور نے جیپ گیٹ کے قریب پہنچ  
دک دی۔ گیٹ کے باہر کھڑے ہوئے دو مسلح گارڈ حیرت سے

ٹھاموٹ کھڑا کھا۔

پڑیں سر" — ڈرائیور نے شاگل کے قریب آنے پر کہا،  
ہمیں مسٹر جانس باہر آ رہے ہیں۔ ہم نے ان سے ایک  
ذاتی بات کرنی ہے۔ ابھی روکو" — شاگل نے فرشٹ سیدھ پر  
بیٹھے ہوئے کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔ وہ ویلے ہی باہر کھڑا  
تھوڑی دیر بعد گیٹ کھلا اور ایک اویھر عمر آدمی جس نے سفید  
لب کا اور آل پہنہ ہوا تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا جیپ کی طرف آنے  
اکا

"اوہ کیپشن عاصم۔ آپ کی بہت مہربانی۔ آپ نے میرے لئے  
اتی تکلیف کی" — آنے والے نے درسے ہی شکریہ ادا  
روئے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر جانس۔ یہ تو میرا فرض ہے" —  
شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جانس جیپ کے قریب پہنچ گیا۔  
"اوہ ڈرائیور۔ تم ڈرائیور ڈن کے پاس روکیں نے ایک ذاتی  
بات کرنی ہے" — جانس نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔  
اور ڈرائیور میں سد کہہ کر ڈن کی طرف پڑھ گیا۔ پھر جانس اچھل  
کر کر ڈرائیور کو سیدھ پر پڑھ گیا۔

"کوئی مشکل" — جانس نے ہاتھ سیدھ کے ساتھ شاگل کی  
ماتھ کھلاتے ہوئے پوچھا۔  
"ہمیں۔ آں اول اور کے" — شاگل نے کہا اور جیپ سے

ستے اندر کی طرف نکلا ہوا ایک دھاگہ جیسے ہی اس نے کھینچا۔ ہمکی  
سی سہر کی آواز کے ساتھ ہی کوت کا استر ایک سایہ سے  
ادھر تاگیا اور شاگل نے سجلی کی سی تیزی سے اندر دوانگیاں ڈال  
کر اس میں سے ایک پتلی یکن مستطیل نہاد ڈبیا باہر نکالی اور پھر پھر  
جیسی تیزی سے ہی اس نے کوت واپس پہن کر ڈرائیور اٹھا لیا۔  
دوسری طرف سے بار بار ہیلو ہیلو کی آوازیں سنائی دے ہی تھیں  
"ہیلو" — اس بار شاگل نے کہا۔  
"کون صاحب ہیں۔ میں جانس بول رہا ہوں" — ایک بھاری  
سی آواز سنائی وی۔

"کیپشن عاصم آف نائیگر ایس بکری" — شاگل نے کہا  
وہ ڈبیا اس کے دوسرا ہاتھ میں دبی ہوئی تھی۔  
"یس۔ فرمائیے" — دوسری طرف سے پوچھتے ہوئے  
پوچھا گیا۔

"آئی۔ جی کے متعلق بات کرنی ہے۔ کیا آپ باہر آ سکتے ہیں  
شاگل نے کہا۔  
"اوہ اچھا۔ لٹھک ہے۔ میں آہ رہا ہوں" — دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

"لٹھک ہے۔ میں باہر اپنی جیپ میں انتظار کروں گا" — شاگل  
نے کہا اور سیور رکھ کر وہ مرٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازہ کھول  
کر باہر آ گیا۔ اس کا انونظری گپ دالا ہاتھ اب جیپ میں تھا  
وہ قدم بٹھاتا اپنی جیپ کی طرف پڑھ گیا۔ ڈرائیور جیپ کے باہر

کے اعصاب تن گئے کارے ایک پولیس آفسر نے اتر اور تیزی  
سے شاگل کی طرف بڑھا۔

سر۔ آپ کو ہمانہ رصاحب یاد کر رہے ہیں۔ پہلے انہوں نے  
ایکس تھری پر بات کی لیکن آپ وہاں نہ پہنچ رہے۔ اس لئے انہوں  
نے ہمیں کامل کیا کہ آپ کو تلاش کر کے پیغام دیا جائے۔ آفسر  
نے موڈ بانہ ہجئے میں کہا۔

”کہاں ہیں وہ“ — شاگل نے چونک کو پوچھا۔

سر اپنے دفتر میں ہیں۔ آفسر نے حیرت بھرے  
ہجئے میں جواب دیا۔

”لیکن کیوں۔ چلو ڈرائیور“ — شاگل نے کہا۔ اور ڈرائیور  
سے مخاطب ہو گیا۔ پولیس آفسر دام کر کے واپس اپنی کار کی طرف  
بڑھ گیا۔ جب کہ ڈرائیور نے کار کو بائیس ہاتھ موڑ دیا، اور اس کی رفتار  
پہلے سے بہت زیادہ تیز کر دی۔

”اطمینان سے چلو“ — شاگل نے کہا۔

ادہ سر۔ آپ ہمانہ رصاحب کو تو جانتے ہیں۔ وہ ایک سے  
کی بھی تائیر برداشت نہیں کر سکتے۔ ڈرائیور نے چونکتے ہوئے  
کہا۔ اور شاگل خاموش ہو گیا۔ اس کا ذہن انتہائی تیز رفتاری سے  
اس نئی پچویش کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس کا اصل مشن تو کمبل ہو چکا  
تا۔ لیکن یہ ہمانہ دالا مسئلہ اس کی چھٹی جس کو بار بار خبردار کر رہا تھا۔  
کھوڑی دیر بعد جیپ ایک سرخ رنگ کی عمارت کے سامنے  
جا کر گئی۔ جس کے باہر برا آمد میں چار مسلح ٹوپی پولیس کے

ہاتھ باہر نکال کر اس نے جانس کے ہاتھ پر رکھا اور دوسرا سے لمبے ہاتھ  
واپس پھنس گیا۔ اس کی ہتھیاری میں دبی ہوئی انونڑی گپ جانس کی  
ہتھیاری میں چلی گئی اور جانس کا ہاتھ تیزی سے سہٹا اور اور آل کی جیب  
میں داخل ہو گیا۔

”یہاں بڑھی سخت چینگ اور نگرانی ہو رہی ہے۔ دیے شکر ہے  
کہ ابھی تک کسی کو آئی۔ جی کی چینگ کا خیال نہیں آیا۔ کیونکہ ابھی  
دہاں تک چینگ پہنچی نہیں۔ مجھے دیے بڑا خطرہ تھا۔ کیونکہ چند  
گھنٹوں بعد اس کی چینگ شروع ہونے والی تھی۔“ — جانس  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اچھل کر جیپ سے نیچے اترنا۔ اور  
واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

”جادا ڈرائیور۔ صاحب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔“ — جانس نے  
گیٹ کے قریب شاگل کے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور سر بلاتا ہوا  
واپس جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔ اور جانس گیٹ کی چھوٹی کھڑی سے  
اندر داخل ہو گیا۔

”بس ٹھیک ہے۔ چلو۔“ — شاگل نے مطمئن ہجئے میں ڈرائیور  
سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈرائیور اچھل کر سیدھا پر بیٹھا اور اس نے جیپ  
کو واپس موڑ دیا، لیکن ابھی وہ کھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک ایک  
سائیڈ سے ایک سرخ رنگ کی کار نکل کر سامنے بھاگتی ہوئی ان کی جیپ  
کی طرف بڑھی۔ اور ڈرائیور کے ساتھ ساتھ شاگل بھی چونک پڑا۔ کیونکہ  
کار پر پولیس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے، ڈرائیور نے جیپ روک دی۔  
اور کار تیزی سے قریب آ کر دی۔ شاگل کے ہوش پھنس گئے۔ اور اس

یہ سلام کیا۔  
 "تشریف رکھئے کیپٹن" — کمانڈر نے غور سے شاگل کو دیکھتے  
 ہے بھاری آواز میں کہا۔  
 اور شاگل خاموشی سے میز کے سامنے رکھی ہوئی چار کوہیوں میں  
 سے ایک پر بیٹھ گیا۔  
 "کیپٹن عاصم، آپ ایکس ہتری میں جلنے کی بحث سپیش  
 ٹیک کی طرف گئے اور وہاں آپ نے سب انجینئر جانس کو ٹھیک فون  
 کر کے باہر بلایا اور پھر آپ نے ڈرائیور کو گارڈز کے پاس بھیج کر  
 اپنی جیپ میں بیٹھے باقیں کرتے رہے۔ — کمانڈر نے اس  
 طرح ایک ایک لفظ چلتے ہوئے کہا جیسے سہر کاری دیکیل عدالت  
 کے سامنے مجرم پر عائد کردہ الزامات سناتا ہے۔ شاگل خاموش  
 اور مطمئن انداز میں بیٹھا رہا۔

"آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے" — شاگل نے اسی طرح  
 مطمئن ہجھے میں جواب دیا۔ اسے یہاں بھیجے جانے سے پہلے کیپٹن  
 عاصم کے متعلق تفصیلات بتا دی گئی تھیں۔ اس لئے وہ پوری  
 طرح مطمئن تھا۔

"میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ خلاف معمول کام کیوں ہوا" —  
 کمانڈر نے آگے کی طرف بھختے ہوئے قدرے سخت ہجھے میں کہا۔  
 "میں نے ان سے ایک پرسنل بات کہنی تھی جو میں فون پر نہیں  
 کہنا چاہتا تھا" — شاگل نے منہ بنتا ہوئے جواب دیا۔ اور  
 کمانڈر کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے غبارے میں سے ہوا نکلتی

افراد بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ سامنے ہی ایک در دانہ نظر  
 آر پا تھا جس کے باہر کمانڈر انجینئرنگ بیس کے الفاظ کی صاف  
 بمنایاں تھے۔

جب پر رکتے ہی شاگل نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا برمادے  
 کی طرف بڑھ گیا۔ ایک سپاہی نے جلد ہی سے آگے بڑھ کر در دانے  
 کے سامنے لکھا ہوا پیدہ ہٹھا دیا اور شاگل اندر داخل ہوا۔ اس کھمرے  
 میں میز کے پیچے کمانڈر کا نی۔ اے بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ۔ آپ آگئے۔ کمانڈر صاحب آپ کا بے چینی سے انتظار  
 کر رہے ہیں" — پی۔ اے نے شاگل کو دیکھتے ہی چونکہ کہا۔ اور  
 ساتھ ہی اس نے جلد ہی سے سامنے رکھے انٹر کام کا رسیو راٹھا کر ایک  
 نمبر پریس کو دیا۔

"سر، کیپٹن عاصم تشریف لائے ہیں" — پی۔ اے نے  
 موڈ باندھے ہیں کہا، پھر دوسرا طرف سے تجھے سننے کے بعد اس نے  
 یہ سہر کہتے ہوئے رسیور والیس کو ٹھیل پر رکھا۔

"تشریف لے جائیے سر" — پی۔ اے نے رسیور رکھتے  
 ہوئے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور شاگل سہر ہاتا ہوا سایہ دار دن  
 کی طرف بڑھ گیا جس پر نوایہ میشن کے الفاظ کیچھ ہوتے تھے۔ اس  
 نے در دانہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ کھڑہ واقعی انتہائی خوب صورت  
 اور جدید انداز میں سجا ہوا تھا۔ عہدگانی کی ایک بڑی اور پُرتوقار آفس ٹیبل  
 کے پیچے بھاری سفید موچھوں والا کمانڈر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر  
 نیوی کی یونیفارم تھی۔ شاگل نے اندر جاتے ہی نیوی کے مخصوص اندا

بڑھ گیا۔ وہ دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اسے فوری طور پر واپس بانے کا بہانہ مل گیا ہے۔ چنانچہ وہ چند لمحوں بعد اسی نیوی آفیسر کے پاس پہنچ گیا۔ جس سے کوڈ درڈز کے بعد جیپ تک پہنچا تھا۔

”یہ بھیجئے کارڈ۔ کمانڈر نے مجھے بتا دیا ہے کہ ان کے حکم پر آپ فوری واپس جا رہے ہیں۔“ آفیسر نے مسکراتے ہوئے ایک محل غائب ہوتا محسوس کرنے لگا۔

سرخ رنگ کا کارڈ شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔  
”تھیک یو۔“ شاگل نے مختصر لفظوں میں جواب دیا۔ اور کارڈ لے کر باہر کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیرے بعد اس کی کارڈ دونوں گیش کو کہاں کرتی ہوئی بیرونی سڑک پر پہنچ گئی۔ اور شاگل نے کارڈ اپس اسی جگہ کی طرف موڑ دی جہاں سے وہ چلا تھا۔ وہ آپ جلد از جلد پاکیشیا سے نکلنا چاہتا تھا اور دوسری بات یہ کہ اصل کیپیٹن عاصم تک وہ یہ ساری اطلاعات فوری طور پر پہنچانا پاہتا تھا۔ تاکہ اچانک کوئی گٹ بڑھنے ہو جاتے۔ اسے بتایا گیا تھا کہ کیپیٹن عاصم کافرستان کا ایجمنٹ ہے۔

ہے اس کے چہرے پر جھایا ہوا جو شریک لخت لٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ اور شاگل اس کی اس کیفیت پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ کیپیٹن عاصم اور جانس دونوں گھرے دوست ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے اس کے جواب میں خاصہ وزن تھا اور کمانڈر جو شاید ذہنی طور پر کوئی بڑا محل بنائے بیٹھا تھا۔ شاگل کے ایک ہی جواب سے اپنا محل غائب ہوتا محسوس کرنے لگا۔

”اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ میں سمجھا کوئی خاص بات ہو گی۔ میں نے آپ کو اس لئے بلا یا تھا کہ ٹائیکر کو ایڈمرل صاحب نے نئی جنگی سکیم میں شامل کرنے کا حکم دیا ہے۔ جہاز کل یہاں سے فارغ ہو جائے گا۔ اس لئے آپ ایڈمرل سے مل لیں۔ تاکہ نئی جنگی سکیم کے متعلق تفصیلات حاصل کر سکیں۔“ اس بار کمانڈر نے بڑے سادہ ہیچے میں کہا۔

”مل لوں گا۔ یعنی پہلے میں چکینگ تو کروں۔“ شاگل نے مہنہ پنٹتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں۔ کیپیٹن ایڈمرل صاحب کی مخصوص ہدایات ہیں کہ آپ جلد از جلد ان سے ملیں۔ اس لئے پلیز آپ ابھی مل لیں۔“ کمانڈر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لکھ لہیک ہے۔ اور کچھ۔“ شاگل نے اطمینان کا سامنہ پرستے ہوا سمجھ کردا۔

”تھیک یو۔“ کمانڈر نے جواب دیا۔ اور شاگل نے اکا کہ ایک بار پھر مخصوص اہمیتوں میں سکام کیا اور بیرونی دردائی سے کیا طرف

بے تھے۔ وہ پیش دے سے گور رہتے تھے۔ اور ہمیں کوئی کاش نہ تھا۔ میں نے فوری طور پر ڈبل رینڈ آن کم کے انہیں بھروسہ کر دیا۔ اور پھر بیگمی اسکوار ڈس کے ذریعے انہیں بلیوروم میں پہنچنے کا حکم دے کر آپ کو بتانے آیا ہوں۔ — نوجوان نے انتہائی تیز تیز بچے میں کہا۔

”مسٹر کرشن“ — ادھیر عمر نے انتہائی سنبھیدہ آواز میں کہا۔

”جج — جی — لیں سر“ — نوجوان جس کا نام کوش تھا اور جیسا بارٹھی کا سیکنڈ چینٹ آفیسر تھا نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسے حیرت اس بات پر کہی کہ لیسا بارٹھی کا چینٹ آفیسر کوم چند اسابرٹ ادا قائم سننے کے باوجود نہ صرف یہ کہ چونکا تک نہیں بلکہ اس کے بچے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے کرشن نے اسے کوئی عام سی بات بتانی ہو۔

”ادھر آؤ“ — چینٹ آفیسر نے انتہائی خشک بچے میں کہا۔

”لیں سر“ — کرشن کسی میکانکی کھلوانے کی طرح قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھ آیا۔

کرسی پر بیٹھو۔ — چینٹ آفیسر کا انداز واقعی انتہائی حیرت انگیز تھا۔ اور کرشن ہونٹ بھینچتا ہوا میز کے دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

در واڑہ ایک دھماکے سے کھلا اور میز پر جھکے ہوئے گنج سرداۓ آدمی نے چونک کر سراٹھیا در واڑے پر ایک نوجوان کھڑا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ بھلنے کے لئے اس کے ہونٹ کھلتے وہ ادھیر عمر پنج پڑا۔ ”ونا نس۔ یہ کیا طریقہ ہے اندر آنے گا“ — ادھیر عمر کے بچے سے انتہائی غصہ پیک رہا تھا۔

”سر۔ بات ہی ایسی ہو گئی ہے۔ چار افراد انتہائی خفیہ طور پر لیسا بارٹھی میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ اور سرداہ آر۔ اٹی۔ دن کوئی کراس کر چکے تھے۔ سیکن آر۔ اٹی۔ دن نے کوئی کاش نہ دیا۔ وہ تو اتفاقاً شیلی رنج پر ریڈ کاشن ہوا تو میں نے پیش شیلی رنج آن کیا۔ تب میں نے دیکھا کہ ایک غوطہ خور پٹخیاں کھاتا ہوا سمندہ کی سطح کی طرف اکٹھتا جا رہا تھا اور تمیں غوطہ خور اس کے پیچے پیک

کر کر شن کی بات کا یقین نہ آیا تھا،  
یکن اس بار کر شن نے کوئی جواب دینے کی بجائے میز پر  
لے ہوئے اندر کام کا رسیور الٹھایا اور نیم ایتادہ حالت میں  
کر اس نے ایک بتن دبایا اور دالپس کرسی پر بیٹھ گیا۔  
کر شن بول رہا ہوں وہ بے ہوش غوطہ خود پہنچ گئے۔  
کر شن نے تیز اور تھکنا نہ ہجھے میں کہا۔

”یہ سر۔ ابھی پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک کی حالت خراب  
ہتھی۔ اسے راستے میں طبی امداد بھی دی گئی تھی۔ اب وہ بھی ٹھیک  
ہے۔ دیسے آپ کے حکم کے مطابق انہیں زیر دزیرہ کے انہجکش  
بھی لگا دیتے گئے ہیں۔“ — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔  
ٹھیک ہے۔“ — کر شن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا — کیا مطلب۔ کیا تم دا قعی ٹھیک کہہ رہے ہو۔  
کیسے ممکن ہے۔ کیسے ممکن ہے۔“ — چیف آفیسر کا رد عمل  
پڑھ سے بالکل مختلف تھا وہ اچھل کر کرسی سے الٹھ کھڑا ہوا تھا اور  
اس کی آنکھیں حرمت سے پھیلنے لگ گئی تھیں۔

”آئیں۔ بلیوروم میں چلیئے۔ پھر آپ کو یقین آئے گا۔“ — کر شن  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ادہ چلو۔“ — کرم چند نے بوکھلاتے ہوئے ہجھے میں کہا۔  
اور تیزی سے چلتا ہوا در داون سے کی طرف بڑھ گیا۔

خائف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک کمرے کے  
پر پہنچے۔ در دا ذہ بند تھا۔ کر شن نے آگے بڑھ کر

”کیا تم ڈیوٹی کے دوران بھی پینے لگے ہو۔ کتنا بولیں پی ہیں۔“  
چیف آفیسر نے انتہائی کرخت ہجھے میں کہا۔  
”ادہ۔ ادہ سر۔ میں سمجھو گیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں نے  
میں ایسی باتیں کہہ دیا ہوں۔ جو نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے  
جو کچھ بتایا ہے وہ حقیقت ہے۔“ — کر شن نے ہوتھ کاٹتے  
ہوئے کہا۔

”تم پھر بیک رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص آر۔ ٹی  
وں کو کہ اس کے افراد کا شن نہ دے۔ اور پھر پیش وے  
پر ایک نہیں دو نہیں اسکھتے چار آدمی سفر کر رہے ہوں اور انہیں  
چیک نہ کیا جاسکے۔ تیا تم مجھے الحق سمجھتے ہو۔“ — چیف آفیسر  
نے غصے سے جھنٹتے ہوئے زور سے میز پر کہہ مار کر کہا۔

”ادہ آپ کو یقین نہیں آ رہا تو آپ چکنگ رومن سے پوچھ لیں۔  
بلکہ چکنگ رومن سے کیا پوچھنا آپ بلیوروم سے پوچھ لیں۔ وہ  
چاروں اب تک دہاں پہنچ پکے ہوں گے۔“ — اس بار  
کر شن کے ہجھے میں بھی چھنجلا ہٹ بھتی۔

”یعنی تمہارا مطلب ہے کہ اب تمہاری طرح میں بھی جما قتین  
کروں۔ غلط آدمی کو ادل تو راستہ ہی نہیں مل سکتا۔ اگر مل بھی جائے  
تو آر۔ ٹی۔ وہ کہ اس کرتے ہی وہ چیک ہو جاتے گا۔ چلو آر۔ ٹی سوں  
بھی وہ کہ اس کر گیا اور چیک نہ ہوا تو اسے پیش وے کا کیسے پتا  
چل گیا۔ اس وے سے گزرتے ہوئے تو ہیاں کے بوگ بھی  
کرانگ سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔“ — چیف آفیسر کو ابھی

کرشن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔  
”نہیں۔ انہیں پہلے ہوش میں لے آؤ۔ میں خود ان سے پوچھ کچھ کہنا  
چاہتا ہوں۔“ — چیف آفیسر کرم چند نے سخت ہجھے میں کہا۔  
”میرے خیال میں سر ایک آدمی کو ہوش میں لایا جائے تو زیادہ  
بڑھتے۔“ — کوش شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی محتاط فطرت  
”آدمی ثابت ہو رہا تھا۔“  
”ہونہہ، یہ بند ہے ہوئے لوگ کیا بگاؤ سکتے ہیں۔ نواہ مخواہ  
اور والی باتیں مت کرد۔“ — کرم چند نے اسے جھوٹ کہتے  
کہا۔

”پیک ہے سر۔ جیسا آپ کا حکم میں تو صرف اختیاراً  
الساکھر رہا تھا۔“ — کوش نے منہ بنتے ہوئے کہا۔  
”انہیں ہوش میں لے آؤ۔“ — کرم چند نے کہا۔ اور  
کرشن نے اس آدمی کو اشارہ کیا۔ بس نے چھیلوں کے متعلق اطلاع دی  
تھی۔ وہ آدمی جلدی سے شمالی دیوار کی طرف بڑھا جس میں ایک الماری  
صب تھی۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک پھونٹی سی بوتل  
لالی۔ اور پھر اپس بند ہے ہوئے کے افراد کی طرف بڑھ گیا۔ اس  
ے ایک آدمی کے قریب جا کر بوتل کا ڈھکنا کھولا۔ اور بوتل کا کھلا  
۔ لیکھر پہنہ ہے ہوئے بے ہوش آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ اس  
علی باری باری اس نے چاروں افراد کی ناک سے بوتل لگانی اور پھر  
ہٹان کر کے واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل الماری  
میں رکھ کر اس کے پٹ بند کر دیئے اور مڑ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد

دروازہ کھول دیا اور کرم چند تیزی سے قدم بڑھاتا کھڑے میں داخل  
ہو گیا۔ یہ ایک خاصاً دیمع کمرہ تھا۔ جس کے درمیان رکھے ہوئے  
سٹرپکروں پر چار افراد یعنی ہوئے تھے ان چاروں کی آنکھیں بند  
تھیں۔ وہ بے ہوش تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان چاروں کو  
سٹرپکروں کے ساتھ منسلک چھٹے کی بلیٹس سے اپھی طرح باندھ  
دیا گیا تھا۔ ان کے جسموں پر چست سیاہ رنگ کا لباس لکھا۔ غوطہ خورہ  
کا لباس اتار لیا گیا تھا۔

”اوہ واقعی۔ لیکن یہ کون ہیں اور یہ کس مقصد کے لئے یہاں  
آمد ہے تھے۔“ — کرم چند نے بُڑی طرح ہونٹ چباتے  
ہوئے کہا۔

”سر۔ ان کا مقصد انہیں خطرناک لگتا ہے۔ ان میں سے ہم  
ایک کے تھیں میں انہیں خوف ناک اور جہدید قسم کے بھم اور ایسے  
آلات ہیں جن سے کسی لیبارٹری کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔“ — سایہ  
پر کھڑے ہوئے ایک مسلح آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے  
ایک طرف رکھے ہوئے چار چھیلوں کی طرف اشارہ کر دیا جن کے  
ساتھ ہی چار غوطہ خورہ کے لباس بھی پڑے ہوئے تھے۔

”اس کا مطلب ہے۔ یہ لیبارٹری تباہ کرنے آرہے ہے۔  
لیکن یہ کون ہو سکتے ہیں۔“ — چیف آفیسر نے ہونٹ بھینچی  
ہوئے کہا۔

”سر۔ دشمن ایجمنٹ ہی ہو سکتے ہیں اور کون ہو سکتا ہے۔  
ہمیں ان کے متعلق فوری طور پر اعلیٰ حکام کو اطلاع دینی چاہیے۔“

نے انتہائی طنزیہ بچے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ یعبارٹری کوتباہ کرنے کا سامان لے کر اور پھر اس پر چوری پچھے یعبارٹری میں داخل ہونے والے ہمارے ساتھی تو نہیں سکتے" — کرم چند نے بھی انتہائی طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم واقعی کرم چند ہو تو پھر تم ضرور یہ جانتے ہو گے کہ پی تھرٹی کا لیا کام ہوتا ہے" — اس آدمی نے کہا۔ اور اس کا فقرہ سن کر کرم چند اس بُری طرح چونکا کہ جیسے اس کلی کا انتہائی طاقتور کرنسٹ لگا ہو۔

"کیا کیا — تم کیا کہہ رہے ہو" — کرم چند بے اختیار قدم رہا تاہم اس آدمی کے قریب پہنچ گیا۔

"تمہارا یہ چونکنا بتارہا ہے کہ تم واقعی کرم چند ہو چیف آفیسر آپ آدمیوں کو باہر بھیج دو۔ میں نے تم سے انتہائی ٹاپ سیکرٹ بات کرنی ہے" — اس آدمی نے خشک بچے میں کہا۔

"تم کون ہو۔ پہلے تم بتاؤ تم ہو گوں۔ اور تم کیسے پی تھرٹی کے بارے میں بانتے ہو" — کرم چند نے اس طرح غور سے اس آدمی کو ملکتے ہوئے کہا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"یہی بتا دوں گا۔ سنو۔ جس قدر جلد تم میری بات سن لو گے اتنے کی ناسے میں رہو گے۔ اور سنو کرم چند انتہائی بہادر اور دلیر آدمی ہاں ہے۔ اور ہم تو دیسے بھی بندھے ہوتے ہیں۔ اس لئے وقت مناخ کرو۔ اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دو" — اس آدمی

بھے آدمی کو اچانک زور دار چھینگ آتی اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرا سمجھے دوسرا نے بھی ہی حرکت کی اور پھر جتنے بختے وقفے سے بوتل ان کی ناک سے نکالی گئی بھتی تقریباً اتنے ہی وقفے سے وہ ایک ایک چھینگ مار کر ہوش میں آ گئے۔ وہ سب ہوش میں آتے ہی بھرت سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے چھڑے کی بیلیش سے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھتا تو درگناز حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔

"سنو۔ تم چاروں اس وقت موت کے دہانے پر موجود ہو را کہ تم مجھے سچ پسح بتا دو کہ کس ملک کے ایجنت ہو۔ اور کیوں یعبارٹری تباہ کرنا چاہتے ہو۔ تو شاید میں تمہیں آسان موت مارنے کا شیخسلہ کروں" — چیف آفیسر کرم چند نے انتہائی کرخت بچے میں ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ چیف آفیسر کون ہے۔ میں نے اس سے انتہائی ٹاپ سیکرٹ بات کرنی ہے" — ایک سڑک پر یہ لیٹے ہوئے آدمی نے انتہائی باوقار بچے میں کہا۔

"میں ہوں چیف آفیسر کرم چند۔ اور سنو۔ مجھ سے کوئی کھیسل کھیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایسے معاملات سے اچھی طرح واقع ہوں" — کرم چند نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

کرم چند — ادھ۔ تو تم کرم چند ہو چیف آفیسر ہو نہ ہو تو تم سمجھو سو کہ تم کسی دشمن ملک کے ایجنت ہیں" — اس آدمی

کرم چند نے بھرے ہوئے ہجھے میں کہا۔  
”بھول پیسٹر جو شخص ایک بھی سے ڈرتا ہو۔ وہ کم از  
کم رام پنہ نہیں ہو سکتا۔“ اس آدمی نے طنزیہ ہجھے میں  
کہا۔

”تم آخر بار بار مجھے کیوں چیلنج کر رہے ہو، کیا چاہتے ہو تم؟“  
”رام پنہ ایک بار پھر بگڑ گیا۔“

”سنو کرم چند۔“ یہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ سرکاری مسئلہ  
بے پی تھری۔ اس میں بہادر راست ملوث ہے۔ اس لئے تمہیں  
بیان کرنے کا طور پر آنا پڑا ہے۔ اس لئے تمہارے لئے بہتری اس  
مات میں ہے کہ تم وہ تھیلا اٹھا کر اس میں موجود کاغذ پڑھ لو۔ تمہیں  
ساری پاتوں کا خود بخود پتہ چل جائے گا۔“ اس آدمی نے  
بھی سخت ہجھے میں کہا۔

اور کرم چند چند لمحے خاموش کھڑا سے دیکھتا رہا پھر وہ اس  
ٹاف کا بڑھ گیا جدھر بھیلے رکھے ہوئے تھے۔ اس نے چاروں  
ہلکے اٹھائے اور اس آدمی کی طرف آ گیا۔

”ان میں سے کون سا تمہارا تھیلا ہے؟“ کرم چند نے  
سخت ہجھے میں پوچھا۔

”جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے۔“ اس آدمی نے  
اب دیا۔

اور کرم چند نے باقی تین بھیلے وہیں زین پر رکھے اور دائیں  
ہاتھ میں پکڑے ہوئے بھیلے کی زپ کھولنا شروع کی۔

نے باوقار ہجھے میں کہا۔  
”جاو۔“ تم دونوں باہر جاؤ۔“ کرم چند نے مرکر جو شید  
ہجھے میں تھے میں موجود کہش کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلح آدمی  
سے کہا۔

”مگر سر۔“ کہش نے اپنی احتیاط پسند طبیعت کے  
مطابق کچھ کہتا چاہا۔

”اوہ۔“ پھر دہی بزدلی کی باتیں، تم بھی نہیں جانتے یہ تو  
بندھے ہوئے ہیں۔ اگر نہ بھی بنہ ہے ہوئے ہوں تب بھی میں خالی  
ہاتھ ایک منٹ میں ان چاروں کو ٹھکانے لھا سکتا ہوں۔“ کرم چند  
نے غصے ہجھے میں جختہ ہوئے کہا۔

اور کہش سر جھکا کر باہر کی طرف چل پڑا۔ اس کے ساتھ ہی  
دوسرے مسلح آدمی بھی باہر نکل گیا اور ان کے عقب میں دروازہ بند  
ہو گیا۔

”اب بتاؤ۔“ کون ہو تم۔ اور کیا کہتا چاہتے ہو۔“ کرم چند  
نے مرکر اس آدمی سے کہا۔

”میرا تھیلا اٹھاؤ۔“ اس کی سائیڈ میں ایک خفیہ خانہ ہے۔ اس میں  
تمہارے لئے ایک کاغذ ہے۔ اسے پڑھ لو۔ اس کے بعد تمہیں  
پکھو پچھنے کی ضرورت نہ رہے گی۔“ اس آدمی نے بڑتے  
سادہ سے ہجھے میں کہا۔

”سنو۔“ تم شاید مجھے سے کوئی کھیل کھیلانا چاہتے ہو۔ سیدھی طرح  
بتا دو کہ تم کون ہو۔ ورنہ یاد رکھو کرم چند کا ایک پیسٹر تمہاری گودن

تم — تم نے ضرور کچھ کیا ہے۔ تم نے ”کوئی غصہ سے چختا ہوا اس آدمی پر جھپٹا۔ اور اس نے پوری قوت سے اس کی پنڈی پر مکہ مارنا چاہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ اس آدمی کی پنپی پر پڑتا، اچانک زین پر پڑتے ہوئے بیٹھے کے کھلنے منہ سے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور کمرش بُردی طرح چختا ہوا منہ کے بل اس آدمی کے اوپر ہی گرا۔ اور پھر اس طرح گھکر کر نیچے زین پر گرا۔ میں اس کا جسم اکٹکر اچانک کٹھی کا ہو گیا ہو۔ اور اس آدمی کے ملن سے زور دار تھقہہ ٹکلا۔

”یہ کیا ہوا رہے ہے کیپٹن شکیل۔ یہ تم کیا چکر چلا رہے ہو۔“ اچانک ساتھ والے سڑپر پر پڑتے ہوئے ایک آدمی نے تیرت پڑتے ہوئے میں کہا۔

وہ سب اب تک خاموش پڑتے ہوئے تھے لیکن اب ان میں سے ایک بول پڑا تھا۔

”میں انہیں مفلوج کرنا چاہتا تھا۔ اور میری تو کمپ کا میاب رہی۔ اب ہمیں فوری طور پر آزاد ہونا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے بواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے اپنے جسم کو ایں طرف جھکو لادیا۔ سڑپر اس کے جسم کے جھکو لئے سے ہلکا۔ لیکن کسی جھو لے کی طرح واپس اپنی جگہ پر جم کیا۔ کیپٹن شکیل نے اس سی کوشش کی اور اس بار ایک دھماکے سے وہ سڑپر سمیت اس کے بل فرش پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اپنے جسم کو آئے کی طرف گھینٹنا شروع کیا۔ لیکن ظاہر ہے سڑپر نے

”اس کی دائیں طرف اندر ایک جیب ہے۔ اسے ٹھوٹ کو کھولو تو۔“ اس آدمی نے کہا۔ اور کرم چند نے سر ہلاتے ہوئے زپ کھولی اور بھیل کے اندر دائیں طرف والے حصے کو انگلیوں سے ٹھوٹ لئے لگا۔ وہاں واقعی ایک خفیہ جیب موجود تھی۔ ”ہاں اس میں خفیہ جیب ہے۔“ کرم چند نے قدرے مطمئن ہجے میں کہا۔ ”اس پر دو دفعہ انگلی کی ٹھوٹ کر مارو۔ خفیہ خانہ کھل جائے گا۔“ اس آدمی نے کہا۔

اور کرم چند نے اس کی بہایت پر عمل شروع کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے دوسرا بار انگلی کی ٹھوٹ کو ماری بیٹھے کے کھلنے منہ سے یک لخت دو دھیارنگ کی پھوار سی نکلی جیسے پانی کی پھوار پٹخے کے اچانک پھوٹ پڑنے پر نکلتی ہے اور یہ پھوار بیٹھے کے کھلنے منہ سے نکل کر اس پر جھکتے ہوئے کرم چند کے چہرے پر پڑتی۔ اور کرم چند چھینتا ہوا پچھے کی طرف ہٹتا اور دوسرے لمحے وہ دھڑام سے بھیتے سمیت نیچے فرش پر اس طرح گما جیسے کٹا ہوا شہقیر گرتا ہے۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا۔“ یہ کیسا دھماکہ تھا۔ اچانک دروازہ کھلا اور کرشن تیزی سے دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ”معلوم نہیں۔ تمہارا باب اس اچانک چیخ کر نیچے گما ہے۔“ اس آدمی نے ٹڑے مٹھے ہجے میں کہا۔

اگریں کرم چند اور اس کے ساتھی کو وقتی طور پر مغلوق کرنا تو اس کا بیلیٹ سے بندھا ہوا تھا۔ اور اس کے باقی ساتھی یہ رت سے اس کی یہ رت انگلز اور سمجھ میں نہ آنے والی کارکردگی دیکھ رہے تھے۔ ذرا سا آگے گھٹنے کے بعد کیپٹن شکیل نے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف دباؤ ڈال کر دھکلنے کی کوشش کی۔ اور دوسرے لمحے اس کے ساتھی یہ دیکھ کر یہ رہ گئے کہ کیپٹن شکیل کے دونوں ہاتھ یا کم لخت آزاد ہو چکے تھے۔ اور پھر جیسے برق کام کرتی ہے۔ اس طرح کیپٹن شکیل نے اپنے پاؤں کھولے اور انہوں کھڑا ہوا۔

”کمال ہے۔ یہ کیا جادو گھری ہے۔“ — باقی ساتھیوں نے یہ بھرے ہجھے میں کہا۔

”جادو گری کی کوئی بات نہیں۔ یہچے دھماکے سے گئے کی وجہ سے جسم کا پورا دباؤ آگے کی طرف پڑا۔ اور چمڑے کی بیلیٹ کافی حد تک کھینچ گئیں اور ڈھیلی پڑ گئیں۔ یکن ہقوڑی سی کسر رہتی تھی۔ اس لئے میں نے اور آگے کو زور لگایا اور پھر جیسے ہی پیچھے کی طرف جسم کو دبایا، بیلیٹ اتنی ڈھیلی پڑ گئیں کہ ان کی گرفت سے میری پھنسی ہوئی۔“

مٹھیاں باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گئیں۔ اگر یہ چمڑے کی بیلیٹ کی بجائے رکھیاں دفیرہ ہوتیں تو ظاہر ہے یہ ترکیب کامیاب نہ ہو سکتی تھی۔ یونہجہ ان میں چمڑے کی طرح کھفع جانے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ کیپٹن شکیل نے اپنے ساتھیوں کی بیلیٹ کھولتے ہوئے انہیں اصل بات بتائی تو وہ سب یہ رت سے اس طرح کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اس کے ذہن پر رشک آ رہا ہو۔

”چوہاں نے یہ رت بھرے ہجھے میں کہا۔“

”ہمیں پورہ کا رسی نہ رہا تھا کہ وہ ہمارے اتحاد یتے۔

”— تم نے چیز اور سیکنڈ چیز دونوں کو مار ڈالا۔  
”— ”مار ڈالوائی کو“ — اچانک ایک آدمی نے بڑی  
تر چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین گن کی  
بیٹ ریٹ کے ساتھ انسانی چیزوں سے گونج اکٹھا۔

”ہمیں — یہ چونکہ فرش سے اٹھی تھیں اور ٹپی۔ سکس ریز  
کی خاصیت ہے کہ وہ زین سے صرف تین فٹ بلند ہو سکتی ہیں۔  
اس لئے وہ حرف سڑ پھر کے سچے حصے تک ہی پہنچتی۔ اب بھی دیکھو  
اس دوسرے آدمی کی ٹانگیں اور کوہے ہی ٹپی۔ سکس کا نشانہ بنے  
ہیں۔ اس کا اوپر کا جسم محفوظ ہے۔ — کیپشن شکیل نے  
مکراتے ہوئے فرش پر پڑے کوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے  
کہا۔ اور سب نے دیکھا کہ کوش کی دونوں ٹانگیں اور اس کے  
کوہوں کا تقریباً آدھا حصہ اس طرح چھکلنی اور ٹوٹ پھوٹ چکا  
تھا جیسے کسی نے مشین گن کا پورا برسٹ مارا ہو۔

”لیکن وہ دوسرा آدمی باہر گیا تھا۔ وہ تو اندر نہیں آیا۔ —  
اس بار کیپشن شکیل کے دوسرے ساتھی صدیقی نے چونک  
کہ کہا۔

”اوہ اوہ — اس کا توبہ مجھے بھی خیال نہ رہا تھا۔ —  
کیپشن شکیل نے چونک کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی۔ اچانک  
در دازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور مشین گنوں سے مسلح تین آدمی بھلی  
کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

”خیراً — ہاتھ اٹھا دو درہ“ — ان تینوں نے کہا کہار  
ہجھے میں کہا۔ وہ اس طرح اچانک منودار ہوئے تھے۔ اور ان  
کے اور کیپشن شکیل اور ساتھیوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ  
کیپشن شکیل اور اس کے ساتھیوں کے پاس سوارے اس کے

جو یا اور صفر بیٹھتے تھے۔ اسے اس طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ دونوں چونکے ہی تھے کہ تنویر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر جلدی سے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر سائیڈ میز پر کھے ہوئے پیٹ پر اس نے جلدی سے لکھا کہ باہر گیلوہ کے پس انہیں طاقتور مایک ویٹ یوٹ انسینٹ ٹشن نہ صرف موجود ہے بلکہ آن ہے اور ہماری ساری باتیں یقیناً سنی جا رہی ہیں۔

"مس جولیا۔ تنویر کو کہنے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں خود دیکھنا چاہیے۔" — صفر نے سرہ مبارکے ہوئے پڑے نادمل آواز میں کہا۔

"وہ باتیں کرنے لگ گیا ہو گا۔ باہر حال آؤ دیکھتے ہیں" — جولیا بھی سچوٹن سمجھ گئی تھی۔ اس نے بھی اسی لمحے میں جواب دیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے فرش پر قدم مارتے ہوئے باہر کی طرف چل پڑے۔ جب کہ تنویر دلے پا دل چل رہا تھا۔ تاکہ اس کے قدموں کی آواز صفر اور جولیا کے قدموں کی آواز میں دب جل کے۔ اور وہ دونوں بھی اس لئے معمول سے زیادہ نور سے قدم رکھ رہے تھے۔ آتے ہوئے بھی تنویر نے خاص طور پر احتیاط کی تھی۔ کہ اس کے قدموں کی آواز نہ اپھرے۔

"کیا ہوا تنویر۔ تم نے پھاٹک نہیں کھولا۔" — گیلوی میں پخت کر صفر نے اس پٹن کو دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔ جبکہ اس دورانی تنویر صفر کے اشارے پر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

صفر۔ تنویر اور جولیا کمرے میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کہ کال بیل بجھنے کی آواز سنائی دی۔ "ادہ — ناطران آیا ہو گا" — جولیا نے چونک کہ

"میں جاتا ہوں" — تنویر نے صوفی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہے سے باہر کی طرف چل پڑا۔ یکن جیسے ہی وہ گیلوی کی سیر ہیاں اتم کر لان کی طرف بڑھنے لگا۔ تاکہ آٹھے جا کر پھاٹک کھول سکے۔ اچھا تاکہ اس کی نظریں گیلوی کی سائیڈ میں پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن پر پڑیں۔ جس میں سے ہلکی ہلکی زوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ تنویر یہ بٹن دیکھتے ہی بُری طرح اچھلا اور بجاۓ آگے بڑھنے کے وہ تیزی سے واپس اسی کمرے کی طرف دوڑا جہاں

نے تیزی سے باہت ہلاک کر انہیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ اور ابھی وہ سائیڈ سے ہوتے ہوئے آتے بڑھتے تھے کہ یک لمحت سایں سایں کی آذیں فرنٹ کی طرف سنائی دیں اور صفر نے دیکھا کہ سائیڈ سے چار سیاہ رنگ کے کیپسول اٹتے ہوئے کوئی کی اندر ورنی پیدا کی طرف گردہ تھے۔ باقی سائیلوں نے بھی یہ آذیں سن لی تھیں۔ اس نے انہوں نے بھی تیزی سے مڑ کر دیکھا۔ اور پھر ان کیپسولوں کو گتے دیکھ کر وہ اب تیزی سے صفر کی طرف بڑھتے گئے۔ کوئی کے سامنے کے رخ پر اب دو دھیارنگ کا دھواں سا پھیلتا نظر آ رہا تھا اور صدر جلدی سے مڑ کر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اور واپس اسی سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا۔ باقی سائیڈ اس کے پیچے پہنچ گئے۔ صفر نے جھاٹک کر دیکھا تو چار افراد مڑ کر سڑک کی طرف جاتے دکھانی دیئے۔ ان کے ہاتھوں میں وہی گئیں تھیں۔

"جلدی گلی کر اس کو کے الگی کوئی کے عقب سے ہو کر سامنے پہنچو۔ اب یہ یقیناً کوئی پریڈ کریں گے" — صفر نے تیزی بجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا الگی کر اس کو کے ساتھ والی کوئی کے عقب میں پہنچ کر وہ اور زیادہ تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس کے باقی سائیلوں نے بھی اس کی پریڈ کی۔ اور پھر اس کوئی کی دوسری سائیڈ کی گلی میں دوڑتے ہوئے وہ آگے سڑک کے کنارے پہنچ کر رک گیا۔ اور پھر

"یہ کون ہو گے ہو سکتے ہیں" — جو لیکن پوچھا۔  
"یہ یقیناً سیکرٹ سروس کے لوگ ہوں گے" — ناطران

— تسمہ کھل گیا تھا۔ وہ باندھ دیا تھا" — تزویر نے دور جا کر اونچی آواز میں کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑک کی کھولی کھولی اور باہر علا گیا۔

"آڈ بولیا۔ کمرے میں چلیں ناطران وہیں آجائے گا" — صفر نے جو لیا کو عقبی طرف جانے کا آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم چلو۔ میں نے ذرا باہر روم جانا ہے" — جو لیا نے کہا۔ اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔ رہب کہ صفر کھوم کم سائیڈ سے ہوتا ہوا عقبی طرف بڑھ گیا۔

پائیں باغ میں پہنچتے ہی وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھا جو اندر سے بنہ تھا۔ صفر نے آہستہ سے کنٹھی کھولی اور پھر پہلے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا جب عقبی گلی میں اس نے کسی کو نہ دیکھا تو وہ دروازہ کو اس کو کے باہر گلی میں آ گیا۔ عقبی گلی سے وہ دائیں ہاتھ پر موجود سائیڈ گلی کے کنارے پر آ گورک گیا۔ اور پھر اس نے سر آگے کر کے جسے ہی سائیڈ گلی سے دوسری طرف جھانکا وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے سامنے سڑک پر چار مسلح افراد کو سڑک کماز کو کے کوئی کی طرف آتے دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں ایسی ساخت کی گئیں تھیں جو عام طور پر بے ہوش کر دینے والے کیپسول پھینکنے کے کام آتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ساری صورت حال سمجھ گیا۔ وہ سچلی کی سی تیزی سے واپس مڑا۔ اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر آیا ہی تھا کہ اس نے ناطران۔ جو لیا اور تزویر کو ادھر آتے دیکھا۔ وہ شاید صفر کا پتہ کرنے آ رہے تھے۔ صفر

سے وہ ان ہم بچھاٹک کے ذریعے اندر آسانی سے داخل ہو سکتے ہیں۔ صفدر نے کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر سائیڈ میں بھانگا تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔

تو سے سڑک پر آئے اور پھر واپس اپنی کوکھی کی طرف بڑھنے لے۔ اودہ رام چند۔ اودہ تو یہ ریڈ رام چند کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔ ناٹران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کوں ہے یہ رام چند"۔ صفدر نے پوچھا۔

یہ سیکرٹ سروس کا منحنا ہوا اور تیز طار سیکرٹ اجنبیت ہے شاگل اس پر بہت بھروسہ کرتا ہے۔ ناٹران نے کہا۔ اور صفدر نے سر بلادیا۔

"بھی تمیں کوئی نیا لٹھکانا ڈھونڈھنا ہو گا"۔ جویا نے جلدی سے کہا۔

"آئے میرے ساتھ"۔ ناٹران نے واپس مرتے ہوئے کہا۔

یہ بھی سے ایک مشین گن بودار آتا کھافی دیا۔ اس وقت پھویش نہیں۔ یہ اچھا چانس ہے۔ اگر ہم ان کے پیچھے کوکھی میں داخل ہو جائیں اور انہیں قابویں کر کے ان کا میک اپ کر لیں۔ تو ہم آسانی سے سیکرٹ سروس کے ہمیڈ کو اڑپیں داخل ہو سکتے ہیں۔

صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ اب یہیں لٹھھریں۔ میں اندر جا کر ان کا خاتمہ کرتا ہوں"۔ تو نویں نے اپنی طبیعت کے مطابق پہلوش ہجے میں کہا۔

"ارسے نہیں۔ آؤ۔ وہ سب ابھی اندر ہیں اور ظاہر ہے میں دھان۔ لیکن دیگن کی وجہ پر کوہ عقبی طرف جائیں گے اور پھر عقبی گلی سے ادھر آئیں گے۔" یہ چاروں اسے نظر نہ آ رہے تھے۔ اور جب وہ دیگن کے قریب

نے کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر سائیڈ میں بھانگا تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ واقعی سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ یہ ان کا ایکشن گروپ ہے۔ اودہ رام چند۔ اودہ تو یہ ریڈ رام چند کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔"

ناٹران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کوں ہے یہ رام چند"۔ صفدر نے پوچھا۔

یہ سیکرٹ سروس کا منحنا ہوا اور تیز طار سیکرٹ اجنبیت ہے شاگل اس پر بہت بھروسہ کرتا ہے۔ ناٹران نے کہا۔ اور صفدر نے سر بلادیا۔

"بھی تمیں کوئی نیا لٹھکانا ڈھونڈھنا ہو گا"۔ جویا نے جلدی سے کہا۔

"آئے میرے ساتھ"۔ ناٹران نے واپس مرتے ہوئے کہا۔

یہ بھی سے ایک مشین گن بودار آتا کھافی دیا۔ اس وقت پھویش نہیں۔ یہ اچھا چانس ہے۔ اگر ہم ان کے پیچھے کوکھی میں داخل ہو جائیں اور انہیں قابویں کر کے ان کا میک اپ کر لیں۔ تو ہم آسانی سے سیکرٹ سروس کے ہمیڈ کو اڑپیں داخل ہو سکتے ہیں۔

صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

پہنچے تو انہوں نے گیلہ میں سے ایک آدمی کو دوڑ کر سائیڈ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن ہے۔ رام چند تیزی سے دوڑتا کیا ہوا۔ کوئی چیخنا ہے۔ کیسا دھماکہ ہے۔ اسی لمحے ویگن اب سے ہی دیگن کے قریب آ کر سائیڈ میں آیا۔ صقدر یک لخت کے سامنے کے رخ سے ایک اور چیختی ہوئی آداز سنائی دی۔ ابھ کے عقاب کی طرح اس پر چھپتا۔ اور دوسرا رے لمحے رام چند صفرد جلدی سے دیگن کی سائیڈ سے آگے بڑھ کر داسا دپخا ہوا تو اس آدمی کو دوڑ کر ادھر سائیڈ میں جاتے دیکھا۔

"ادہ بارس"۔ باس کسی نے شاموں کو گولی مار دی ہے۔ اور ناٹران نے پوری مضبوطی سے ایک ہاتھ اس کے منہ پر اور سائیڈ سے ایک چیختی ہوئی آداز سنائی دی۔

"گولی مار دی ہے۔ کون ہے؟"۔ گیلہ می سے سائیڈ کی طرف جھکھا دیا۔ تو ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں رام چند کا پھر کتا کی طرف دوڑتے ہوئے آدمی نے چیخ کر کہا۔ پھر اور بھی ملی جانی آداز۔ اب ہم ڈھیلا پڑ گیا۔ صقدر اس دوران دبے قدموں دوڑتا ہوا گیلہ می سائیڈ کی طرف سے ابھرنے لگیں۔

"کس نے گولی ماری ہے۔ کسے مار دی ہے؟"۔ اچانک یہاں کوئی موجود ہے۔ یہ ریوالور کی گولی سے مارا گیا ہے۔ جلدی اندر و فی راہداری سے ایک آدمی نے بیرونی گیلہ می کی طرف آتے کرو۔ پوری کوٹھی میں پھیل جاؤ"۔ سائیڈ سے چیختی ہوئی آداز ہوتے پیچ کر پوچھا۔

"یہی رام چند ہے"۔ ناٹران نے ہوتٹ بھینچتے ہوئے کے نیچے گھسنے کا اشارہ کیا تو وہ سب بجلی کی سی تیزی سے اوپنچی دیگن کہا۔ ناٹران نے بے ہوش رام چند کو بھی اپنے سامنے رام چند خالی ہاتھ لھا۔ اس لئے صقدر نے جلدی سے ہاٹا۔ ای نیچے نھیں بیٹھا۔ صقدر نے دیکھا کہ سائیڈ سے اُسی وقت یہی پکڑے ہوئے ریوالور کا دستہ آہستہ سے دیگن کی سائیڈ میں آدمی مشین گٹیں لئے لان میں پھیلنے لگے۔ جب کہ ایک آدمی مارا اور ٹن کی آداز نکلتے ہی رام چند اچھلا اور پھر تیزی سے دیگن بس نے انہیں چیخ کر پھیلنے کا حکم دیا تھا۔ تیزی سے دوڑتا ہوا گیلہ کی طرف ٹوچھا۔ صقدر نے سب کو تھک جانے کا اشارہ کیا۔ اک طرف بڑھنے لگا۔ اور پھر جیسے ہی وہ صقدر والے ستون کی وہ سب دیگن کے ٹائروں کے ساقھ جھک جانے کا اشارہ کیا۔ اک طرف بڑھنے لگا۔ اور پھر جیسے ہی وہ صقدر والے ستون کی

گواستے جھپٹنا چاہا یا لیکن اسی ملئے اسے عقبی طرف سے زور دار دھکا لگا۔ اور صفرِ مشین گن سمیت گیلروی کے فرش پر پست ہوا باہر آمدے کی سیر گویوں سے نیچے لان کے فرش پر گوا۔ لیکن نیچے گرتے ہوئے اس نے قلا بازی کھانی اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی راہداری کے دہانے پر موجود آدمی چینا ہوا اور اپس اچھل کو پشت کے بل نیچے راہداری میں گر گیا۔ یہ وہی آدمی تھا جسے صفرِ مشین گن اٹھاتے ہوئے ساتھ لے گیا تھا۔ اس نے اپنا گاہ اچھل کو مشین گن اٹھاتے ہوئے صفر کو دھکیلا تھا۔ لیکن صفر کو دھکیل کو وہ فرش پر گری ہوئی اپنی مشین گن اٹھانے پر جھکا تھا کہ صفر نے قلا بازی کھاتے ہی فائر کھول دیا تھا۔ اور پھر فائر کھولنے کے ساتھ ہی وہ کسی لٹو کی طرح گھوما اور دوسرا نئے فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا آدمی بھی گولیوں کی زد میں آگیا۔ اب باقی طرف سے بھی گولیاں چلنے اور دوڑتے ہوئے گدوں کی آوازیں سنائی دیں اور صفر ریکٹ لخت فرش پر گولیوں سے چھلنی آدمی کے ساتھ اس طرح ریٹ گیا جیسے وہ بھی ہٹ گیا ہو۔ ویگن کی دوسری سائیڈ سے ریو الور کا دھماکہ اور کسی کے پر گر گرنے کی آواز سنائی دی۔ اور یعنی اسی ملئے فرش پر پڑے ہوئے صفر کو ویگن کے عقب سے ہنودار ہوتا ہوا ایک آدمی نظر آتا تو اس نے یعنی یعنی ٹریکر دبادیا۔ اور وہ آدمی گولیوں کی بوجھاؤ میں کسی لٹو کی طرح گھوما۔ اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سمیت فرش پر گرا اور ساکت ہو گیا۔

اچھل کو اس کی پشت پر آیا۔ اور بھلی کی سی تیزی سے اسے ساتھ ہی دھکیتا ہوا راہداری کے اندر لے جاتا گیا۔ وہ آدمی چونکہ خود بھی دوڑ رہا تھا۔ اس لئے صفر کو اسے آگے کی طرف دھکیلنے میں کوئی خاص مشکل پیش نہ آئی تھی۔ لیکن دوڑنے والا آدمی رکتے ہی۔ — تیزی سے مٹا۔ لیکن اسی ملئے صفر کا پاٹھ گھوما اور ریو الور کا دستہ پوری قوت سے اس کی پیشانی سے لکھا گیا۔ صفر نے دستہ اس کی کھوپڑی پر مارنے کے لئے ہاتھ گھما یا تھا۔ لیکن وہ آدمی انتہائی تیز رفتاری سے صفر کی توقع کے خلاف گھوم چکا تھا۔ اس لئے دستہ کھوپڑی پر پڑنے کی بجائے اس کی پیشانی پر پڑا تھا۔ دستہ کی ضرب خاصی زور دار تھی۔ اس لئے وہ آدمی الٹ کر پشت کے بل پر گرا فرور۔ لیکن ساتھ ہی صفر کو بھی بے اختیار اچھل کر پشت کے بل نیچے گرنا پڑا۔ کیونکہ اس آدمی نے گرتے گھٹنے کی ضرب صفر کی ناف پر جمادی تھی۔

”باس باس“ — ویگن کی سائیڈ سے ایک چینتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور ساتھ ہی کوئی دوڑ کے گیلوہ ہی کی طرف آتا سنائی دیا۔ صفر اس کی آواز سننے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ دوڑنے والے آدمی کی پیچ اور منہ کے بل فرش پر گرنا کا دھماکہ سنائی دیا۔ ویگن کے نیچے سے کسی نے ہاتھ باہر نکال کر دوڑتے ہوئے آدمی کی ٹانگ پکڑ لی تھی۔ اور اچانک نیچے ٹھگنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوئی مشین گن کسی گینہ کی طرح اڑتی ہوئی گیلوہ کے فرش پر آگری اور صفر نے تیزی سے جھک

لہقی۔ اس لئے ٹریفک نیادہ ترین روڈ کی طرف ہی تھی۔ اور گزہ تی ہوتی کا ریں اسے صاف دکھانی دے رہی تھیں۔ صندرہ سڑک کے کنارے پر پنج کراچی بھٹکے کے لئے رکا اور پھر واپس ٹھونے ہی لگا تھا کہ یہاں نخت ٹھٹھک گیا۔ اسے اس کو نے والی زیر تعمیر کو بھی کی دیوار سے دوسری طرف ایک کار کی جھلک دکھانی دی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر سوراخ سے جھانکتا تو اسے دوسری طرف واضح طور پر ایک کار دکھانی دی۔ کار کے نہ صرف آس پاس کوئی آدمی نہ تھا بلکہ کار کے اندر بھی کوئی نہ تھا۔ صندرہ سر ہلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر میں روڈ کی طرف سے گھوم کر دہ اس زیر تعمیر کو بھٹی میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار کے قریب پنج چکا تھا۔ کار کی ڈرائیور سینٹ وال اور واڑہ ذرا سما کھلا ہوا تھا۔ جیسے کوئی پوری طرح دردazہ پنڈ کرنا بھول گیا ہو۔ کھڑکی بھی کھلی ہوتی تھی۔ اور پھر صندرہ نے جیسے ہی کھاکی کھڑکی سے اندر جھانکا وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ کیونکہ ڈیش پورڈ کے نیچے اُسے تنویر کی آداز سنائی دی۔ تنویر کہہ رہا تھا کہ صندرہ بنچانے کہاں چلا گیا ہے۔ — صندرہ نے بر ق رفتاری سے دروازہ کھولا اور سینٹ پر بیٹھ گیا۔

”اسیں بھیں کو تو اف کر دیں“ — اسی بھتے ڈریشن پورڈ کے نیچے موجود ایک چھوٹی سے باکس سے ناٹھان کی آواز اپھری اور پھر اس باکس پر جلتا بجھتا ہوا بدبیک یک لمحت بھجو گیا۔ صندرہ نے ایک طویل سانس لی۔ اگنیش میں چابی بھی موجود تھی۔ صندرہ بھجو گیا تھا کہ اس کار میں سے انہیں چکیں کیا جا رہا تھا۔ اور یہ کار یقیناً

”باہر آجائو۔ میرے نیال میں سب ختم ہو گئے ہیں“ — صندرہ نے اچھل کو کھڑے ہوتے ہوئے پنج کو کہا۔ اور اس طرف کو دوڑ پڑا جو ہر سے اس نے یواں در کی گولی چلنے اور کسی کے گرنے کا دھماکہ سناتھا۔ یواں در کی آداز سنتے ہی وہ سمجھے گیا تھا کہ اس کے کسی ساتھی نے دیگن کے نیچے سے دوسری طرف کھاک کر کن کو نشانہ بنایا ہے۔ لیکن وہ اس کے ختم ہونے کی پوری تسلی کو نا چاہتا تھا۔ لیکن جب وہ دیگن کی سائیڈ سے گھوم کر دوسری طرف چیا تو اس نے تنویر کو فرش پر گرے ہوئے آدمی کی طرف جھکے جھکے انداز میں دوڑتے دیکھا۔ تو وہ آگے بڑھنے کی بجاہت تیزی سے مڑ کر کھلے پھاٹک کی طرف دوڑ پڑا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اس نے اسے خطرہ تھا کہ گولیوں کی آدازیں سن کو ضرور لوگ باہر اکٹھے ہو جائیں گے اور کھلے پھاٹک کی وجہ سے سارا منتظر انہیں صاف دکھانی دے گا۔ وہ کم از کم فوری طور پر اس منظر کو چھپانا چاہتا تھا۔ چنانچہ پھاٹک کے قریب پنج کر اس نے تیزی سے پھاٹک کے پٹ بند کئے اور پھر بڑا کنڈہ لگا کہ اس نے ہاتھیں پکڑ دی ہوتی میشیں گن وہیں اندر رچھنکی اور خود چھوٹی کھلی کھڑکی سے باہر نکل آیا۔ لیکن باہر بیکھلتے ہوئے اس کا انداز ایسا تھا جیسے دیسے ہی تازہ ہوا یعنے کے لئے باہر آیا ہو۔ اور دوسرے لئے اس کے بیوں پیا لمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی کیونکہ اردو گرد اسے ایسا کوئی آدمی دکھانی نہ دیا تھا۔ جس کی پوزیشن اسے مشکوک دکھانی دیتی۔ وہ مزید الہمینان کرنے کے لئے ہٹلتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا گیا۔ یہ چونکہ سائیڈ ردا

اس رام چند کی ہوگی۔ درنہ ایکش گروپ والے براہ راست کام کونسے عادی ہوتے ہیں۔ وہ سینکڑ ایجنٹوں کی طرح چھپ کر کام نہیں کیا کرتے۔ صفر نے کار استارٹ کی اور پھر اسے موٹ کو سڑک پر لے آیا۔ چند محوں بعد ہی کار کو ٹھیک کے پھاٹک پر موجود تھی۔ صفر نے کار روکی اور نیچے اتر کر چھوٹی کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اور جھک کر جیسے ہی اس نے اندر سر کیا۔ اس کے سر پر ایک زور دار ضرب لگی اور صفر منہ کے بل کھڑکی میں ہی گر گیا۔ اسی لمحے دوسری بار اس کی کھوپڑی پر قیامت ٹوٹی اور صفر کے ذہن پر تاریک چادر پھیلتی گئی۔

**میٹنگ ہال** خاصا بڑا تھا۔ اور اس کے درمیان رکھی ہوئی بڑی سی بھینوی میز کی دونوں سائیڈوں پر کم سیاں موجود تھیں۔ ایک سائیڈ پر چھ کو سیاں تھیں جب کہ دوسری سائیڈ پر صرف دو کو سیاں رکھی گئی تھیں۔ ہر کوئی کسی کے سامنے ایک رائٹنگ پیٹھ اور ساتھ ہی پانچ کا گلاس رو مال سے ڈھکا ہوا موجود تھا۔ پال کے دروازے کے ساتھ اندر کی طرف دو مسلح افراد کافرستان انیٹیلی جنس کی مخصوص دردیاں پہنے ہوئے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ چند محوں بعد ہی بند دروازے کی دوسری طرف قدموں کی آوازیں ابھریں اور اندر موجود مسلح سپاہی اور زیادہ مستعد ہو گئے۔

آئئے فیاض صاحب ویسے مجھے یہ تھے کہ اس  
اور آپ کا دفہ بہت زیادہ سکھ گیا ہے" دروازے سے

اور باقی دو دوسرے دوسرے رونہوئے تھے۔ عمران کا تعارف اسلام رضا اور ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس کے طور پر کوایا گیا تھا، اسلام رضا ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ تھا، اور عمران نے اس کا انتخاب اس لئے کیا شاکہ وہ قد و قامت اور جامدت میں نہ صرف اس سے ملتا تھا۔ بلکہ کافرستانی حکام ابھی تک اس سے واقع نہ تھے کیونکہ وہ اسی سال ہی پولیس کے ایک مخصوص شعبے سے ٹرانسفر ہو کر انٹیلی جنس میں آیا تھا۔ ان دونوں کے بارے میں اصول کے مطابق تفصیلات پہلے ہی کافرستان بھیجا چکی تھیں۔ اور عمران کو یقین تھا کہ کافرستان والوں نے اپنی عادت کے مطابق پاکیشیا میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ان کے بارے میں ضرور تفصیل کرنی ہوگی..... لیکن ظاہر ہے عمران کمچھ گولیاں کھینچنے والا تھا۔ اس لئے اصل اسلام رضا کو پہلے ہی ایک پہاڑی مقام پر بھجوایا جا چکا تھا، جہاں وہ میک اپ میں وہ رہا تھا۔ یہ ساری کارروائی ایکٹو کے کہنے پر سر جمان نے خود کی تھی۔ دیے انہیں معلوم تھا کہ اسلام رضا کے میک اپ میں عمران پر نہنڈنٹ فیاض کے ساتھ جا رہا ہے اور انہوں نے پر نہنڈنٹ فیاض کو عمران کے بارے میں کچھ خاص ہدایات بھی دی تھیں۔ اور یہ ساری ہدایات اس پوائنٹ پر تھیں کہ پر نہنڈنٹ فیاض عمران کے دہاں جانے کے اصل مقصد کو معلوم کر کے واپسی پر انہیں تفصیل پورٹ دے گا۔ گو فیاض جانتا تھا کہ یہ کام اس کے بس کا نہیں۔ لیکن وہ اس لئے مہمن تھا کہ وہ منت سماجت کر کے اور کچھ رقم دے کر عمران سے اس کے یہاں آنے کا اصل مقصد معلوم کر ہی لے گا۔

ایک بلمے تو نہ گئے آدمی نے انہوں داخل ہوتے ہوئے کہا، وہ بھاری جسم کا تھا۔ اور اس کا سر دریان سے گنجائنا تھا۔ اور سائیڈول پر سفید بالوں کی جھال موسی لکھی ہوئی تھی۔ یہ کافرستان انٹیلی جنس کا چیف راجیش و کرم تھا۔ چونکہ یہ کمی بار پاکیشیا میٹنگوں میں آپ کا تھا اس لئے نہ صرف فیاض اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ بلکہ وہ بھی فیاض سے خاصاً واقع تھا۔ فیاض کے پیچھے عمران بڑے موبدانہ انداز میں حل رہا تھا۔ اس کے پیچے پر ایسے ہزار تھے جسے زندگی میں پہلی بار تسلی اعلیٰ سلطی میٹنگ میں شرکیت ہونے کے لئے آ رہا ہو۔ فیاض اور عمران دونوں کے جسموں پر عام سوت تھے۔ فیاض نے راستے میں ہاتھ بجول کر بڑی مشکل سے عمران سے وعدہ لیا تھا۔ کہ وہ کافرستان دارا حکومت کے ایئر پورٹ پر پہنچتے ہی کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا جس سے فیاض کی افسری اور عرب دببے پر کوئی حرف آتا ہو۔ ساتھ ہی اس نے ملکی عزت دو قار کے حوالے بھی دیتے تھے اور عمران نے اس سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے گا۔ اور تب سے عمران داعی اپنا وعدہ نبھا رہا تھا۔ وہ دراصل خود بھی سنبھی سنبھی رہنا چاہتا تھا کہ یہاں آنے کا اصل مقصد پورا کر سکے۔

ایئر پورٹ پر راجیش و کرم نے اپنے ساتھیوں سمیت ان کا استقبال کیا تھا اور عمران کا رسمی تعارف کرائے کے بعد وہ انہیں ساتھیے سیدھا میٹنگ ہال میں پہنچا تھا۔ کیونکہ شیڈول کے مطابق بات چیت کا ابتداء اپنی دور پہنچ، رکھا گیا تھا۔

اک سے بھی میں فیاض سے پوچھا۔

”یہ نے کہا تمہیں کہ خاموش رہو۔ تم پہلی بار ایسی میٹنگ میں آئے ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں کے پردوں کوں کا علم نہیں ہے۔“ — فیاض نے کاٹ کھانے والے بھی میں کہا۔

”اچھا اچھا۔ پردوں کوں — میرے خیال میں اس سے کولا نکلا جاتا ہو گا۔ میرا مطلب ہے کا کا کولا۔ پنی کولا۔ ست کولا۔ وہ۔ یہ تو واقعی میرے لئے ٹیا انکشاف ہے۔“ — عمران نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے واقعی اس کے علم میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا ہو۔ اور فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینج لئے۔ کیونکہ اس نے محسوس کریا تھا کہ عمران آہستہ آہستہ کھلتا چاہا ہے۔ اور فیاض اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر عمران واقعی کھل گیا تو پھر اسے روکنا فیاض کے نہ صرف بس سے باہر ہو گا۔ البتہ خود فیاض کو اپنے بال سب کے سامنے نوچنے پڑ جائیں گے، اس لئے وہ نہ چاہئے کہ باوجود ہونٹ بھینج کر خاموش ہو گیا۔

”کمال ہے۔ اسلام رضا صاحب تو واقعی انہیں دلچسپ آدمی ثابت ہو رہے ہیں۔“ — راجیش وکرم نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

”ثابت ہو رہا ہوں۔“ — اوه۔ شکر ہے۔ ورنہ کئی دن سے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے اندر ٹوٹ پھوٹ ہو رہی ہو، اور مجھے خطرہ لگ گیا تھا کہ کہیں میں باہر سے بھی نہ ٹوٹنے لگ جاؤں۔ لیکن اب آپ کی بات سن کر مجھے بے حد امیمنان ہوا

اسے اصل خطرہ عمران کی زبان سے تھا۔ اور گو عمران نے اسے ایز پورٹ لاؤج سے لے کر پورے راستے بے پناہ نپر کیا تھا۔ لیکن اب وہ بے حد سمجھیدہ اور کم گو بنایا ہوا تھا۔

”در اصل کچھ دفتری وجوہات کی بنایہ ایسا ہوا ہے۔“ — فیاض نے راجیش وکرم کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”اور تو کوئی مجبوری نہیں۔ لیکن ہم دونوں کو ذرا قم کی ضرورت لئی اس لئے سمرنے غصہ کیا کہ پورے دند کاٹی۔ اے۔ ڈھی۔ اے ہم دونوں دھوکے کے لیں گے۔ اس طرح میٹنگ بھی ہو جائے گی۔ اور ہم دونوں کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔“ — عمران نے تیچھے سے بڑے سمجھیدہ بھی میں فیاض کی بتائی ہوئی مجبوری کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور راجیش وکرم کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

”خاموش رہو تم۔“ — فیاض نے انتہائی غصے میں مطر کو عمران سے کہا۔ اور عمران نے بے اختیار نہ صرف ہونٹ بھینج لئے بلکہ ایک لامکھا بھی منہ پر رکھ لیا۔

”ادہ۔“ — کوئی بات نہیں سپرنٹنٹ نٹ فیاض صاحب۔ اسلام رضا صاحب خاصے دلچسپ ۲ دمی لگتے ہیں۔ — راجیش وکرم نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ ان کا شکریہ ادا کروں۔ کیونکہ اخلاقی طور پر جب کوئی کسی کی تعریف کرے تو شکریہ ضرور ادا کیا جاتا ہے اجازت ہے۔ عمران نے منہ کے ۲۳ سے ہاتھ ہٹا کر بڑے ڈرے ڈرے ادہ

بیٹھنے کے لئے ہی کیا ہو۔  
”دام۔ پانی بھی موجود ہے۔ یکن راجیش و کرم صاحب چھری  
تیرہتے یا کند“۔ عمران نے پانی کے گلاس پر رکھا ہوا دو مال  
بک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔

”چھری۔ کیا مطلب؟“۔ راجیش و کرم عمران کی بات  
سے کہا اسی بڑی طرح چونکا کہ عمران بھی حیران ہو کہ اسے دیکھنے لگا۔  
”جیش و کرم کا یہ رد عمل اس کی توقع کے بھی خلاف تھا۔“

”اوہ۔ آپ ڈر گئے، رکھاں ہے۔ اتنے بڑے افسر اور چھری  
کے نام سے ہی ڈر جائیں۔ جب کہ اپنے فیاض صاحب تو چھریاں  
تیز کرنے میں دور دور تک مشہور ہیں۔ یکوں فیاض صاحب۔“  
عمران نے فیاض کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

”شٹ آپ، تم حصے سے بڑھتے جا رہے ہو۔“۔ فیاض اس  
بار طاقت کے بل پنج انٹھا۔

”واقعی تیرہتے، پنج بتا رہی ہے۔ یکن فیاض صاحب آپ  
نے ابھی تک پانی تو نہیں پیا پھر چھری کیسے آپ کے حلق تک پنج  
گئی؟“۔ عمران نے یقین نہ آنے والے ہجھے میں کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تو آپ کا مطلب تھا کہ جانور کو ذبح کرنے  
سے پہلے پانی پلایا جاتا ہے۔“۔ راجیش و کرم نے ہونٹ دباتے  
ہوئے اس بار قدر میے سخت ہجھے میں کہا۔ جیسے اسے عمران  
کی بات ناگوار گز رہی ہو۔

”پلیز۔ اسلام رضا صاحب پلیز۔“۔ فیاض سے اور تو کچھ

ہے کہ میں ثابت ہو رہا ہوں۔ دیے یہ بائی دی وے آپ کو نجوم یا  
طب میں سے کون سے علم سے شغف ہے؟“۔ عمران نے  
بڑے سادہ سے اور معصوم سے ہجھے میں راجیش و کرم سے مخاطب  
ہو کر کہا۔

”اسلم۔“۔ میں کہہ رہا ہوں کہ خاموش رہو یہ انتہائی سنجیدہ  
میٹنگ ہے۔“۔ فیاض سے جب رہا نہ جا سکا تو وہ کارٹ  
کھانے والے ہجھے میں بول پیدا۔

”سنجیدہ میٹنگ۔“۔ کمال ہے۔ یعنی اب میٹنگ کے بھی  
نام رکھے جانے لگے ہیں۔ داہ۔ میں سنجیدہ میٹنگ۔ پھر تو میں  
کلشوم میٹنگ۔ ارے اوہ سوری۔ یہاں کافرستان میں تو  
میں رتنا میٹنگ۔ میں او ما میٹنگ نام ہوتے ہوں گے۔“  
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ یکن اس بار راجیش و کرم اس  
طرح عمران کو دیکھنے لگا تھا جیسے اسے اس کی ذہنی حالت پر شک  
گزد نے لگا ہو۔

”تشریف رکھئے۔ یہ رسمی ساد در ہے۔ آپ بھی تھکے ہوئے  
ہوں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اسے جلد از جلد ختم ہو جانا چاہیے۔  
راجیش و کرم نے اپنی طرف کی دمیا فی کوسی گھسیٹ کر دیکھنے ہوئے  
کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھ اندر آنے والے پانچ  
ساتھی بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جب کہ فیاض اور عمران دوسرا ہی  
اس طرح کسی پر بیٹھ گیا جیسے اتنا لمبا سفر اس نے اس کسی پر

کہ آپ یہاں تشریف لائے۔ — راجیش و کرم نے نارمل ہوتے ہے تے سمی انداز میں سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔  
لیکن اس کا پھرہ بتارہ تھا کہ وہ سنجانے کس طرح اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا تھا۔

”یہ حکومت کافرستان کا مشکور ہوں اور اپنی حکومت کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ باہمی دوستی کو ہمیشہ تمیح دی جائے گی۔ — سوپر فیاض نے بھی جواب میں ”لئے ڈنے فقرے دہراتے ہوئے کہا۔

”سب سے پہلے اور ابتمانی دور میں ہم ایجنسی کی پہلی شق کے بارے میں بات کریں گے اور ہمارے لئے یہ ہم اب تک میں چند روز۔ ” گمان کے بعد ردورے ہے۔ آپ کے ملک میں چند روز۔ ”

”کہاں کے بعد ردورے ہوئے ہیں۔ آپ نے یقین ان کی آمد پر حفاظتی انتظامات کرنے ہوں گے۔ سچم چاہتے ہیں کہ انتظامات کی تفصیلات ہماری سروں کو بھی مہیا کی جائیں۔ ” — راجیش و کرم نے براہ دراست پہلی شق پر بات کرتے ہوئے کہا۔

”آئی۔ ایم۔ سوری۔ مسٹر راجیش۔ میری حکومت نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ” — سپر نٹ نٹ فیاض نے روکھا سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ ان انتظامات کی تفصیل کیوں جاننا چاہتے ہیں۔ ” — اچاہک عمران بول پڑا۔ لیکن اس بارہ اس کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا کہ راجیش و کرم نے چونک کہ اسے دیکھا اور پھر عمران کے پھرے پرچھا فی ہوئی بے پناہ سنجیدگی دیکھ کر وہ اور بھی زیادہ پوٹکا۔

”در اصل ہماری حکومت کا خیال ہے کہ اس طرح دونوں ملکوں

ذین سکا تو اس نے میز کی سائیڈ پر کر کے دونوں ہاتھ جوڑ دیتے۔

” بالکل۔ پلیز۔ — بلکہ مکمل پلیز ہوں۔ چھری تیز ہو تو تکلیف بالکل نہیں ہوتی اور تکلیف نہ ہو تو ذبح ہونے والا پلیز ہی ہوتا ہے۔ ”

عمران نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے جواب دیا جیسے اسے داقعی اطمینان ہو گیا ہو۔

”اسلم رضا صاحب۔ کیا یہ میٹنگ ملتوی کر دی جائے۔ ”

”ملتوی۔ — اودہ نہیں جناب۔ پھر مجھے ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے کیسے ملے گا۔ ہمارے بڑے باس بڑے با اصول ہیں۔ ” — عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

”تو پھر آپ..... ” — راجیش و کرم نے ہونٹ چلتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”خاموش ہو جاؤ۔ — یہی کہنا چاہتے ہیں آپ۔ ٹھیک ہے۔ اب میں خاموش کیونکہ ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے خطرے میں پڑ رہا ہے۔ ” — عمران نے بڑے موڈ بانہ لہجے میں کہا اور اتنی مفہموٹی سے ہونٹ بچھانے جیسے اسے خطرہ ہو کہ منہ کے اندر موجود کوئی بھولا بھکتا لفظ باہر نہ نکلی آتے۔

”مشکریہ۔ — مل تو سپر نٹ نٹ فیاض صاحب پہلے تو یہ حکومت کافرستان کی طرف سے آپ سماشکریہ ادا کرتا ہوں

کے صدر کے دورے کے تمام حفاظتی انتظامات کا براہ راست  
نگران ہوں۔ اور دیسے بھی ان کے دورے کے تمام حفاظتی انتظامات  
کی تفصیلات میں نے ذاتی طور پر تیار کی ہیں۔ اور حکومت نے میری<sup>۱</sup>  
تیار کردہ تفصیلات من و عن قبول کر لی ہیں۔ اس لئے فیاض صاحب  
ایسا کہہ رہے ہیں "— عمران نے انتہائی سنجیدہ ہجے میں کہا،  
" اوہ۔ پھر تو واقعی آپ سے اس بارے میں تفصیلی بات ہو  
سکتی ہے۔ میرا خیال ہے۔ میرے جواب سے آپ مطمئن ہو  
گئے ہوں گے" — راجیش نے مسٹر بھرے ہجے میں کہا،  
جیسے عمران کی بات سے اُسے کوئی اہم پوائنٹ مل گیا ہو۔  
" آپ اپنے پوائنٹ کی ذرا مزید وضاحت کیجیے کہ آپ کو کس  
قسم کی تفصیلات درکار ہیں" — عمران نے انتہائی سنجیدہ ہجے  
میں کہا۔ اور اب میٹنگ کے باقی شرکاء کے ساتھ ساتھ فیاض خود  
بھی حیران ہو کہ عمران کو دیکھ رہا تھا کہ عمران کس قدر منجھے ہوئے انداز  
میں بات کر رہا تھا جیسے اس کی ساری زندگی اس قسم کی میٹنگوں میں  
گزر گئی ہو۔

" اس کی وضاحت میرے ساتھی گازر کریں گے۔ کیونکہ انہوں  
نے اس شق پر پیر ورک کیا ہے" — راجیش نے اپنے ساتھ  
بیٹھے ہوئے ایک دبليے پتلے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے  
کہا۔

" میں عرض کرتا ہوں۔ اسلام رضا صاحب نے درست بات  
کی ہے کہ آخر کس قسم کی تفصیلات کے یعنی دین کا معاهدہ ہونا

کی ایشی بنس کی طرف سے کئے گئے انتظامات کو بہتر بنانے میں  
مدد ملے گی۔ دیکھئے جب ہمارے ملک میں کوئی ایسی شخصیت  
تشریف لائے گی تو ہم بھی انتظامات کی تفصیلات آپ کی حکومت  
کو معاہدے کے مطابق مہیا کرنے کے پابند ہوں گے" —  
راجیش و کرم نے سنجیدہ ہجے میں جواب دیا۔  
" سوری۔ مسٹر راجیش۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ ہماری حکومت  
نے اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاہ کر دیا ہے۔ اس لئے میرے  
خیال میں اس پر مزید بات کرنا فضول ہے" — پس پختہ نٹ  
فیاض نے عمران کے بولنے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔  
" سہ۔ ہماری حکومت نے اس قدر بے لچک انکاہ نہیں کیا۔  
بلکہ ہمارے لئے مشرد ط کر دیا ہے کہ اگر واقعی اس سے کوئی  
فائدة ہو سکتا ہے تو ہم حکومت سے منظوری لے کر اسے منتظر بھی  
کر سکتے ہیں" — عمران نے فیاض کے پیر پر پر رکھ کر دباتے  
ہوئے کہا۔

" اوہ — اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن اس بارے میں اختیارات  
تو آپ کے پاس ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کر لیں" — فیاض نے  
جان بوجھ کو سارا بوجھ عمران کے کندھوں پر شفت کرتے ہوئے کہا۔  
" اوہ — کیا مطلب۔ کیا آپ کو یہ اختیار ہے۔ لیکن وہ  
کے قائد تو فیاض صاحب ہیں" — راجیش اس خلاف ہمہوں  
بات پر واقعی حیران ہو گیا تھا۔  
" فیاض صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ دراصل میں شوگران

کی ہو۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جب تفصیلات آپ کو مہیا کی جائیں گی تو کیا یہ خفیہ پر و گرام خفیہ رہ جائیں گے۔ انہی پر و گراموں کی آفیصلات کے بارے میں آپ معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا ایسا ممکن ہے کہ پر و گرام تو خفیہ رہیں۔ لیکن ان کی تفصیلات مہیا کر دی جائیں" — عمران نے کہا۔

اور گازر بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگا۔ ظاہر ہے عمران کی بات کا جواب اس کے پاس نہ تھا۔ اور اس کا چہرہ بتا دیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو سخت الجھا ہوا محسوس کر رہا ہے۔

"چلے ایسے ہی سمجھی۔ ہم بھی تو یہ خفیہ پر و گرام اور ان کی تفصیلات آپ کی حکومت کو مہیا کرنے کے پابند ہوں گے" — راجیش

وکرم نے اپنے ساختی کی بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "شیک ہے۔ لیکن ایک پواتر ہے۔ ہر غیر ملکی شخصیت کے کسی دوسرے ملک کی آمد پر خفیہ پر و گرام بننے جاتے ہیں، یا ان یہ خفیہ پر و گرام بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک ایسے پر و گرام جن کا تعلق صرف ان دو ملکوں تک ہی محدود ہوتا ہے۔ جب کہ دوسرے ایسے پر و گرام جن کا تعلق ان دو ملکوں کے ساتھ دوسرے ملکوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

"میرا مطلب۔ ایسے پر و گرام جنہیں بین الاقوامی اہمیت حاصل ہوتے ہیں" — عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔ اور یہ بات ہم بھی جانتے

چاہیئے۔ دیکھیئے۔ ایک تو ایسی تفصیلات ہوتی ہیں جو اخبارات میں بھی آتی ہیں اور عوام کو بھی اور عالم پولیس افسران کو بھی ان کا علم ہوتا ہے۔ یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ جب کہ دوسری قسم کی تفصیلات وہ ہوتی ہیں جو دورے پر آنے والی شخصیت کے مخصوص اور خفیہ پر و گراموں کے بارے میں طے کی جاتی ہیں۔ ایسی تفصیلات بے حد اہم ہوتی ہیں اور اگر ان کا باہمی لین دین ہو سکے تو اس طرح کافرستان اور پاکستان دونوں ملکوں کی ایشی جنگز کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی مہیا کردہ تفصیلات آئندہ دور دل پر کام آ سکتی ہیں" — دبلي پتنے گازر نے بڑے سنجیدہ ہیچے میں کہا۔

"لیکن یہ خفیہ پر و گرام عوام الناس کے لئے تو خفیہ ہو سکتے ہیں۔ دوسرے ملکوں کے لئے تو خفیہ نہیں ہو سکتے۔ یقیناً ہر ملک کے ایکجنت ایسے دور دل سے قبل اپنی حکومتوں کے لئے درک کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان پر و گراموں کی تفصیلات باقی ملکوں کے ساتھ ساتھ کافرستان کے ایکجنتوں نے بھی حاصل کر کے پہنچا دی ہوں گی۔ پھر اس مجوزہ معاہدے کے کام کیا جو اجاز باقی رہ جاتا ہے" — عمران نے جواب دیا۔

"اوہ — ہمارا مقصد خفیہ پر و گراموں کے بارے میں معلوم کرنا نہیں بلکہ ان کے لئے کئے گئے حفاظتی انتظامات کا محدود ہے" — گازر نے چونک کو جواب دیا۔ اور عمران اس طرح ہنس پڑا جیسے گازر نے تجویں جیسی بات

ہیں ایک مخصوص آبادوزدی ہے۔ اور اب وہ اسے چیک کرنا چاہتے ہیں تاکہ دیکھ سکیں کہ کیا ہمارے ماہرین اس کی کارکردگی کو صحیح طور پر سمجھ بھی رہے ہیں یا نہیں۔ — عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ جی ہاں۔ جی ہاں۔ — میرا مطلب بھی ہی تھا۔“  
راجیش نے فوراً ہی جواب دیا۔ اسی کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔  
چلیئے۔ بات تو واضح ہو گئی۔ اب یہ بتا دیجیئے کہ اس مثال کو  
مانند رکھ کر کس قسم کی حفاظتی اقدامات کی تفصیلات ایک دوسرے  
ماں کو سچلانی کی جائیں گی۔ — عمران نے کہا  
فیاض اب بالکل خاموش بیٹھا تھا۔ اور اس کے انداز سے  
وہ لگ رہا تھا جیسے اصل وفاد تصرف عمران ہوا اور وہ بس صرف  
سیر کرنے اس کے ساتھ آگیا ہوا۔ دیے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا  
تھا کہ یہ اچھا ہوا کہ عمران اس کے ساتھ آگیا ہے۔ ورنہ اس قسم کی  
ابھی ہوئی باتیں کم اذکم اس کے بس سے باہر ہیں۔  
”اوہ۔ یہ بات تو واقعی سوچنے کی ہے۔ ہمارا مطلب ہے کہ  
مثال کے طور پر وہ غیر ملکی شخصیت کس وقت آبادوزدی میں پہنچے گی۔  
کس وقت واپس آئے گی۔ اور ان کی حفاظت کے لئے کیا کیا  
ممکنہ انتظامات کئے جا سکتے ہیں۔“ — راجیش و کرم کی بحکمیہ  
بخل نظری بھی کیونکہ اس نے واقعی نہ سوچا تھا کہ اس قدر مجھہ رہا تھا میں  
بھی مذاکرات کئے جا سکتے ہیں۔  
”جہاں تک وقت کا مسئلہ ہے۔ وہ تو بتایا جا سکتا ہے۔ اس

ہی کہ یعنی الاقوامی ٹالائپ کے پروگرام جن میں زیادہ تنظیمیہ باتیں چیز شامل ہوتی ہے۔ کوئی بھی حکومت دوسرا دل کو نہیں بتاسکتی۔ اس لئے ایسے پروگرام تو قطعاً اس معاهدے کی۔ سیخ سے آؤٹ ہوں گے۔ صرف ایسے پروگرام جن کا تعلق دونوں ملکوں سے ہے ہی ہو۔  
ہمارا مطلب صرف ان پروگراموں تک ہے۔“ — راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ دل میں مکرا دیا۔ وہ راجیش کو اصل پڑھی پر  
چڑھا چکا تھا۔ یکنی راجیش کو اس کا احساس تک نہ ہوا تھا۔  
”آپ اپنی بات مثال سے واضح کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب کوئی  
ایسا پروگرام جس کی مثال آپ دے سکیں۔“ — عمران نے  
پڑھنے سخیدہ ہے لہجے میں کہا۔

”مثال۔ — مثال کیا دی جاتے۔ میرا مطلب ہے ایسا پروگرام  
یوں سمجھو یجیئے کہ جیسے ہمارے ملک میں غیر ملکی شخصیت آتی ہے۔  
اور اس ملک نے ہمیں کوئی خاص چیز دی ہوتی ہے اور پھر وہ  
اسی چیز کی کارکردگی بھی چیک کرنا چاہتی ہے تاکہ اسے پتہ چل سکے  
کہ کیا ہمارے ملک کے ماہرین اس چیز کو بہتر طور پر ٹرینیٹ کر  
کر سکتے ہیں یا نہیں۔ بس ایسے ہی سمجھو لیں کوئی واضح مثال تو  
ہمیں نہیں آ رہی۔“ — راجیش نے بُرہی طرح الجھے  
ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں کچھ کچھ آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ میرے ذہن میں ایک  
مثال آ رہی ہے۔ مثلاً گرفت کہ بیتے ہیں کہ حکومت شوگران نے

ہے سکتے ہے۔ — راجیش نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اور کے۔ میں آج رات حکومت سے لفظی بات کرتے کے کل کے دور میں اس بارے میں مزید بات کر سکوں گا۔ میرے خیال میں ہماری آج کی بات پیش کا ضرور کوئی مثبت نتیجہ نکل آئے گا" — عمران نے سر ملا تے ہوئے کہا، لیکن اب اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھر آتے تھے۔ کیونکہ راجیش کا آخری جواب اس کے خارے میں فٹ نہ بیٹھا تھا۔

"اوہ تھیک یو مژہ اسلام رضا۔ مجھے خوشی ہے آج کی بات چیت انتہائی مفید اور مثبت رہی ہے اب اس ابتدائی دور کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ کل دوسرا دور ہو گا" — راجیش نے کہا، اور کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شکری۔ — دیے اب ہمارا ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے تو پکا ہو گیا ہے۔ مجھے تو اس بات پر خوشی ہو رہی ہے" — عمران نے اٹھ کر مسکرا تے ہوئے کہا۔ اور راجیش دکرم ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کی رہائش کا ہماری حکومت کی طرف سے خصوصی بندوبست کیا گیا ہے۔ آئئے میں آپ کو دہان پھوڑ آؤں" — راجیش نے مسکرا تے ہوئے کہا۔ اور در دا انے کی طرف بڑھ گیا۔

"دہان کھانے کو بھی کچھ ملے گا۔ میری تو ساری آنٹیں صرف سکتا ہے۔ ہمیں کار کر دی چیک کرنے والے وقت سے ہی ہو ایک ہی لفظ کا ورد کر رہی ہیں اور وہ لفظ آپ جانتے ہوں گے"

میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جہاں تک حفاظتی انتظامات کا تعلق ہے وہ سب بتائے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ بہر حال یہ تقریباً ملتے جلتے ہوئے ہیں۔ لیکن مقام نہیں بتایا جاسکتا۔ یہ بہر حال خفیہ رہنا چاہیے میں خیال میں ان پوائنٹس پر معاہدہ ہو سکتا ہے" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ بالکل درست کہہ دے ہے میں ہمیں مقام سے کوئی مطلب بھی نہیں۔ کیونکہ یہ ایشی جنس کا مسئلہ نہیں ہے۔ البتہ وقت اور حفاظتی انتظامات ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وقت کا حفاظتی انتظامات سے بڑا گہرالتعلق ہوتا ہے" — راجیش کا ایجہ اس قدر مسرت سے بھر پور تھا کہ سب اسے واضح طور پر محسوس کر دیتے تھے۔

"لیکن وقت کے معلمے میں بھی ایک پاؤنٹ قابل غور ہے، وقت تو آبدوز یہی جلنے کا بھی ہو سکتا ہے اور دہان سے آنے کا بھی۔ اور اس آبدوز کی کار کر دی چیک کرنے کا بھی۔ میرا مطلب ہے، وہ وقت جس وقت کار کر دی چیک کرنے کے لئے آبدوز کی مشغیری چالو کی جائے گی۔ ان میں سے کون سا وقت ایشی جنسنر کے لئے فائدہ مند ہو سکتا ہے" — عمران نے کہا۔ اس کے ذہن میں ایک خاکہ ابھر آیا تھا۔ اور اب وہ اس خاکے کو ذہن میں رکھ کر بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

"ہمارا تعلق صرف جانے اور واپس آنے کے وقت سے ہی ہو سکتا ہے۔ ہمیں کار کر دی چیک کرنے والے وقت سے کیا مطلب

غمان نے کہا۔

"اوہ — یقیناً یقیناً" — راجدش نے ہنستے ہوئے کہ۔

اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر میٹنگ روم سے نکلا اور راہداری کراس کر کے پورپچ میں آگیا۔ جہاں ایک جدید ماؤل کی سیلوں کا رہم وجود تھی۔

"اوہ — تم نے یعنی اور سیکنڈ چیت دونوں کو مار ڈالا۔  
ذائقہ کرو۔ مار ڈالوں کو" — دروازے سے داخل ہونے والے تین مسلح افراد میں سے ایک نے یک لخت چھینتے ہوئے کہا، اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ایک جھٹکے سے سامنے فاصلے پر کھڑے ہوئے کیپش شکیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف کیا۔ لیکن اس کا فتحرہ تکمیل ہوا ہی تھا کہ یک لخت صدیقی اپنی جگہ سے اچھلا اور عین اسی لمحے جبکہ چھیننے والے مسلح ادمی کی انگلی نے ٹوپیگر پر حرکت کی۔ صدیقی کسی غصہ کی طرح اٹھتا ہوا دہاں پہنچا۔ اور اس نے ذور سے مشین گن کی نال پر ٹاکہ مارا۔ اور مشین گن کا رخ ایک جھٹکے سے بدل کر اس مسلح ادمی کے اپنے ساتھیوں کی طرف ہو گیا۔ لیکن چونکہ شرکر دب چکا تھا، اس نے مشین گن اپنی مخصوص آواز سے چل

”تھی جماری جانیں بچالی ہیں۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اس آدمی پڑھی۔ اور اس کے ساتھ ہی مسلح آدمی کی سائیڈیں لھڑے ہوتے اس کے دونوں ساتھی گولیوں کی بوجھاڑ میں نہما کر بُبی طرح پختے ہوئے فرش پر جا گئے۔ جب کہ صدیقی کا زوردار دھکا لگنے سے وہ آدمی اچھل کہ پچھلی دیوار سے جا نکلا۔ اور خود صدیقی

بھی اپنے ہی زور میں اس کے اوپر جا گرا تھا۔ اس آدمی نے دیوار سے نکراتے ہی صدیقی کو پوری قوت سے واپس دھکیلا۔ ادھر صدیقی اچھل کو پشت کے بل تیچھے فرش پر گوا۔ اور وہ آدمی صدیقی کی طرح ہی اڑتا ہوا اس کے اوپر آگما۔ اور اس نے صدیقی کی ناک پر زوردار ٹکرایا کہ اسے بلے بس کرنا چاہا۔ لیکن دوسرا بھے لمحے وہ اس طرح فضایں اٹھایا گیا جیسے کسی کپڑے کو فرش سے اٹھایا جاتا ہے اور دوسرا بھے لمحے اسی کے علق سے ایک زوردار پیچنگی اور اس کا جسم ایک زوردار جھٹکے سے اڑتا ہوا اس کے بل فرش پر جا گما۔ کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کی گردن کی ہٹھی لوٹی اور اس کا جسم مردہ چھپکی کی طرح پہلو کے بل فرش پر گرا۔ اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ کیپٹن شکیل تھا۔ جس نے صدیقی کے جسم پر گمنے والے آدمی کو گردن سے پکڑ کر فضایں اچھال کر فرش پر پھینک دیا تھا جب کہ نعمانی اور چونگان نے اس دوران باقی مرنے والے دو افراد کی مشین گنوں پر قبضہ کر کے دروازے کو کور کر لیا تھا۔ تاکہ مشین گن چلنے کی آواز نے ساتھ ساتھ ان افراد کی چینیں سن کر کوئی اور اچانک اندر نہ آ جائے۔

”ابھی چند لمبھوں میں ہوش میں آجائے گا۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کرم چند کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اور وہی ہوا۔ چند لمبھوں بعد ہی کرم چند کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور وہ اس طرح اٹھ کر مجھوں کیا جیسے اس کی کھڑیں ہٹیں کی جگہ سپر زنگ فٹ ہوں۔

”بل ڈن صدیقی۔۔۔۔۔ تمہاری بھرتی اور دیلری نے اس بار پڑھی۔ اور اس کے ساتھ ہی مسلح آدمی کی سائیڈیں لھڑے ہوتے اس کے دونوں ساتھی گولیوں کی بوجھاڑ میں نہما کر بُبی طرح پختے ہوئے فرش پر جا گئے۔ جب کہ صدیقی کا زوردار دھکا لگنے سے وہ آدمی اچھل کہ پچھلی دیوار سے جا نکلا۔ اور خود صدیقی بھی اپنے ہی زور میں اس کے اوپر جا گرا تھا۔ اس آدمی نے دیوار سے نکراتے ہی صدیقی کو پوری قوت سے واپس دھکیلا۔ ادھر صدیقی اچھل کو پشت کے بل تیچھے فرش پر گوا۔ اور وہ آدمی صدیقی کی طرح ہی اڑتا ہوا اس کے اوپر آگما۔ اور اس نے صدیقی کی ناک پر زوردار ٹکرایا کہ اسے بلے بس کرنا چاہا۔ لیکن دوسرا بھے لمحے وہ اس طرح فضایں اٹھایا گیا جیسے کسی کپڑے کو فرش سے اٹھایا جاتا ہے اور دوسرا بھے لمحے اسی کے علق سے ایک زوردار پیچنگی اور اس کا جسم ایک زوردار جھٹکے سے اڑتا ہوا اس کے بل فرش پر جا گما۔ کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کی گردن کی ہٹھی لوٹی اور اس کا جسم مردہ چھپکی کی طرح پہلو کے بل فرش پر گرا۔ اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ کیپٹن شکیل تھا۔ جس نے صدیقی کے جسم پر گمنے والے آدمی کو گردن سے پکڑ کر فضایں اچھال کر فرش پر پھینک دیا تھا جب کہ نعمانی اور چونگان نے اس دوران باقی مرنے والے دو افراد کی مشین گنوں پر قبضہ کر کے دروازے کو کور کر لیا تھا۔ تاکہ مشین گن چلنے کی آواز نے ساتھ ساتھ ان افراد کی چینیں سن کر کوئی اور اچانک اندر نہ آ جائے۔

یورا ماجنیوے پر میں تمہارا ہمہ ان رہا تھا اور پھر یہ جزو یہ اپنی خفیہ  
جنیشنری کے ساتھ ہی سمندر میں ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا تھا۔  
کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم شکیل ہو۔ کیپٹن شکیل۔ پاکیشیانیوی سروس  
کے سب سے خطرناک ایکٹنٹ۔ اوہ اوہ۔ اب مجھے یاد آ گیا۔  
تمہارا قد و قامست۔ تمہارا انداز۔ اوہ۔ میں پہلے بھی سوچ رہا تھا۔  
کہ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے میں نے تمہیں پہلے دیکھا ہو۔ اوہ  
ہاشم۔ مجھے پہلے یاد آ جاتا۔" — کرم چند نے بُڑی طرح  
چھتے ہوئے کہا۔

"تب بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہر حال اب تمہیں یاد آ گیا  
ہے تو تم میری طبیعت اور عادت سے بھی داقف ہو گے کہ تمہاری  
لیباڑی کو سمندر کی تہہ میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دینا میرے  
لئے کوئی نیا کام نہیں ہے۔" — کیپٹن شکیل نے سرد  
بچے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ نہیں ہو سکتا۔ تم  
مجھے ختم کر سکتے ہو لیکن اس لیباڑی کو نہیں۔" — کرم چند نے  
بُڑی طرح چھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم چند کہ تم انتہائی حد تک وطن پرست ہو۔  
ورنم اس لیباڑی کی تباہی سے مر جانا زیادہ پسند کر دے گے۔  
پہن ساتھ ساتھ تم لیقیناً یہ سمجھ رہے ہو گے کہ ہم اس لیباڑی  
ہیں بغیر کسی تباہی کے نہیں آئے ہوں گے۔ یہ تواتفاق ہے کہ

ایک لمحے کے لئے تو اس کی آنکھوں میں شعور کی کیفیت غائب ہی  
یکن دسرے لمحے شعور کی مخصوص چمک ابھر آئی۔

"یہ کیا ہو گیا۔" — کرم چند کے منہ سے ایسی آواز  
نکلی جیسے وہ اس بد لی ہوئی سچویشن پر انتہائی حیران ہو۔  
"اٹھ کہ کھڑے ہو جاؤ۔ کرم چند۔ ادھر دیکھ لو۔ کہ تمہارے ساتھی  
کرشن کے ساتھ تین افراد کی لاٹیں بھی اس کمرے میں موجود ہیں۔  
اس لئے کوئی غلط حرکت نہ کرنا ہمارے لئے ان لاٹوں میں ایک  
اور کے اضافے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" — کیپٹن شکیل  
نے ایک قدم تکھے ہٹتے ہوئے غرما کہا۔ اور کرم چند اس طرح ہونٹ  
بیخچتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا جیسے اسے اب تک اس سچویشن کی تبدیلی پر  
لیقین نہ آ رہا ہو۔

"یہ کیسے ہو گیا۔ تم تو بندھے ہوئے تھے پھر یہ کیسے  
ہو گیا۔" — کرم چند نے انتہائی کھراۓ ہوئے ہجھے میں کہا،  
"کرم چند۔" — تم اس موقع پر اپنے ذہن پر نوریت ڈالو۔ تم  
اب بُڑھے ہو گئے ہو۔ درستہ میں تمہیں اپنی طرح جانتا ہوں کہ تم اتنی  
آسفی سے قابو میں نہ آتے۔" — کیپٹن شکیل نے مسکراتے  
ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔" — کیا مطلب۔ اے میں۔ تم نے تو پی۔ لکھری  
کا حوالہ بھی دیا تھا۔ کون ہو تم۔" — کرم چند نے بُڑی طرح  
چونکتے ہوئے کیپٹن شکیل کو عنود ہے دیکھنا شروع کر دیا۔  
اگر تمہیں ہار ڈلان والے کیس یاد ہو تو تمہیں یاد آ جائے گا۔ کہ

سے کیا تعلق۔ اس لیبارٹری میں ایسی آبہونڈ کے بارے میں  
وہی میں موجود نہیں ہے۔ یہاں تو تاریخی دیکھی سیرج کی جاتی  
ہے۔ کرم چند نے اپنے ہونٹ کا شے ہوئے کہا۔

اوہ کے۔ نہیں دینا چاہتے تو تمہاری مرضی۔ ہم خود ہی ڈھونڈھ  
یں گے۔ ویسے اتنا بتا دوں کہ تمہارا آدھ۔ فی۔ دن ہمارا آدمی ہے۔  
اس کے کہنے کے مطابق یہ گپ یہاں لیبارٹری میں بھی گئی  
ہے۔ کیپشن شکیل نے سرد ہجے میں جواب دیتے ہوئے  
کہا۔

اوہ نہیں۔ ایسا ہونانا نمکن ہے۔ میں کہہ رہا ہوں جائے رے  
س کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ کرم چند نے صاف جواب  
یتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔  
کیپشن شکیل نے یک لخت اس کے سینے پر نور سے مکہ مارا  
کرم چند پنج پڑا اور پشت کے بل فرش پہ جا گواہ۔

خبردار۔ اب ہلنا ہدت۔ کیپشن شکیل نے پاس  
کشے صدیقی کے ہاتھ سے میں گئے کہ اس کی نال یونچے  
فرش پر پڑے کرم چند کے سینے سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔  
میں کہہ رہا ہوں کہ..... کرم چند نے کہنا شروع  
کیا۔

خاموش رہو۔ حرف ہاں یا نہ۔ دو میں سے ایک لفظ بولو۔  
جس کوئی لفظ تمہاری زبان سے نکلا تو سینہ بھلنی کو دوں گا۔  
کیپشن شکیل کے ہجے میں بے پناہ سختی کھلتی۔ اس کی نظریں کرم چند

میرے ایک ساختی کے آکیجن سلنڈر میں گڈبرڈ ہو گئی اور اس  
طرح تمہیں ہم پر ہاتھ اٹھانے کا موقع مل گیا۔ کیپشن شکیل  
نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

اوہ۔ تو گیا تم لیبارٹری کو تباہ کرنے آئے ہو۔ اگر ایسا ہے  
تو تم ناکام رہو گے۔ یہ لیبارٹری کوئی عام لیبارٹری نہیں ہے۔  
کرم چند نے اس بار بھٹکنے ہوئے ہجے میں کہا۔ اس کے ہجے میں  
سختی کا عنصر بھی موجود تھا۔

مجھے اس لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں البتہ اگر میرا  
مقصد پورا نہ ہوا تو یہ تم اس لیبارٹری کے چیف آفسر ہو تو تمہیں  
یہ بھی معلوم ہو گا کہ ایکسپورٹو تھریٹن کی طاقت لکتنی ہوتی ہے۔  
کیپشن شکیل نے سرد ہجے میں کہا۔

ایکسپورٹو تھریٹن۔ اوہ۔ لیکن مجھے نہیں معلوم ہم کیا کہہ  
اد کیپشن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔ کرم چند بات کوتے کوتے یک لخت بل گیا

کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو کرم چند۔ تم مجھے اپنی طرح  
جانتے ہو۔ میں تم سے سیدھی بات کر رہا ہوں۔ مجھے پاکیشیا  
کی ایسی آبہونڈ سے حاصل کی گئی انونٹری گپ چاہیئے۔ بولو گپ  
مجھے دیتے ہو یا پھر لیبارٹری کی تباہی کا خطرہ مول یلتے ہو۔ ہاں یا نہ  
میں جواب دو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ کیپشن  
شکیل نے براہ راست بات کوتے ہوئے کہا۔

انونٹری گپ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا کسی انونٹری گپ

نہیں آ جاتی۔— کیپشن شکیل نے کہا۔  
یہاں کیسے آئے گی، اب تم بھوں والی خود بات کر رہے ہو۔ اصل  
یہ زندگی نیچے ہے۔ اور کا ہمہ انتظامی حصہ ہے۔ اور دنوں بھوں کے  
ذیان صرف ایک فون سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ اور وہ فون میرے  
ذخیریں ہے۔— کرم چند نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔  
”یہاں اور کتنے آدمی ہیں؟“— کیپشن شکیل نے چند لمحے  
تلوغ رہنے کے بعد پوچھا۔  
”زیادہ آدمی نہیں ہیں۔ بس چالیس پچاس ہوں گے۔ لیکن وہ سب  
تین ڈیوٹی پر ہیں۔ جنوبی سائیڈ پر ہی تین آدمی تھے۔ جنہیں تم نے ہلاک  
کر دیا ہے۔ اس لئے تم یہاں الہمیان سے کھڑے ہو۔ درست....“  
”کرم چند نے خشک ہجے میں کہا۔  
ٹھیک ہے۔ چلو اپنے دفتر۔ ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن  
سوچ لینا کہ تمہاری زندگی کا دار و ددار ہماری زندگیوں پر ہے جسے  
تو چوہو گا سوہو گا لیکن تم ہم سے پہلے مر جاؤ گے۔— کیپشن شکیل  
نے کہا۔

”جب میں نے ہاں کہہ دی ہے تو پھر یہ ہاں ہی رہے گی۔“  
کرم چند نے جواب دیتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔  
جنہیں نے دروازہ کھولा اور پھر کرم چند سب سے پہلے باہر نکلا۔ اس  
کے پیچے کیپشن شکیل اور پھر باقی ساتھی دروازے سے باہر آ گئے۔  
ایک طویل راہداری تھی۔ جس کے اختتام پر ایک اور راہداری تھی۔  
کرم چند انہیں لئے ہوئے مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے

کی نظادر سے ملی ہوئی تھیں۔  
”ہاں۔— کرم چند نے ایک لمحہ غاموش رہنے کے  
بعد کہا۔ اور اس کے ساتھی اس کے چہرے پر ایسے تاثرات  
اپنے آئے جیسے اب پچھتا دا ہو رہا ہو کہ اس نے یہ لفظ  
کیوں کہا۔“  
”اگر تم نہ کہتے یا تیسر الفاظ بولتے تو اب تک تم عالم ارداج  
میں پہنچ چکے ہوئے۔ میری مت سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔  
ہمیں ہماری چیز واپس کردا اور تم یہاں سے چلے جائیں گے۔“  
کیپشن شکیل نے مشین گن کی نال ہٹلتے ہوئے کہا۔ لیکن اس  
باداں کا ہجہ نرم تھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دے دیتا ہوں۔“— کرم چند نے  
کہا۔ اس کی ۲۰ کھوں میں اچانک چمک اپنے ہماری تھی۔ اور کیپشن  
شکیل دو قدم پیچھے ہٹتا گیا۔ اس کے ساتھی کرم چند اچھل  
کر کھڑا ہو گیا۔

”چلو میرے ساتھ۔“— کرم چند نے رکتے ہی کہا۔  
”تم پھر بھوں والی بات کر رہے ہو۔ میں نے تمہاری ۲۰ کھوں  
میں اپنے دالی چمک دیکھ لی ہے۔ اس طرح میں نے تمہارے  
دہن میں اپنے والا خیال بھی پہنچ لیا ہے۔ تم نے یہی سوچا ہے  
کہ اس سچویں سے نکلنے کے بعد تم ہمیں مختلف انداز میں ڈیل  
کر دے گے۔ لیکن تم جو کچھ سوچ رہے ہو ایسا ہونا ممکن ہے۔ ہم  
یہاں سے اس وقت تک باہر نہیں جائیں گے جب تک گرپ

یہ حیرت نہیاں ہتھی۔

"آر-ٹی۔ دن نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا کی ایمی آبدوز کی انونٹری گوب یہاں بھی گئی ہے۔" کرم چند نے کہا۔

"ادہ نہیں۔" ہمارا ایمی آبدوز کی انونٹری گوب سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اد۔ کے تھیں تو۔" کرم چند نے کہا۔ اور رسیور کھ دیا۔

"اب تمہیں یقین آ گیا کیپٹن شکیل۔" کرم چند نے ہوش چھاتے ہوئے کہا۔

"یہ کن پھر تم نے ہاں کیوں کی تھی۔" کیپٹن شکیل نے بھے ہوئے ہجھے میں کہا۔

"اس لئے کہ مجھے تمہاری فطرت کا اندازہ ہے۔ تم نے یہ یقین رکھا تھا کہ وہ یہاں ہے اور میں تمہیں جان کرنے دے رہا۔ میں اب میں نے تمہارے سامنے بات کی ہے۔ اگر چاہو تو تم خود بات کرو۔" کرم چند نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ یہ بتاؤ کہ اد کو نسی ایسی لیبارٹری ہو سکتی ہے جہاں یہ گوب بھی جا سکے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

مجھے کسی لیبارٹری کا کوئی علم نہیں ہے کیپٹن شکیل۔ اگر ہوگی تو کوئی خفیہ لیبارٹری ہو گی۔" کرم چند نے جواب دیا۔

کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل اس کے ساتھ سائے کی طرح چھٹا ہوا تھا۔ کمرہ واقعی دفتر کے انداز میں بنایا ہوا تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اندر آ گئے۔ اور انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ راستے میں ان کی مذہبیت کسی سے نہ ہوئی تھی۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھے۔ میز پر تین زنگوں کے ٹیکی فون اور ایک انٹرکام موجود تھا۔ کرم چند نے آگے بڑھ کر سرخ رنگ کے ٹیکی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ کیپٹن شکیل اس کے بالکل قریب تھا۔ جب کہ باقی ساتھی اس کے گرد اس انداز میں کھڑے تھے کہ اگر کرم چند کوئی غلط حرکت کرنا چاہیے تو اسے فوری طور پر رد کے جا سکے۔

"یہ۔" چیف انجینئر مارک سپلینگ۔" چند لمحوں بعد رسیور سے ایک چھینٹی ہوئی آواز نکلی۔

"کرم چند بول رہا ہوں چیفت آفیسر۔" کرم چند نے قدی سخت ہجھے میں کہا۔

"جی فرمائیے۔" دوسری طرف سے اس بارہ مہجھے میں پوچھا گیا۔

"آپ کے پاس پاکیشیا کی ایمی آبدوز کی انونٹری گوب موجود ہے۔" کرم چند نے پوچھا۔

"پاکیشیا کی ایمی آبدوز کی انونٹری گوب۔" کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔" دوسری طرف سے بولنے والے کے ہجھے

"او۔ کے — اب تم ہمارے ساتھ چلو اور ہمیں ساحل تک بسخاڑت پہنچا د۔ اس کے بعد تم واپس آ سکتے ہو" کیپیش شکیل نے ایک طویل سانس لئتے ہوئے کہا۔ اس کا سارا منصوبہ ہی فیل ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو" کرم چند نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دوبارہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

صفدر — صفر رہو شیں آؤ" صفر  
کے کانوں میں جیسے دور سے جولیا کی آواز سخافی دی اور اس کے ساتھ ہی صفر کی ۲ نکھیں ایک جھکٹے سے کھل گئیں۔  
"بچھے افسوس ہے صفر۔ میں نے غلطی سے تم پر واد کرو دیا تھا۔  
تم ایک اجنبی کا رہیں آتے تھے۔ اس لئے میں سمجھا کہ تم دشمن کے آدمی ہو" پاس کھڑے تزویر نے بڑے شرم مندہ سے ہجئے میں کہا۔

"اب تمہارے مارنے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں شاید" صفر نے سر پر ابھرے ہوئے گوہڑ پر ہاتھ پھرستے ہوئے مسکر کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"دیسے آج بچھے پتہ چلا ہے کہ تمہارا سر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سخت ہے۔ ورنہ جتنی قوت سے میں نے پہلا وار کیا تھا

کے دردanza سے نکل کر راہداری میں دائیں طرف مڑکئی۔ رجھوڑی  
پر بعد وہ سیڑھیاں اٹکر ایک بڑے سے تھہ خانے میں پہنچ گئے۔  
پہل رام چند ایک کوسی پہنچا ہوا بیٹھا تھا۔ وہ ہوش میں تھا۔  
بین اس کی گردانابھی تک پڑھی ہی تھی۔

”یہ کہہ رہا ہے کہ اسے شاگل کے کسی خفیہ مشن کا علم نہیں ہے۔“

”ناٹران نے صفر کے اندر آتے ہی مڑک کر کہا۔  
”تو پھر یہ بے کار آدمی ہوا۔ خواہ منواہ وقت ضائع کرنے کا فائدہ  
سے گولی مار کر ایک طرف کرد۔“ — صفر نے بڑے سے بیان  
بیجے میں کہا۔

ادر ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے یادالور نکال لیا۔  
”پھر وہ رک جاؤ۔ مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ میں درست  
کہہ رہا ہوں۔“ — رام چند نے ان کے پھر دل پر موجود سہر  
سہری دیکھ کر گھرائے ہوئے ہبھے میں کہا۔ اور صفر نے ہاتھ اٹھا  
کر ناٹران کو روک دیا۔

”تو پھر وہ آدمی بتاؤ جسے معلوم ہے۔“ — صفر نے  
خشک ہبھے میں کہا۔

”اسی بار واقعی کسی کو معلوم نہیں ہے۔“ — رام چند  
نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔“ — پھر میرا خیال ہے۔ تمہارا وجود عدم وجود  
جمرے لئے بے کار ہے۔ اس لئے تم تو چھپی کر دو۔ تم شاگل کو  
خود ڈھونڈ لیں گے۔ ناٹران رام چند ہمارا ہم پیشہ ہے۔ اس

کوئی اور ہوتا تو پہلے وار میں ہی چیز بول جاتا۔“ — تنویر نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔ ”چیز تو اب بھی بول گیا ہوں۔ لیکن ذرا ڈھینڈ تھم سے زیادہ  
ہوں۔ بہر حال جھوڑو۔ غلطی مجھ سے بھی ہوئی۔ مجھے بھی سراندہ  
کرنے سے پہلے اپنی شناخت کرافی چلا ہیئے تھی۔ وہ کار کہاں  
ہے۔“ — صفر نے کہا۔

”وہ بھی پوریج میں موجود ہے۔ تم نے سب لاشوں کو چھپا دیا۔  
ہے۔ تاکہ پولیس آئے تو اسے کوئی چیز نظر نہ آئے۔ البتہ رام چند  
پچھے تھہ غانے میں موجود ہے۔ ناٹران اس سے پوچھا چکھ کر رہا ہے۔  
جو لیا نے کہا۔

”یہ کار رام چند کی ہی ہے۔“ — صفر نے کہا۔ اور پھر اس  
نے کار تک پہنچنے اور اس کے اندر موجود سیونگ سیٹ سے  
آواز سننے تک ساری تفصیل بتا دی۔

”اب رام چند کا کیا کرنا ہے۔ ناٹران کہہ رہا تھا کہ رام چند شاگل  
کا خاص آدمی ہے۔ اس سے شاگل کے خفیہ مشن کے بارے  
میں معلوم کیا جاسکتا ہے۔“ — جو لیا نے کہا۔

”میں خود چلتا ہوں۔“ — صفر نے سر ہلاتے  
ہوئے کہا۔

”میں یہاں رکتا ہوں۔ تاکہ نگرافی کی جا سکے۔ تم لوگ تھہ خانے  
میں جاؤ۔“ — تنویر نے کہا۔

اور صفر کے سر ہلانے پر جو لیا صفر کو پھراہ لے کر کھرے

لئے گا تو وہ سب سے پہلے ہمیڈ کو اڑھہ آتے گا۔ تم یقین کر دیجگر دبادو۔ صقدر نے انہماں سر دل جسے میں کہا، اور ناٹر سر بٹاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور اس نے بھی بڑھی سر دمہری سے آگے بڑھ کر ریلوالور کی نال رام چند کی کپنی سے لگا دی۔

”تم لوگ چلتے کیا ہو۔ سنو۔ مجھے مارنے سے تھیں کیا فائدہ ملے گا۔“ رام چند نے دہشت زدہ ہیجے میں کہا،

کیونکہ اس نے صقدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر جو سر دمہر دیکھی تھی اس سے دہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ دا قعی اسے ہلاک کر دیں گے۔

”ہم نے کچھ باتیں شاگل سے فوری طور پر پوچھنی ہیں۔ ایسی باتیں جو شاید وہ تھیں بھی نہ بتائے گا۔“ صقدر نے خشک ہیجے میں کہا۔

”او۔ کے شکریہ، یکن چونکہ تم نے ہمیں ہلاک کرنے والوں اس سے پوچھ کر تھیں بتا دوں گا۔ مجھ پر یقین کر دو۔“ رام چند نے جلدی سے کہا۔ اور صقدر بے اختیار ہنس پیدا۔

”کیوں بچوں جیسی باتیں کو رہیے ہو دامن چند۔ اگر تم زندگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں بتا دو کہ شاگل کہاں ہے۔ دوسری کوئی صورت تھیہ اسے پاس نہیں ہے۔ اور سنو۔ ہم مزید وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ اس نے جو کچھ کہنا ہے آخری بار کہہ دو۔“ صقدر نے بونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”شاگل دا قعی کسی خفیہ میں پر گیا ہے۔ اور اس بارہ دہ کسی کو بتا کر نہیں گیا۔ یکن ایک بات بتا سکتا ہوں کہ جب شاگل واپس دیکھ لیا تھا۔ اور نہیں بھی۔“ صقدر نے جو لیا کی طرف مرتے ہیں شہریل ہو گئی۔

”اس کی موت ضروری بھی میں جو لیا۔ اس نے ناٹران کو بھی

لئے اس کی موت آسان ہوئی چاہیے۔ اس کی کپنی پر ریلوالور کو کر شریک دبادو۔“ صقدر نے انہماں سر دل جسے میں کہا، اور ناٹر سر بٹاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور اس نے بھی بڑھی سر دمہری سے آگے بڑھ کر ریلوالور کی نال رام چند کی کپنی سے لگا دی۔

”تم لوگ چلتے کیا ہو۔ سنو۔ مجھے مارنے سے تھیں کیا فائدہ ملے گا۔“ رام چند نے دہشت زدہ ہیجے میں کہا،

کیونکہ اس نے صقدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر جو سر دمہر دیکھی تھی اس سے دہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ دا قعی اسے ہلاک کر دیں گے۔

”ہم نے کچھ باتیں شاگل سے فوری طور پر پوچھنی ہیں۔ ایسی باتیں جو شاید وہ تھیں بھی نہ بتائے گا۔“ صقدر نے خشک ہیجے میں کہا۔

”او۔ نہیں۔“ شاگل مجھ سے کچھ نہیں چھپتا تا، تم مجھے مرت مار دیں اس سے پوچھ کر تھیں بتا دوں گا۔ مجھ پر یقین کر دو۔“ رام چند نے جلدی سے کہا۔ اور صقدر بے اختیار ہنس پیدا۔

”کیوں بچوں جیسی باتیں کو رہیے ہو دامن چند۔ اگر تم زندگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں بتا دو کہ شاگل کہاں ہے۔ دوسری کوئی صورت تھیہ اسے پاس نہیں ہے۔ اور سنو۔ ہم مزید وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ اس نے جو کچھ کہنا ہے آخری بار کہہ دو۔“ صقدر نے بونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”شاگل دا قعی کسی خفیہ میں پر گیا ہے۔ اور اس بارہ دہ کسی کو بتا کر نہیں گیا۔ یکن ایک بات بتا سکتا ہوں کہ جب شاگل واپس

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھتی ہوں۔ لیکن اب کیا کرنا ہے۔" جولیا نے ہونٹ کا ٹھٹھے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے شاگل کے اس خفیہ مشن کے بارے میں اس کے ہمیٹہ کو اڑٹھ میں واقعی کنی کو علم نہیں ہے۔ البتہ بشن داس والی ٹپ اچھی ہے۔"

"اگر اسے چیک کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔" صفر نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں اُسے انوکھا کر لیتا ہوں۔" ناٹران نے کہا۔ "اس کی کوکھٹی میں کتنے آدمی ہوں گے۔" اس بار جولیا نے پوچھا۔

"میں اسے جانتا ہوں وہ بوڑھا آدمی ہے۔ اور رندہ دا ہے۔ اس کی بیوی عرصہ پہلے فوت ہو چکی ہے اور اس کے بعد اس نے شادی نہیں کی۔" ناٹران نے کہا۔

"میں نے تم سے اس کے خاندانی حالات تو نہیں پوچھے۔" جولیا نے انتہائی خشک ہجھے میں کہا۔

"اوہ سوری میڈم۔ میں دراصل یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ اس کی کوکھٹی میں سوانی ملازموں کے اور کوئی نہیں ہوتا۔" ناٹران نے جلد ہی سے کہا۔ اسے ایکٹھو کی طرف سے حکم مل چکا تھا کہ اس نے جولیا کے حکم کی کھمل پابندی کرنی ہے۔

"کتنے ملازم ہوں گے۔" جولیا نے پوچھا۔

"سرکاری گارڈ کے دو پاہی اور زیادہ سے زیادہ تین ڈانی ملزم ہوں گے۔" ناٹران نے جلد ہی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ ہم وہاں جائیں گے۔" جولیا نے فیصلہ کیا ہے۔

"لیکن اگر آپ چاہیں تو اسے یہیں بھی انوکھا کم کے لایا جا سکتا ہے۔" ناٹران نے کہا۔

"مسٹر ناٹران۔ میں ایکٹھو کے بعد سینہ ڈچفت ہوں۔ سمجھئے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ میں اجھت ہوں۔ میں نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم یہ کوکھٹی فوری طور پر چھوڑ دے ہے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ ہم یہاں صرف تمہاری ٹیم سے کام کروانے نہیں آتے۔ تیسرا بات یہ ہے کہ بشن داس کا فرستان کے دزیر اعظم تھا سیکرٹری ہے۔ انتہائی اعلیٰ ترین عہدہ یاد رہے۔ اس کے انوکھی خبر فوراً اپھیل جائے گی اور پورے کا فرستان کی پولیس۔ انیشیل جنس حرکت میں آجائے گی۔ چوکھتی بات یہ کہ ہمارے اس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم اس طویل جیکر میں وقت ضائع کریں۔" جولیا نے انتہائی خشک ہجھے میں کہا۔

"آن۔ ایم۔ سوری میڈم۔ واقعی میری بات سطحی سمجھی۔"

نرزاں نے شرم مندہ سے ہجھے میں کہا۔ "تم ہمارے لئے رہائش اریخ کرو۔ اگر موجود ہو تو ہمیں اس

کا پتہ دے دو۔ اور تم خود جا کر ہمیڈ کوارٹر سے معلوم کراؤ، ایسا نہ ہو کہ شاگل واپس آ گیا ہو۔ اور تم اسے تلاش کرنے کے لئے ٹکریں مارتے رہیں۔ — جو یاد نے کہا،  
”رہائش کے لئے کنگ کا بوفی کی کوئی نمبر بارہ موجود ہے، آپ  
کے لئے انہی متناسب رہے گی۔ وہاں میرا آدمی موجود ہے۔  
یہ اسے فون پر اطلاع کر دوں گا۔“ — ناظران نے موڑ باشہ بجے  
یہ کہا۔

او۔ کے، اب رہ گیا ان لوگوں کی لاشوں اور ان کی ویگن اور  
کار کی بات۔ تو یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ ہم تینوں اپنی کار میں ٹاپ کا بوفی  
جاری ہے یہیں۔ — جو یاد نے کہا۔ اور درد داڑے کی طرف بڑھ  
چکی۔ صفر را درجنیں بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

تُم ان لوگوں سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔“ — سو پر  
فیاض نے راجیش و کرم کے جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر  
کہا۔ اسے شاید سر جان کی ہدایات کا خیال آ گیا تھا کہ وہ  
یہ لازماً معلوم کر کے آئے کہ عمران ساتھ کیوں جانا چاہتا تھا۔

یہ نے جو کچھ پوچھا ہے تمہارے سامنے پوچھا ہے۔“ —  
عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے اپنے کوٹ کی  
چھوٹی جیب سے ایک جدید ساخت کا گائیکرو نکالا اور تیزی  
سے سارے کھرے کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ فیاض خاموش  
کھڑا چرت بھرے انداز میں اسے دیکھتا رہا۔ جب گائیکرو کھرے  
اور ملختہ غسل خانے کی چیکنگ کے دوران خاموش رہا تو عمران  
نے گائیکرو جیب میں ڈالا اور مسکرا تا ہوا ایک سائیڈ پر رکھے  
یہی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلی فون سینٹ اکٹھا کرنے

و جو نکتہ ہوئی آواز سنائی دی۔  
یہ نامِ اسلم رضا ہے۔ اور مجھے یہ نام بے حد پسند ہے۔  
خونے تک میری فکر چھوڑو۔ فیاض کا نام تبدیل کرنے کی کارروائی  
کرد۔ میں نے سنایا ہے کہ نام تبدیل کرنے کے لئے تمہارے  
پیش میں ہے۔ ایک طرف سے پرانا نام ڈالو تو غورا  
دوسرا طرف سے نیا نام جن سورکر تکل آتا ہے۔ عمران  
نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ — ناطران نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔  
عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔  
یہ کون تھا۔ اور تم کیا بکواس کر رہے ہے تھے۔ — فیاض  
نے بھی طرح پیش کرتے ہوئے کہا۔ اس کی سمجھی میں تو عمران کا ایک  
غصہ بھی نہ آیا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اس نے کوڑو ڈنیں میں ناطران  
کو پیش ٹرانسیمیٹر پر بات کرنے کی پہايت دے دی ہے۔ اور  
پسار میں باقی میں صرف احتیاط کے طور پر ہوئیں تاکہ اگر کہیں سے  
کال سنی بھی جا رہی ہو۔ تب بھی کوئی اس کا مطلب نہ سمجھ سکے۔  
جنہے لمحوں بعد عمران کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھر طری پر ایک نقطہ  
تیزی سے جلنے بخخت نگاہ اور عمران سمجھ گیا کہ پیش ٹرانسیمیٹر پر  
خیال میں اگر اس کا نام تبدیل کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔  
عمران نے فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فیاض کی آنکھیں  
حیرت سے پھیلنے لگیں۔

عمران بول رہا ہوں عمران صاحب ادوار۔ — بن دبتے  
ہی ناطران کی آواز سنائی دی۔

صرف غور سے دیکھا بلکہ اس نے اس کی تاریخ اور اس سے منلاک  
ڈیسا کو کھوں کر بھی اسے اچھی طرح چیک کیا یعنی سب کچھ معمول کے  
مرطاب تھا۔  
”یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا راجیش وغیرہ مجرم ہیں یا ہم مجرم  
ہیں۔ ہم سرکاری عہدے دار ہیں۔ — فیاض سے جب نہ رہا  
گیا تو وہ غصے سے چیخ پڑا۔

”سرکاری عہدے دار نہیں اہل کار کہو۔ اب عہدہ پیدا رہیں  
کو اہل کار کہا جاتا ہے۔ اور کار رہنماء سے پاس نہیں ہے غیر دل  
کی ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ تم یہاں اہل کار نہیں ہو۔ اور  
جب اہل کار نہیں ہو تو سرکاری عہدے دار بھی نہیں ہو سکتے“  
عمران کی زبان چل پڑی۔ لیکن سانحہ ہی اس نے ٹیلی فون کا  
رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔  
”این سپیکنگ۔ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری  
طرف سے آواز آئی۔

”میں نے اپنے دوست کا نام تبدیل کر دیا ہے۔ دراصل  
مجھے اس کا نام پسند نہیں ہے۔ اب بھلا یہ کیا نام ہوا فیاض۔  
حالانکہ فیاض صاحب بے حد بخوبی آدمی ہیں۔ اس لئے میرے  
خیال میں اگر اس کا نام تبدیل کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔“  
عمران نے فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فیاض کی آنکھیں  
اوہ — آپ کا نام۔ — دوسری طرف سے ناطران

"میں آرام کرنے جا رہا ہوں۔ تم تو بخاتے کن چکروں میں ہو"۔  
 سپر فیض نے بورہ کو کہا، اور اٹھ کر پھر تیز قدم اٹھاتا ہمارے سے باہر  
 چلا گیا۔ عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ وہ خود بھی تنہائی میں سوچنا  
 پڑتا تھا۔ راجحش و کرم سے بات پیت میں گواسے یہ تو معلوم ہو گیا  
 تھا کہ اصل بات کا تعلق اس ایڈی آبدوز سے ہے، لیکن راجحش و کرم  
 نے ہس طرح وقت کے بارے میں توجہ نہ دی تھی۔ اس سے اس کا  
 ذہنی طور پر تیار کردہ خاکہ درہم بہرہم ہو گیا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ  
 ان لوگوں نے انواعِ تحری گپ اس لئے اڑائی ہے تاکہ اس کی جگہ نقلی  
 گپ لکھائی جائے اور اس طرح شوگران کے صدر کو پاکیش پا کے  
 بہریں کی کارکردگی سے مایوس کر دیا جائے۔ لیکن اس کے لئے ضروری  
 تھا کہ انہیں اس گپ کے آن کرنے کا صحیح وقت معلوم ہو تاکہ وہ  
 سس نقلی گپ کو عین اسی لمحے آپریٹ کر سکیں ورنہ تو نقلی گپ  
 نہ نے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن وقت کے متعلقی ان کی  
 بے نیازی سے اس کا یہ خیال غلط ہو گیا تھا۔ دوسرے لمحے  
 وہ چوناک پڑا۔ اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا،  
 اور پہلے اس نے پاکیش پا کے فارلن کال کے مخصوص نمبر ڈائل  
 کئے اور پھر تیزی سے ایڈیٹرل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔  
 "یہ۔۔۔ پی۔۔۔ اے۔۔۔ ٹو ایڈیٹرل"۔ رابطہ قائم ہوتے  
 ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایڈیٹرل صاحب سے بات کرائیں۔ انہیں کہیں کہ خاص  
 نمائندے سے بات کریں۔ اس خاص نمائندے سے جن کا

ادور"۔ عمران نے جان بوجھ کو سوپر فیاض کے سامنے جو لیا  
 کا نام نہ لیا تھا۔

"وہ یہاں کے چیف کوڈھونڈھ رہے ہیں۔ چیف کسی خفیہ مشن  
 پر گیا ہوا ہے۔ اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ  
 کہاں گیا ہے۔ اس کے ایک آدمی نے ٹپ دی ہے۔ اس  
 لئے مس وغیرہ اس ٹپ پر گئے ہیں اور"۔ ناطران بھی عمران  
 کا اشارہ سمجھ گیا، کہ عمران کسی وجہ سے کھل کر بات نہیں کر رہا۔  
 اس لئے اس نے بھی گول مول بات کی۔

"اچھا۔ جب بھی مس وغیرہ آئیں۔ تم انہیں کہہ دینا کہ وہ نام  
 تبدیل کرنے والی مخصوص مشین آن کر دیں اور"۔ عمران  
 نے کہا۔

"ٹھیک ہے اور"۔ ناطران نے جواب دیا۔  
 اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔  
 اس بار اس نے پیش ٹرانسیمیٹر کا سلسلہ کیا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ  
 تھا کہ شاگل وغیرہ عام ٹرانسیمیٹر کی کال پیچ کر سکتے ہیں۔ لیکن پیش  
 ٹرانسیمیٹر کا صرف رسیونگ سیڈٹ اس کے پاس تھا۔ ٹرانسیمیٹر  
 اس نے اپنے پاس نہ رکھا تھا تاکہ وہ یہاں کی ایٹمی جنس کی نظرden  
 میں مشکوک نہ ہو جائے۔ اس کی اطلاع کے مطابق شاگل نے  
 بھی پاکیش سے آنے والے دفعہ کی نگرانی کرنی لھتی۔ اس لئے اس  
 نے یہ چکر چلا یا تھا۔ لیکن ابھی تک کوئی آدمی ایسا اسے نظر نہ آیا  
 تھا۔

"موجود ہے۔ کیا مطلب کیا دعا نہیں ہوئی"۔  
عمران نے چراں ہوتے ہوئے کہا۔  
"غاہب نہیں جناب۔ وہ کیسے غائب ہو سکتی ہے۔ وہ تو موجود ہے"۔ ایڈمِرل نے جواب دیا۔  
"آپ نے پہلی بار کب چیک کیا تھا اسے"۔ عمران نے  
حیرت بھرے ہئے میں پوچھا۔  
"اس کے آتے ہی اور آج بھی چیک ہوئی ہے"۔ ایڈمِرل  
نے جواب دیا۔  
"اس آبدوز کے چین انجینئر کا نام لیا قت علی آپ نے بتایا تھا۔ وہ اس وقت کہاں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔  
"ادہ۔ لیا قت علی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے"۔ ایڈمِرل نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔  
"کب"۔ عمران نے جان پوچھ کر پوچھا۔  
"دور دز قبل سر"۔ ایڈمِرل نے جواب دیا۔  
"کیا ان کے قتل سے پہلے بھی یہ انونٹری گروپ پر چیک ہوئی تھی"۔ عمران نے ہونٹ چلاتے ہوئے پوچھا۔  
"بھی ہاں۔ میں نے بتایا ہے کہ وایسی پر آبدوز کو سیدھا پیش ڈیک میں لے جایا گیا اور ابتدائی چیکنگ کی روپورٹ تیار ہوئی۔ درپھر ایک ایک حصے کی تفصیلی روپورٹ تیار ہوئی رہی۔ آج فائل چینگ مکمل ہو گئی۔ لیا قت علی تو بعد میں قتل ہوئے ہیں"۔  
یڈمِرل نے جواب دیا۔

حوالہ انہیں پہلے دیا گیا تھا"۔ عمران نے الجھے ہوتے ہوئے بھی میں کہا۔ پھر ایسی تھی کہ وہ کھل کر بات نہ کر سکتا تھا۔ "ایڈمِرل بول رہا ہو۔ کون نہماں نہ بول رہا ہے اور کس کا نہماں نہ"۔ ایڈمِرل کی سخت آواز سنائی دی۔  
"نام لینا ضروری نہیں ہے۔ آپ نے سرکنگ کو انکار کیا تھا۔ تو پھر باس نے آپ سے بات کی تھی۔ اور آپ نے آبدوز کے بارے میں بات کی تھی۔ میں اس کا نہماں نہ بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔  
"ادہ۔ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ جی فرمائیے"۔ ایڈمِرل کا ہجھے یک لمحت بدلتا گیا۔  
"آپ فوراً یہ معلوم کر کے بتائیں کہ آبدوز کی انونٹری گروپ موجود ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔  
"آبدوز کی انونٹری گروپ۔ کیا کہتا چاہتے ہیں"۔ ایڈمِرل نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔  
"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتائیں۔ میرے پاس آپ کو سبق پڑھلنے کے لئے وقت نہیں ہے"۔ عمران نے انتہائی سخت لمحے میں کہا۔  
"وہ تو موجود ہے۔ آبدوز والپس آکر جنرل چیکنگ کے لئے پیش ڈیک پر بھج دی گئی تھی۔ اور ابھی آپ سے فون سے چند لمحے پہلے مجھے اس کی چیکنگ روپورٹ ملی ہے۔ اس روپورٹ میں انونٹری گروپ موجود ہے"۔ ایڈمِرل نے کہا۔

ب اپنے آپ پر بھی طرح غصہ آرہا تھا کہ اسے چاہئے تھا کہ سب سے پہلے اس بات کی تصدیق کرتا کہ انونٹری گپ موجود ہے یا نہیں۔ اس نے فرض کر لیا کہ وہ موجود نہیں ہے اور یہم سمیت بھاگ پڑا۔

"ہیلو۔۔۔ میں جانس بول رہا ہوں جناب۔۔۔ چند لمحوں بعد ملکی سی کھشک کی آواز کے ساتھ ہی ایک آواز رسیور پر ابھری۔ "آپ کو ایڈ مرل صاحب نے کیا کہا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی۔۔۔ انہوں نے کہا کہ ایک بہت بڑے آفیسر صاحب مجھ سے کچھ پوچھنا چلتے ہیں اور وہ جو کچھ پوچھیں میں نے درست اور دفع جواب دینا ہے"۔۔۔ جانس نے موذ بانہ ہجھے میں جواب دیا۔

"یہ بتائیں کہ آبہ وزارے منش سے دالپسی پر سیدھی پیش ڈیک پڑتی تھی۔۔۔ یار است میں کہیں رکھتی تھی"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔ "جی بالکل سیدھی آتی تھی جناب۔۔۔ اس کا کم کیا بھی ہیں پیش ڈیک پڑتی باہر نکلا تھا"۔۔۔ جانس نے جواب دیا۔ آپ نے اس کے پہنچتے ہی چکنگ کی تھی"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔ آبہ وزر کی چکنگ قانون کے مطابق کروکے سامنے نہیں۔۔۔ تاکہ اگر کوئی چیز میں ہو تو کیوں سے جواب طلبی کی جاسکے"۔۔۔ سن نے جواب دیا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی آدمی نے اصلی انونٹری گپ کی بجائے نقلی انونٹری گپ لکھا دی ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔ "اوہ سر۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔۔۔ کوئی غلط آدمی اینجینئر لگا ہیڈ کوارٹر میں ہی داخل نہیں ہو سکتا۔۔۔ اور اگر ہو بھی جائے تو پھر پیش ڈیک میں داخلہ تو ناممکن ہے"۔۔۔ ایڈ مرل نے جواب دیا۔ "کیا آپ اس کال کے ذریعے میری کسی ایسے آدمی سے بت کر سکتے ہیں جو بھے ابھی چکا کر کے بتائے کہ انونٹری گپ موجود ہے وہ اصل ہے یا نقل"۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔ پیش ڈیک کے سب اینجینئر جانس سے بات ہو سکتی ہے۔۔۔ اس وقت وہ ڈیکوٹی پہ ہے۔۔۔ اور وہ اس فیلڈ کا ماہر بھی ہے"۔۔۔ ایڈ مرل نے جواب دیا۔

"او۔۔۔ کے۔۔۔ اس سے بات کرو"۔۔۔ عمران نے کہا۔ "لہیکا ہے۔۔۔ ہولہ آن کوئی"۔۔۔ دوسری طرف سے ایڈ مرل نے کہا۔ اور عمران خاموش ہو گیا۔۔۔ لیکن اس کی فراخ پیشا فی پیشکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔۔۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ اگر انونٹری گپ اصل موجود ہے تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ یا قت علی نے اسے ڈاچ دیا ہے۔۔۔ جس طرح اس نے پہلی کہا فی غلط بتائی تھی۔۔۔ اس طرح دوسری بھی غلط بتائی۔۔۔ اور وہ نفیسا تی طور پر ڈاچ کھا گیا کہ دوسری کہا فی سمجھی ہو گی۔۔۔ اور اب یا قت علی کھی ختم ہو چکا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا سارا پردہ گرام ہی اپ سٹ ہو گیا۔۔۔ اسے

"اچھا۔ یہ بتائیں کہ جب سے آبدوز پیشل ڈیک میں آئی ہے اس وقت سے لے کر اب تک انجنینرنگ ہیڈ کو ارتیا پیشل ڈیک پر کوئی غیر آدمی داخل ہوا ہے" — عمران نے پوچھا۔

"اوہ — تو سہ پہاں کا حفاظتی نظام ایسا ہے کہ غیر آدمی تو ایک طرف غیر متعلق پوزہ بھی اندر داخل نہیں ہو سکتا" — جانس نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ یقین کرو" — عمران نے کہا اور سیور کھکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر کپڑا دیا۔ اب اسے یقین ہو چکا تھا کہ لیاقت علی نے اُسے غلط کہانی سنائی ہے۔ انونٹری گپ اس نے کافرستان کے خواں نہیں کی بلکہ کوئی اور چکر چلا یا جارہا ہے۔ اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ریڈی میڈ کھو پڑی اب قطعاً بے کار ہو کر رہ گئی ہو۔ لیکن پھر یہ سارا سلسلہ کیا ہے۔ کافرستان والوں کا اصل منصوبہ کیا ہے۔ ابھی وہ سوچ رہا تھا کہ یک لخت اس کی گھڑی پر ایک پار پھر ایک نقطہ تیزی سے جلنے بھیتھ لگا۔ یہ نقطہ بتا رہا تھا کہ کال جولیا کی طرف سے ہے یا کونکہ یہ نقطہ ان کے پیشل ٹرانسیمیٹر کے ساتھ مندک تھا۔ اس نے بٹھ دیا۔

"ہیلو ہیلو — جو یا کا لگ اور" — بٹھ دبتے ہی جو یا کی آداز سنائی دی۔

"اسلم رضا بول رہا ہوں ڈیٹی سپرنٹ نٹ سنٹرل انٹیلی جنس پکیشیا۔ دیسے ناموں اور عہدوں میں کیا رکھا ہے کیوں مس اور"

"انونٹری گپ اس وقت موجود تھی" — عمران نے بواہ راست سوال کرتے ہوئے کہا۔

"انونٹری گپ — یہ سہر موجود تھی۔ یہ میرا خاص فیلہ ہے۔ اس لئے میں نے ہی اسے چیک کیا تھا" — جانس نے جواب دیا۔

"اب بھی موجود ہے" — عمران نے پوچھا۔

"یہ سہر۔ آج اس شعبے کی تفصیلی چیکنگ ہوئی ہے۔ فائل رپورٹ ایڈ مرل صاحب کو بھجوائی گئی ہے" — جانس نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے ذری طور پر چیک کر کے بتا سکتے ہو کہ کہیں موجود انونٹری گپ نقلی نہ ہو" — عمران نے کہا۔

"نقلی۔ نہیں سہر۔ میں نے بتایا ہے کہ آج مشینری کے ذریعے اس شعبے کی تفصیلی چیکنگ ہوئی ہے۔ اور یہ چیکنگ مشین مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے۔ اور یہ مشین بھی حکومت شوگران کی طرف سے ہی ہمیں ملی ہے۔ اس میں اس آبدوز کی ایٹھی مشینری کے متعلق مخصوص پیسیفیکیشنز پہلے سے فیڈ میں۔ انونٹری گپ چونکہ میں پوزہ ہے۔ اس لئے اس کی چیکنگ مشین خصوصی طور پر کوتی ہے۔ اور اس نے اسے چیک کر کے او۔ کے کا سکنل دیا ہے۔ اس سکنل کی تفصیلی رپورٹ بھی ایڈ مرل صاحب کو بھجوائی گئی ہے۔ یہ مشین تو کسی طرح دھوکہ کھاہی نہیں سکتی جناب" — جانس نے جواب دیا۔

کورچو بمحض فوراً اسی لائن پر اطلاع دے دینا اور اینڈ آل۔ — عمران نے کہا۔ اور گھری کا بیٹھنے آف کر دیا۔ اس کا پھرہ مایوسی سے نکل گیا تھا۔ یہ واحد کیس تھا۔ جس میں کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہو رہی تھی۔

”میرا خیال ہے اب فیاض کو ایکٹھے ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے دھول کرنے کا موقع دیا جائے۔ — عمران نے چند لمحوں بعد کوئی سے بٹھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید واپس جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ اس کے سارے منصوبے کا بنیادی نکتہ ہی غلط تھا۔ اس نے اب اس سمت میں مزید کام کرنا وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

وہ کسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے سی لگا تھا۔ کہ چنانکہ دروازہ کھلا اور عمران بُجھی طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے سامنے ہو ہواں کا عکس کھڑا تھا۔ بالکل وہی قدر قامت وہی شکل وہی جسم۔

”واہ۔ آخر آج اپنے ہم زادتے ملاقات ہو ہی گئی۔ —

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے سر رحمان نے حکم دیا ہے کہ میں فوراً یہاں پہنچوں اور جس پنج گیا ہوں۔ — آنے والے نے آگے قدم پڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا ہجھ بھی بالکل اسلام رضا کی طرح تھا۔ اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا تم اسلام رضا ہو۔ — عمران نے چونک کر پوچھا۔

عمران نے کہا۔ اچھا میں سمجھو گئی اسلام رضا صاحب، مجھے این نے کہا ہے کہ میں آپ سے بات کروں اور۔ — جو لیا نے چونک کر جواب دیا۔

”اب تک کی روپورٹ مختصر طور پر بتا دو۔ کئی دن سے تمہاری آواز نہیں سنی تھی۔ اس لئے کافیں میں خلکی پیدا ہو گئی۔ اور وہ سائیں سائیں کرنے لگے۔ اب تمہاری متقدم آواز جب میرے کافیں میں گوئی تو یہ آواز سائیں سائیں کی بجا تے چیادل چیادل میں بدل جائے گی اور۔ — عمران بخوبی گئی سے بات کرتے کرتے تسبیح عادت پھر پڑھی سے اتھ گیا۔

”بکواس کی ہزار دست نہیں۔ ہم یہاں آئے یہاں کے چین کے متعلق پتہ چلا کہ وہ کسی خفیہ مشن پر گیا ہوا ہے۔ ابھی ہم یہ پیدگرام بنا رہے تھے کہ یہاں کے چین کا خاص ایجنسٹ آر۔ سی ایکشن گروپ کے ساتھ ہم سے مکرا یا ہم نے انہیں کو رکھا۔ آر۔ سی سے پوچھ گچھ ہوئی لیکن وہ چین کے مشن اور اس کی موجودگی سے لا علم نکلا اب تہ اس نے یہاں کے پی۔ ایم کے دیکارڈ سیکرٹری کی ٹپ دی۔

آر۔ سی کو ختم کر کے ہم دیکارڈ سیکرٹری سے پوچھ گچھ کے لئے گئے۔ لیکن دنیاں جا کر پتہ چلا کہ وہ بھی ملک سے باہر ہے۔ چنانچہ ہم واپس آگئے اور۔ — جو لیا نے جواب دیا۔

”اس کہانی کا نتیجہ یہ تھلا کہ ٹائیں ٹائیں فش۔ چلو چیادل چیادل نہ سہی ٹائیں ٹائیں ہی۔ بہر حال کوشش جاری رکھو اور جیسے ہی چین

اسے یہی خیال آیا تھا کہ سر رحمان نے اصل اسلم رضا کو پہاڑی علاقے سے بلوکر یہاں بچج دیا ہے۔ لیکن کیوں۔

"ظاہر ہے" — اسلم رضا نے قریب آتے ہوئے کہا، اور پھر اس سے پہلے کہ عمران جواب دیتا اسلم رضا نے یک لمحہ مبھی کھول دی۔ دوسرا ملٹے کسی گیس کا بھینکا عین عمران کی ناک اور منہ سے ٹکرایا۔ اور عمران شنطے سے پہلے ہی ہے ہوشی کی تاریک وادی میں داخل ہونے پر مجبور ہو گیا۔ اس کے ذہن پر پلک چھپنے میں مکمل تاریکی چھاگئی تھی۔

کرم چند کی پیش شکیل اور اس کے ساتھیوں کو ہمراہ لئے بیٹنگ سی سہنگ سے گزرتا ہوا ایک اپے کمرے میں لے جہاں ایک چھوٹی لیکن خاصی تیز رفتار لاضخ موجود تھی۔ یہ لاضخ اس کی طرح لمبی تھی۔ لیکن اس کی چوڑائی نہ ہونے کے باہر تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی چوڑا بانس ہو۔ اس کے اوپر ایک چھوٹی سی میش بھی نصب تھی۔ کرم چند کے کہنے پر وہ سب اس لاضخ میں سوار ہو گئے۔ اور کرم چند نے اس میش کے مختلف بٹیں دبائے تو لاضخ خود بخود تکست میں آگئی۔ لاضخ کے حرکت میں آتے ہی کمرے کی سامنے والی دیوار میں ایک غلاس اپیدا ہوا۔ اور لاضخ تیزی سے اس غلاس سے گزدی۔ دوسری طرف ایک اور چھوٹا سکھ تھا۔ جو آدھے سے زیادہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ لاضخ جیسے اس کمرے کے پانی میں پہنچی۔ کمرہ اس پانی سمیت اوپر کسی

انجینئر سے ہونے والی گفتگو اس کے سامنے ہوئی تھی۔ اور چیف انجینئر کو قطعاً معلوم نہ تھا کہ اوپر انتظامی شعبے میں کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے اس کے جھوٹ بولنے کا کوئی سوال ہی پیش نہ ہوتا تھا۔ پھر آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ کیوں ہو رہا ہے۔ یہی الجھن اس سے حل نہ ہو رہی تھی۔ آخر جب اس سے رہا نہ گیا تو وہ بول پڑا۔ "کرم چند"۔ کیپٹن شکیل نے اپنی آوازیں کہا۔

"یہ کیا بات ہے۔" کرم چند نے مژے بغیر پوچھا۔

"تم اپنی فطرت کے خلاف ہمارے ساتھ تعادن کیوں کرو رہے ہو۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور کرم چند ہمکاراً ساتھ تھا کہ مبنی پڑا۔

"تم واقعی یہ بات سوچ رہے ہو گے۔ اور تم ایسا سوچنے میں حق بجا بیں ہو۔ کیونکہ تم پہلے جس کرم چند سے ملتے تھے وہ اب سے قطعی مختلف تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ ایک مشین میں میرا اعصا بی اُنظام خراب ہو گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے سیکرٹ ایجنٹ کے اصل کام کے لئے فٹ نہ سمجھا گیا اور مجھے یہاں لیبارٹری کا چیفت آفیسر بنایا گیا۔ تم نے دیکھا انہیں کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور اب میں زیادہ خون خوار نہ کر سکتا ہوں نہ برداشت کر سکتا ہوں۔ اور پھر جب میرے پاس وہ چیز ہی نہیں ہے جو تم لیسنے آتے ہو۔ تو میں زیادہ بکھرے ہے میں کیوں بڑوں۔ مال البتہ وہ چیز ہوتی تو شاید میں اُسے روکنے کے لئے آخری حد تک چلا

لفٹ کی طرح اکٹھتا گیا۔ کافی ادنیخانی پر پہنچ کر یہی لخت اس کی حرکت رک گئی اور اس کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار آدھی اوپر کو اکٹھی اور دوسری طرف سمندر کی سطح نظر آنے لگی۔ اور لاپنچ بجلی کی سی تیزی سے چلتی ہوئی سطح سمندر پر بالکل سیدھی دوڑنے لگی۔ ان کے عقب میں نہ صرف دیوار بہار ہو گئی تھی بلکہ کمرہ بھی داپس پانی میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔ کیپٹن شکیل خاموش بیٹھا مسلسل ہی سوچتا چلا جا رہا تھا کہ اگر انونٹری گرپ یہاں نہیں ہے تو پھر کہاں ہو سکتی ہے۔ اس نے اپنے تجربے کی بنیاد پر خود ہی یہ فیصلہ کیا تھا کہ انونٹری گرپ اگر کہیں پہنچا فی جا سکتی ہے تو اس لیبارٹری میں ہی پہنچا فی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس کی معلومات کے مطابق کافرستان نیوی کی انجینئرنگ لیبارٹری ہی تھی۔ لیکن یہاں انونٹری گرپ نہ پہنچی تھی۔ تو پھر آخر دہ کہاں جا سکتی ہے۔ اُسے بار بار اپنے آپ پر غصہ آرہا تھا کہ اب وہ انونٹری گرپ کو کہاں ڈھونڈ دے۔ کرم چند مشین آپریٹ کرتا ہوا لاپنچ کو آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا۔ اور اچانک کیپٹن شکیل کا ذہن کرم چند کے اس اقدام پر مر تکنیز ہو گیا۔ وہ کرم چند کو چھپی طرح جانتا تھا وہ انتہائی عیار اور شاطر نیوی ایجنٹ تھا۔ لیکن جس طرح الٹمینان سے وہ انہیں لیبارٹری سے باہر لے آ رہا تھا یہ سب کچھ اس کی فطرت کے خلاف تھا۔ وہ مربھی جاتا تو اس طرح کبھی نہ کرتا۔ لیکن وہ ان کے ساتھ اس طرح تعادن کر رہا تھا جیسے وہ اس کے دشمن نہ ہوں بلکہ اس کے ہمہاں ہوں۔ جو لیبارٹری کی سیر کر کے داپس جا رہے ہوں۔ لیکن چیف

پانچ سے اتو کر ساحل پہ آگیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی خاموشی سے لپانچ سے اترے اور کرم چند نے پانچ کو ذرا سادھکیں کر پافی پس ڈالا اور دوسرے لمبے لامپخ آہستہ آہستہ اپس سمندر کے ساری طرف بڑھنے لگی۔ کرم چند نے الوداعی انداز میں ہاتھ لہرا کر اور سرے لمبے لامپخ کی رفتار ایک جھٹکے سے بڑھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اندھیرے میں غائب ہو گئی۔

میرے خیال میں اب تھیں نیوی کے کسی اعلیٰ ترین آفیسر کو ڈھونڈنا پڑے گا۔ تب انونظری گرپ کا پتہ چلے گا۔ — کیپٹن شکیل نے مژتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا واب دیتا، اچانکا صدیقی کی جیب سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں سخن لگیں اور یہ آوازیں سنتے ہی صدیقی سمجھتے سب بے اختیار اچھل پڑے۔

کہا سے۔ یہ کسی آواز ہے۔ — سب نے حیرت بھرے آوازیں کہا۔ اور صدیقی نے جلدی سے ایک چھوٹا لیکن چھٹا سا سس باہر نکال لیا۔ اس کے کونے میں چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنکھا اور آوازیں بھی اس باکس سے نکل رہی تھیں۔

یہیں نے لامپخ سے اٹھایا تھا۔ بس بے خیالی میں اٹھایا۔ اور پچھی میں ڈال لیا، یہ آوازیں توڑا نہیں میرٹھا سب ہیں۔ — صدیقی نے بھی حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔

اوہ۔ مجھے دکھا دیہ تو ایکٹی ون ٹرانسیمیٹر سیدھ لگتا ہے۔ — کیپٹن شکیل نے وہ باؤں ہاتھ میں لیتے ہوئے اُسے اندھیرے

جانا۔ — کرم چند نے تفصیل سے جواب دیا، اور کیپٹن شکیل اس طرح سر ماکر غاموش ہو گیا جیسے وہ کرم چند کی دضاحت سے مطمئن ہو گیا ہو۔ بظاہر نظر بھی دیتے ہی آرہا تھا، جیسا کہ کرم چند بتا رہا تھا، موجودہ کرم چند پہلے کرم چند کی بس کا بُن کاپنی ہی نظر آتا تھا۔

پتلی اور لمبی لامپخ انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ بہر طرف گہرائی تھا صرف پافی کی لہر دل کے اچھاں کی وجہ سے پیدا ہونے والی سفیدی ہی سمندر کی سطح پر بکھری ہوئی نظر آرہی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد لامپخ کی رفتار آہستہ ہونے لگی۔ "ساحل آنے والا ہے۔" — کرم چند نے کہا۔ اور لامپخ کی رفتار اور آہستہ کو دی۔ اور داقتی تھوڑی دیر بعد لامپخ ساحلی ریت پوچھڑ کر رک گئی۔ اور کرم چند نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین بند کی اور سوالیہ نظر وں سے کیپٹن شکیل اور اس کے سائیقروں کی طرف دیکھنے لگا۔

"کرم چند۔" — تم نے ہمیں یہاں تک تو پہنچا دیا لیکن کیا تم ہمیں کوئی ٹپ نہیں دو گے۔ — کیپٹن شکیل نے اتنے سے پہلے بغور کرم چند کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔" — آئی۔ ایم۔ دیری سوری۔ میرے پاس تھا رے کام کی کوئی ٹپ نہیں ہے۔ — کرم چند نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اد۔ کے۔ تھیں کیوں۔" — کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور

کام چند کی طنز یا اور مکر اہم آمیز آواز سنائی دی۔ اپنے لئے  
امروں کا لفظ سننے ہی کیپٹن شکیل سمیت سب کے منہ پھنج گئے۔  
ادہ ہاں، لیکن آپ نے انہیں واپس کیوں جانے دیا، یہ بات  
یہی سمجھو ہیں انہیں آئی اور۔ مارک نے حیرت بھرے ہجھے میں

”تم حرف انجینئر ہو مارک۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ  
انہی خطرناک سیکرٹ ایجنت ہیں۔ انہوں نے پوری لیبارٹری ہی ہی  
ڈاڈینی تھی۔ اور وہ اس کا مکمل استظام کر کے آئے تھے۔ لیکن  
لیبارٹری بھی پس کی۔ اور یہ لوگ بھی مطمئن ہو کر واپسی پڑے گئے ہیں۔  
اب انومنٹری گپتہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی ہے اور۔“

کام چند کی آواز سنائی دی۔  
لیکن اگر یہ واقعی اس قدر خطرناک لوگ ہیں تو پھر یہ اتنی آسانی سے  
لیکے ملھمن ہو گئے اور۔ مارک نے کہا۔

”آفیا قی ڈاچ اپھے اچھے ذہین لوگوں کو اللہا دیتا ہے۔ اب دیکھو  
اں نے اس کا استظام پہلے ہی کر رکھا تھا۔ تاکہ اگر کسی وقت ایسا  
ہو جائے اور دیکھو میری پیش بینی کام آگئی۔ سرخ ٹیلی فون کی کال  
اں بات کے لئے مخصوص تھی۔ اور تم نے سرخ ٹیلی فون کی کال سننے  
کی، ہذا الفاظ دوہرایتی۔ اور وہ لوگ مطمئن ہو گئے اور۔“  
کام چند نے فاتحانہ انداز میں قہقہے لھاتے ہوئے کہا۔

آپ کی ذہانت واقعی قابل داد ہے۔ آپ کو یاد ہے آپ کی  
اں بات پر میں نے کتنا رد عمل ظاہر کیا تھا۔ لیکن اب مجھے خال

کے باوجود غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
”ایکٹی دن ٹرانسیمیٹر کیا مطلب۔“ سب نے حیرت  
بھرے ہجھے میں کہا۔ کیونکہ انہوں نے کسی ٹرانسیمیٹر کا ایسا نام پہلے کبھی  
نہ سنا تھا۔

”یعنی کا مخصوص ٹرانسیمیٹر ہوتا ہے۔ اس کی لہری پانی کی لہر دل  
کے ساتھ سفر کرتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں۔ اس لئے پانی کے اندر اس  
بخوبی استعمال کیا جاسکتا ہے، یہ ٹرانسیمیٹر وہ لوگ استعمال کرتے  
ہیں جو کسی وجہ سے پانی کی تہہ میں نہ سے اوپر اپنے ہیڈ کو ادھر کو کال  
کرنا چاہتے ہوں۔“

”ہیلو ہیلو اور۔“ ٹوں ٹوں کی آوازوں پر یک لخت ایک آواز  
غالب آئی تو وہ سب بُری طرح چونک پڑے کیونکہ یہ آواز چیفت  
انجینئر مارک کی تھی۔ جس نے کام چند کو فون پر بتایا تھا کہ لیبارٹری میں  
انومنٹری گپتہ نہیں ہے۔ باکس پر جلتا بجھتا ملبہ اب مسلسل جلنے لگا

”مارک۔“ میں کام چند بول رہا ہوں اور۔ کام چند  
کی آواز سنائی دی۔  
”ادہ۔ لیکن آپ نے ایکٹی دن پر رابطہ کیوں قائم کیا ہے۔ کیا  
آپ سمندر میں ہیں اور۔“ مارک نے حیرت بھرے ہجھے میں  
پوچھا۔

”ہاں۔“ میں لیبارٹری سے باہر ہوں۔ میں ان احمدقوں کو ساصل  
پر چھوڑنے گیا تھا جو انومنٹری گپتہ حاصل کرنے آئے تھے اور۔“

بات کر سکتا تھا یکن شاید وہی یہ پہلو سامنے نہ آتا۔ بھیک ہے میں  
لیبارٹری پہنچتے ہی پر ائمہ منظر سے بات کرتا ہوں اب یہ بات ضروری  
ہو گئی ہے اور اینہاں "آل" کو مچندے نے انتہائی سنجیدہ بیجے  
میں کہا۔ اور اس کے ساتھی دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی  
دیئے گئیں۔ مسلسل جلتا ہوا بلب دوبارہ جلنے بھئے لگا اور پھر چند  
لحوں بعد یک لخت تاریک ہو گیا۔ اور وہ سب اندر ہیرے میں کھڑے  
داقی احقوں کی طرح ایک دسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔  
”داقی ہم احمد بن گئے ہیں“ — صدیقی نے زبان کھولتے  
ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن تمہاری اس لاشوری  
ہست کی وجہ سے بہت کچھ سامنے آ گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے۔  
کہ نقلی گوب ایمی آبدوز میں لگائے جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔  
اور شاید اب تک لگا بھی دمی کئی ہو۔ میرے خیال میں تمہیں سب  
سے پہلے اس بات کا انکشاف ایکٹو تک پہنچا دینا چاہیے۔ یہ  
بہت اہم ہے۔“ — کیپشن شکیل نے انتہائی سنجیدہ بیجے میں  
کہا۔

”ایکٹو سے بات کرنے کے لئے تو ہمیں واپس شہر جانا  
پڑے گا۔ ہمارے پاس پیش ٹرانسیٹر ہے کیوں نہ ہم عمران سے  
بات کر لیں؟“

”اوہ ہاں، عمران بھی تو یہاں اسلام رضا کے روپ میں موجود ہے  
یہاں سے اس سے بات کر کے اس کے بعد ہمیں دوبارہ اس

آ رہا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ لوگ دا قعی کبھی مطمئن نہ ہوتے۔ ویا  
بھی ان کا الہمنان انتہائی حزوری تھا۔ کیونکہ اگر ان کے باکھ اصل  
انومنٹری گوب لگ جاتی تو انہیں یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ ان کی ایمی آپ  
میں نقلی انومنٹری گوب لگی ہوئی ہے اور ”— مارک نے کہا۔  
”لیکن مارک اب تمہاری بات سے مجھے ایک اور خیال آ رہا۔  
اب تک دا قعی میں نے اس پہلو پر سوچا بھی نہ تھا۔ میں نے تو ایمی  
آبدوز کے چیف ایجنٹر لیاقت علی جو کہ ہمارا آدمی تھا کے قتل کی  
خبر سن کر یہ پیش بندی کی بھی۔ حالانکہ بعد میں یہ اطلاع بھی مل گئی بھی  
کہ اُس سے پر ائمہ منظر صاحب کے حکم پر ہمارے ہی ایجنٹوں نے  
قتل کیا ہے۔ تاکہ انومنٹری گوب کی چوری لیکر آڈٹ نہ ہو۔ لیکن  
اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ ان لوگوں کی یہاں آمد اور انومنٹری گوب  
کی تلاشی کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں انومنٹری گوب کی چوری کا علم  
چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے ہماری لیبارٹری کی تیار کردہ نقلی انومنٹری  
گوب بروقت آبدوز میں فٹ نہیں ہو سکی اور ”— کوہ مچندے  
کہا۔

”اوہ ہاں۔ دا قعی یہ بات تو قابل غور ہے اور“ — مارک  
نے کہا۔

”اچھا ہوا میں نے تم سے بات کر لی۔ بس میرا دل کہہ رہا تھا  
کہ اس پہلو پر بات ہو جائے۔ اس لئے میں نے ایکٹی دن پر بات  
کر لی۔ کیونکہ جس طرح میں نے انہیں احمد بننا کر باہر پہنچایا ہے مجھے  
سے مسیرت برداشت نہ ہو رہی بھی۔ درنہ تو میں لیبارٹری میں آ کر بھی

نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے ٹھانیمیر آف کرنے کے لئے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ یک لمحت بلب مکمل جلتے لگا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ سالٹہ باقی سا بھی بھی چونک پڑے۔

"ہیلو ہیلو — اسلام رضا صاحب اور" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ — اسلام رضا بول رہا ہوں اور" — دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز سنائی دی۔ لیکن وہ اس لئے نہ چونکا کہ انہیں معلوم تھا کہ یہ عمران ہی ہے۔ کیونکہ پیش ٹھانیمیر کا رسیور صرف عمران کے پاس ہی تھا۔ اور کسی کے پاس نہ تھا۔ اور ظاہر ہے بہ عمران اسلام رضا کے میک اپ میں ہے تو لاذماً اس نے آواز اور ہجہ بھی اسلام رضا جیسا ہی رکھا ہو گا۔

"اسلام رضا صاحب۔ میں کیپٹن بول رہا ہوں۔ کیا آپ ایکلے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ میں کھل کر بات کر سکتا ہوں اور" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل کھل کر بات کرو اور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کیپٹن شکیل نے طویل سانس لیا جیسے کوئی بڑی الجھن دور ہو گئی ہو۔

"عمران صاحب۔ میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ چیف بس کے سلم پر میں نعمانی۔ چوہاں اور صدیقی کے ساتھ انونٹری گرپ کی تلاش ہے۔ یہاں پہنچا۔ یہاں نیوی کی ایک انہتہائی خفیہ انجینئرنگ لیبارٹری

لیبارٹری میں داخل ہونا پڑے گا۔ اب بہر حال یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ اصل انونٹری گرپ اس جگہ موجود ہے" — نعمانی نے کہا اور سب نے اس کی رائے پر سر ہلاکر صاد کر دیا۔

کیپٹن شکیل نے بھی کی ایک سائیڈ کا خفیہ خانہ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن انہتہائی جدید ساخت کا پیش ٹھانیمیر نکالا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبادیا۔ بٹن دبتے ہی ٹھانیمیر پر لگا ہوا بلب تیزی سے جلنے لگھنے لگا اور اس میں سے سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ لیکن دوسری طرف عمران کے ساتھ رابطہ ہی نہ ہو رہا تھا۔ کیونکہ رابطے کی نشانی ہی بھی کہ بلب مدل جلنے لگتا تھا۔ لیکن بلب اُسی طرح جل سمجھ رہا تھا۔ کیا بات ہے۔ عمران صاحب کاں کیوں نہیں رسیو کر رہے۔ نعمانی نے قدرے سے پریشان ہجھ میں کہا۔

"چیف بس نے تو ہمیں ہی بتایا تھا کہ عمران ڈپٹی سپرنٹرٹ اٹیلی جنس اسلام رضا کے میک اپ میں سپرنٹرٹ فیاض کے ساتھ ایک سر کاری میٹنگ اٹٹہ کرنے کا فرستان جارہا ہے۔

ایم جنسی کی صورت میں اس سے پیش ٹھانیمیر پورا بطة قائم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن عمران سے رابطہ نہ ہونے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ عمران کا فرستان آیا ہی نہیں۔ کیونکہ یہ پیش ٹھانیمیر محمد دد فاصلے تک ہی کام کرتا ہے" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہارا خیال مجھے درست لگتا ہے۔ عمران دا قعی یہاں نہیں آیا۔ درنہ رابطہ قائم ہونے میں اتنی دیر نہ لگتی" — صدیقی

ہے جائیں۔ ہم اب واپس لیبارٹری میں جانے کا پیداگوام بنادیں ہے  
اپنے تاکہ اصل انونٹری گوبِ دہائی سے حاصل کر سکیں اور۔۔۔  
کیپٹن شکیل نے تقریر کے امانتیں اب تک گزدے ہوئے  
تمام واقعات کی تفصیل بتا دی۔

”تم لوگ اس وقت کہاں موجود ہو اور۔۔۔“ دوسری طرف  
تے پوچھا گیا۔ اور جواب میں کیپٹن شکیل نے اُسے لوکیشن بتا  
دی۔

سن۔ تمہیں واپس لیبارٹری میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔  
میں نے یہاں ایسا چکر چلا دیا ہے کہ اصل انونٹری گوبِ اس  
لیبارٹری سے یہ لوگ خود باہرے آئیں گے۔ البتہ ایک اور جگہ  
تھاری ضرورت ہے۔ تم نے اچھا کیا مجھے کال کر لیا۔ میں ایک کار  
پیش رہا ہوں۔ اس کا ڈرایور تین بار بتیاں جلانے کا بجھائے گا۔  
اس کے بعد وہ تمہیں کوڑیں کہے گا۔ انونٹری گوب۔ تھم اس کے ساتھ  
آہانا دہ تمہیں ہیرے پاس لے آئے گا۔ پھر باقی ہدایات میں وہیں  
ہوں گا اور۔۔۔“ دوسری طرف سے اسلم رضا کے ہی ہجے میں  
مات کرتے ہوئے عمران نے کہا۔

”کار تو ہمارے پاس بھی موجود ہے۔ آپ تمہیں جگہ بتا دیں تو ہم  
جاہ، است وہیں پہنچ جاتے ہیں اور۔۔۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔  
”ادھ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تھم ایسا کہہ دکہ فوڈ ارمنگٹن روڈ پر واقع پیلے  
کار کی کوکھی پر پہنچ جاؤ۔ اس کو کھی کا نمبر ایک سو چالیس ہے۔ پھر  
اویں کھلا ہوا ملے گا۔ اندر جا کر سیدھے بڑے کمرے میں پہنچ جانا۔

سمندر کے اندر ایک جزویے پر بنی ہوئی ہے۔ مجھے اپنے سابقہ تجربہ  
کی بناء پر اس کا علم تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے انتہائی جدید انتظامات  
ہیں لیکن ہم اس میں داخل ہو گئے۔ یہاں کا اپنخارج کافرستان کا ایک  
پرانائیو می ایشیلی جنس ایجنٹ کرم چند ہے۔ اصل لیبارٹری تو سمندر کے  
ہے۔ اور دالا حصہ انتظامی ہے۔ بہر حال ہم نے کرم چند پر قابو پا  
لیا۔ اور پھر اس سے انونٹری گوب کے متعلق معلومات حاصل کرنے  
کی کوشش کی۔ لیکن مجھے اعتراف ہے کہ۔۔۔ واقعی ایسی شاطر ان  
ذہانت کے ذریعے اس نے ہمیں احمد بنادیا۔ اور پھر وہ بڑی شرافت  
سے اپنی مخصوص لائیج کے ذریعے ہمیں یہاں ساحل پر پہنچ گیا۔ لیکن  
صدیقی نے لائیج میں موجود ایکٹی دن ٹرانسیمیٹر اٹھا کر حبیب میں ڈال  
لیا۔ اور اس شاطر کرم چند سے حاصل یہ ہوئی کہ واپسی یہ اس سے  
اپنی فتح برداشت نہ ہو سکی تو اس نے لائیج میں موجود آپریٹر میں  
کے ساتھ مغلک ایکٹی دن ٹرانسیمیٹر پر لیبارٹری کے چیف ایجنٹ  
مارک سے گفتگو کی۔ اور یہ گفتگو ہم نے بھی صدیقی کے اٹھائے  
ہوئے ایکٹی دن ٹرانسیمیٹر پر سن لی۔ اس گفتگو سے ہی ہمیں علم ہوا  
کہ اصل انونٹری گوب اس لیبارٹری میں موجود ہے۔ اصل اس لئے  
کہہ رہا ہوں کہ اس گفتگو سے ہی ہمیں پتہ چلا کہ کافرستان والوں  
نے انتہائی گہری چال چلی ہے۔ انہوں نے اس لیبارٹری میں ایک  
نقلي انونٹری گوب پتیار کی ہے۔ وجودہ آبدوز میں فٹ کر کچھے ہیں  
یا کرنے والے ہیں۔ آپ کو کمال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ  
چیف بس کو اس نقلي انونٹری گوب کے متعلق بتا دیں۔ بتا۔۔۔ وہ ہوشیار

یہ آجھا�ں گا ادور" — دوسری طرف سے عمران نے کہا،  
 "ٹھیک ہے، ہم پنج رہے ہیں ادور اینڈ آل" — کیپٹن شکیل  
 نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے پیش  
 ٹانسہیٹر کا بٹن آف کر کے اُسے واپس پھیلنے میں ڈال دیا۔

"چلو بھئی۔ اچھا ہوا ہم نے عمران کو کال کر دیا۔ ورنہ ہم لیپارٹری  
 میں داخل ہونے کے لئے سرٹیکٹ رہ جاتے۔ اور انونٹری گرپ عمران  
 کے چکو کی وجہ سے دہائی سے پہلے ہی نکال لی جاتی" — کیپٹن  
 شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور باقی افراد نے سرٹیکٹ دیئے۔ اور  
 پھر نعمانی اس طرف کو بڑھ گیا جدھر اس نے کار آتے ہوئے چھپائی تھی۔

**شاگل** نے تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کو انہی کی ماہرائی  
 اندازیں کپاڑ نہ پھاٹک میں موڑا اور پھر اسے عمارت کی ایک سائیڈ  
 میں روک کر وہ تیزی سے پیچے اتر آیا۔  
 "کہاں ہیں وکرم صاحب" — شاگل نے جلدی سے برآمدے  
 کے سامنے کھڑے ایک بادر دی ملازم سے کہا۔  
 "وہ اندر آپ کا انتظار کر رہے ہیں جناب" — اس آدمی  
 نے موڑ بانہ لیجے میں کہا۔

اور شاگل سرٹیکٹ اہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ پہنچنے لمحوں بعد  
 وہ ایک کھرے میں داخل ہوا۔ جس میں کافرستانی سفارٹل انٹیلی جنس  
 لاچیف راجیش وکرم بڑی بے چینی کے عالم میں ڈھمل رہا تھا۔  
 اورہ شاگل صاحب آگئے۔ یہ اچھا ہوا کہ آپ نے آتے ہی  
 نہ سے بات کر لی۔ — راجیش وکرم نے بے چین سے ہجھے

”آپ میری بات نہیں سمجھئے۔ پوچھ کر ام کے مطابق ہم آدمی تو ضرور بھیجن گے۔ لیکن اُسے دہاں جا کر معلومات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ بلکہ وہ صرف اتنا کہے گا کہ دہاں پہنچ کر اس بات کا خیال رکھئے گا کہ اگر پاکیشیا دا لے یعنی وقت پر کوئی اہم تبدیلی کر دیتے ہیں تو وہ اس کی ہمیں اطلاع دے گا۔ کیونکہ یہ ای انتہی جنس کا طریقہ کار ہوتا ہے۔ کہ اچانک آخری لمحات میں پوچھ کر دیل کر دیا جاتا ہے“۔ راجیش وکرم نے کہا۔ اور شاہکل نے اثبات میں سد ہلا دیا۔ وہ دونوں اب کرسیوں پر اٹنے سامنے بیٹھ چکے تھے۔

”آپ مجھے تفصیل بتائیں۔ یہ اسلام وضا جس کی آپ بات کہ رہے ہیں کون ہے۔ آپ نے اس کے عجیب و غریب کردار کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ اس کا مطلب نہیں سمجھتا“۔ شاہکل نے کہا۔ ”وہ ابھی یہاں پہنچنے والا ہے۔ پھر آپ الہمیناں سے اُسے دیکھ لیجئے۔ آپ کو بلا نے کا مقصد بھی ہی تھا کہ آپ کے سامنے ان سے پوچھ چکھ ہو سکے“۔ راجیش وکرم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ اُسے اغوا کر رہے ہیں؟“ شاہکل نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس کی جگہ ہمارا آدمی ملے گا۔ اور سپر ٹنڈٹنٹ فیاض کو اس کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔ اسلام رضا کی فائل ہمارے پاس ہے۔ صرف اس کی بات چیت اور یہجہ باقی رہ گیا تھا۔ میٹنگ یہاں کہا۔ مجھے فکر اس میٹنگ کی بھی۔ کیونکہ اس پر ہی ہماری ساری پلانگ کا اختصار ہے۔ لیکن آپ نے مجھے ایم جنسی طور پر یہاں کیوں بلایا ہے۔ اور آپ کا پھرہ بتا رہا ہے کہ آپ بے حد بے چین اور مفطر بہیں“۔ شاہکل نے کہا۔

”آپ کا خیال درست ہے۔ پاکیشیا سے دو آدمیوں کا وفہ آیا ہے۔ ان میں ایک آدمی اسلام رضا ہے جو کہ ڈپٹی سپر ٹنڈٹنٹ ہے۔ اور پاکیشیا انتہی جنس میں ابھی حال ہی میں کسی اور شخص سے تبدیل ہو کر آیا ہے۔ لیکن آج کی میٹنگ میں اس کا عجیب و غریب کردار سامنے آیا ہے۔ اور سب سے اچھی خبر یہ ہے کہ اس اسلام رضا کو شوگران کے صدر کی آمد پر بنائے جانے والے سارے پوچھ کر دیل کا تفصیلی علم ہے۔ کیونکہ یہی اس سارے پوچھ کر دیل کا اصل اپنادارج ہے۔ اس لئے اب ہمیں اسلام رضا کے میک اپ میں کسی کو پاکیشیا بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم اس سے یہیں سب کچھ پوچھ لیں گے“۔ راجیش وکرم نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے اس کا نتیجہ سوچا ہے یہاں اس سے پوچھ چکھ کے بعد آپ اُسے واپس کیسے بھیجن گئے۔ انہیں ہمارے اصل پلان کا علم ہو جائے گا۔ اور پھر وہ وقت وغیرہ سب تبدیل کر دیں گے۔“ شاہکل نے انتہائی حیرت بھرے ہے۔ یہیں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے راجیش وکرم کی حماقت پر حیرت ہو رہی ہو۔

نہ سکراتے ہوئے کہا۔  
”نوسرا۔ سب اور کے ہو گیا ہے“ — جگدیش نے  
واب دیا۔

سخوا۔ اپنے آدمیوں کو کہہ دینا کہ وہ اس پر نٹھنٹ فیاض  
کو اس طرح ڈیل کرے کہ اُسے ذرا بھی شک نہ پڑ سکے“ — راجیش  
وکرم نے کہا۔ اور اس کے ساتھی اس نے بغیر جواب سننے رسیور  
رکھ دیا۔

”اس اسلام رضا کے پوچھ گچھ کے لئے میں نے سب کا شمس چیک  
میں کیا انتخاب کیا ہے۔ اس طرح اصل بات فوراً سامنے آجائے  
گی“ — راجیش وکرم نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“ — شاگل نے جواب دیا۔  
اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل اس کی بات کا جواب دیتا سایہ  
میز پر رکھے ہوئے تھے فون کی گھنٹی بج اکھٹی اور راجیش وکرم نے  
تیزی سے ٹاٹھ بڑھا کر تقریباً رسیور جھپٹ دیا۔  
”یہیں — وکرم بول رہا ہوں“ — اس نے تیز  
ہجے میں کہا۔

”سر، جگدیش بول رہا ہوں۔ کام ہو گیا ہے۔ ہمارے آدمی  
نے نہ صرف جگہ سنبھال لی ہے بلکہ انہیں مہارت سے اصل  
آدمی کو بے ہوشی بھی کو دیا ہے۔ میں نے اُسے کار میں آپ  
کے پاس روانہ کر دیا ہے۔ اظلاء کے لئے یہ کال کی ہے۔“  
دوسری طرف سے موڈبانہ ہجے میں کہا گیا۔

”اوہ۔ دیکھی گڑ — کوئی پہا بلم تو نہیں ہوا“ — راجیش وکرم

کے دوران اس کی باتوں کا ٹیپ ہم نے اپنے آدمی کو سنوا یا۔ اس  
پر پہلے ہی اسلام رضا کا میک اپ کر دیا گیا تھا۔ وہ انہیں مابر آدمی  
ہے۔ وہ کسی کوشک بھی نہ ہونے دے گا“ — راجیش وکرم

”اُسے معلوم ہی نہیں ہو گا۔ آپ بے فکر ہیں۔ میں غیر ذمہ داد  
یا احمق آدمی نہیں ہوں۔ میں سنٹرل انٹیلی جنس کا چیف ہوں“ —  
اس بار راجیش وکرم نے قدرے ناخوشگوار ہجے میں جواب  
دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل اس کی بات کا جواب دیتا سایہ  
میز پر رکھے ہوئے تھے فون کی گھنٹی بج اکھٹی اور راجیش وکرم نے  
تیزی سے ٹاٹھ بڑھا کر تقریباً رسیور جھپٹ دیا۔  
”یہیں — وکرم بول رہا ہوں“ — اس نے تیز  
ہجے میں کہا۔

”سر، جگدیش بول رہا ہوں۔ کام ہو گیا ہے۔ ہمارے آدمی  
نے نہ صرف جگہ سنبھال لی ہے بلکہ انہیں مہارت سے اصل  
آدمی کو بے ہوشی بھی کو دیا ہے۔ میں نے اُسے کار میں آپ  
کے پاس روانہ کر دیا ہے۔ اظلاء کے لئے یہ کال کی ہے۔“  
دوسری طرف سے موڈبانہ ہجے میں کہا گیا۔

شامل نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔  
”ماں۔ انہتائی زددا شکر گیس ہے۔ اور اس گیس کا یہ فائدہ بھی ہے  
کہ اب یہ انٹی اسیجکشن کے بغیر کسی طرح ہوش میں بھی نہ آ سکے گا۔  
اور دوسرا بات یہ کہ اس گیس کے پریشر کی وجہ سے سب کا نشیش

— چکنگ مشین بھی سجنوبی کام کرنے لگی۔ میں نے  
اس سلم رضا کے عجیب و غریب کردار کو محسوس کیا ہے۔ کبھی تو  
یہ جمتوں جیسی باتیں کرنے لگتا ہے اور کبھی اس قدر عقائد انہ کے  
انداز میں کہا۔ اور شامل نے سرہ ملا دیا،  
”میرے خال میں پہلے اس سے پوچھ چکھ کر لی جائے کیونکہ جتنی  
دیگر دے گی اتنا ہی گیس کا پریشر کم ہوتا جائے گا۔“ راجیش دکوم  
نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ شامل نے سرہ ملا تے ہوئے کہا۔ اس  
کے ذہن میں کوئی چیز لا شوری طور پر کھٹک رہی تھی جیسے کوئی اہم بات  
اُسے یاد نہ آ رہی ہو۔ یکن طاہر ہے جب تک وہ بات یاد نہ آ جائے۔  
وہ راجیش سے بھی کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔  
”اسے اٹھا کر پیچے مشین روڈ میں پہنچاؤ۔ اور اسے سب کا نشیش  
مشین کے ساتھ منتقل کر کے ہمیں اطلاع دو۔“ راجیش دکوم نے  
سلم رضا کو اٹھا کر لے آئے والے سے جو ایک طرف بڑے  
مودبانتہ انداز میں کھڑا تھا مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سر۔“ اس آدمی نے کہا۔ اور جلدی سے آگے  
بڑھ کر اسلام رضا کو دوبارہ اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے کھڑے  
سے باہر نکل گیا۔  
”اوہ اوہ۔ آپ اُسے نہیں جانتے۔ آپ ابھی اس نکلے میں

ساتھ منسلک مختلف رنگوں کی تاریخی میشین کے ساتھ منسلک بھیں۔ اور سفید کوٹ پہنے دو آدمی میشین کی چیلیگ اور اُسے آپ سے آپ سے آپ سے  
کرنے میں مصروف تھے۔

"باص۔۔۔ میشین آپ سے ہو چکی ہے"۔۔۔ ایک سفید  
کوٹ والے نے مرڑ کر موڈ بانہ لے جئے میں کہا،  
"ٹھیک ہے۔۔۔ مائیک بچھے دو۔۔۔ اور میشین آن کر دو"۔۔۔  
راجیش و کرم نے کہا۔

اور سفید کوٹ والے نے سر ملا کر میشین کی سائیڈ سے ایک  
پھوٹا سماں مائیک ہب سے آتا رہا اور راجیش و کرم کی طرف بڑھا دیا۔  
اس مائیک کے ساتھ سیاہ رنگ کی بچھے دار تار بھی جو میشین  
کے ساتھ منسلک بھی۔۔۔ مائیک راجیش و کرم کے ہاتھ میں دے  
کر سفید کوٹ والا میشین کی طرف مڑا ہی تھا۔

"ارے اس کی گھر ٹھی پر یہ نقطہ کیسا چمک رہا ہے"۔۔۔ شاگل  
نے چیختے ہوتے کہا، اور پھر تیری سے آگے بڑھ کر ہم تو وہ اسلام  
خدا کی کھلائی پر بندھی ہوئی گھر ٹھی کے داخل پر جلتے بچھے نقطے کو غور  
سے دیکھتا رہا۔ اس کی اچانک نظریں اس پر پڑ گئی بھیں کیونکہ کھلائی  
ہوئی ٹھی ہو رہی تھی اس لئے جلتا بچھتا نقطہ بظاہر نظر نہ آ رہا تھا۔  
لیکن اس کی ہلکی سی چمک سامنے میشین کے ایک سفید حصے پر پڑ  
دی تھی۔ اور اُسے دیکھ کر ہی شاگل چونکا تھا اور اس نے آگے سر نکر  
دیکھا اور پھر اُسے یہ جلتا بچھتا نقطہ نظر آ گیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ اس گھر ٹھی میں یقیناً کوئی ٹرانسیمیٹر نہ ہے"۔۔۔ شاگل

بنے آئے ہیں۔۔۔ آپ کے پیشہ دار سمنت سنگھ اسے اچھی طرح  
جلنتے تھے یہ پاکیزہ سیکورٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ دنیا کا  
انہماںی شاطر تو یہ آدمی ہے۔۔۔ اگر یہ دہی ہے۔ اور آپ نے اسے ہوش  
کر کے بے بس کر لیا ہے تو یوں سمجھئے آپ نے ایک عظیم الشان  
کار نامہ سرا بخام دیا ہے"۔۔۔ شاگل نے کہا، اور راجیش و کرم  
کی آنکھیں حیرت سے ہلکتی چلی گیئیں۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ ایسا ہونانا ممکن ہے۔۔۔ یہ اسلام دعا  
ہے۔۔۔ اس کے یہاں آئے سے پہلے ہم نے اس کے متعلق باقاعدہ  
تحقیقات کی تھیں"۔۔۔ راجیش و کرم نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ لیکن وہ احمد قمانہ اور عقلمندانہ بیک وقت پاتیں یہ تو عمران  
کی ہی خاصیت سے بہر حال چلیں ابھی پتہ ناک جاتے گا، ویسے بچھے  
بھی خیال آتا ہے کہ اگر یہ واقعی عمران ہوتا تو پھر اس طرح آسانی سے  
بے ہوش نہ ہوتا"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اچھا چلیں ہم خود ہی پہلے چلتے ہیں اب فون کا انتظار کیا کرنا"۔  
راجیش و کرم نے بے ہیں سے بچھے میں کہا اور وہ دونوں آگے بچھے  
چلتے ہوئے کھرے سے نکلے اور پھر مختلف راہداریوں سے گزرنے  
کے بعد وہ ایک چھوٹی سے کھرے میں پہنچ گئے۔۔۔ یہاں دیوار  
کے ساتھ ایک جدید ٹوین میشین نصب تھی جس کے سامنے ایک  
ستر پر پا اسلام رضا لیٹا ہوا تھا۔ اس کے سر پر شفاف شیشے کا بنا  
ہوا خود ساچھوڑھا دیا گیا تھا جس نے اس کا سر اور چہرہ گردن تک  
ٹھاٹ پ دیا تھا۔ لیکن شیشے میں سے وہ صاف نظر آ رہا تھا۔ خود کے

عمران صاحب میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں .....  
تی طرف سے کہا گیا۔ اور اس بار راجیش کے ساتھ ساتھ شاہگل بھی اپنی پڑا، راجیش کی آنکھوں میں یک لخت تیرچیک اپھر آئیں۔  
اس نے جلد ہی کان گھڑی سے لگائے، کیونکہ دوسرا طرف سے کیپٹن شکیل مسلسل بول رہا تھا۔ اور جیسے جسے وہ بات کرتا جا رہا تھا کیسا ہے۔  
شاہگل کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔ کیپٹن شکیل نے دوسری تفصیل سے بات کرتے ہوئے جب بات ختم کی تو شاہگل نے جلد ہی سے راجیش کے ہاتھ سے گھڑی جھپٹ لی۔

”تم لوگ اس وقت کہاں موجود ہو اور“ — اس بار شاہگل نے راجیش جیسا ہجہ اور آواز بناتے ہوئے کہا۔

وہی ہجہ اور آواز جس میں راجیش اسلام رضا بن کر بات کر رہا تھا اور جواب میں کیپٹن شکیل نے اُسے جو لوگیشن بتا فی اس سے شاہگل پہنچا کہ یہ لوگ ساحل سمندر پر گھاٹ سے کافی آگے ہیں۔ اس نے اس کے کہا کہ اب انہیں واپس لیا رہی جانے کی ضرورت نہیں اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ ایک کار بھیج رہا ہے۔ لیکن جب کیپٹن شکیل نے اُسے بتایا کہ کار ان کے پاس موجود ہے تو اس نے انہیں دامنگٹن روڈ پر اپنے ایک خاص اڈے کا پتہ بتا دیا۔ اور اسے بعد رابطہ ختم ہو گیا۔

”اوہ ریہ عمران تھے۔ میرا شک درست نکلا۔ اوہ آپ نے بیت انگریز کار نامہ کے راجنمادی میں راجیش حسنا۔ اور یہ کیپٹن شکیل یہ ہیقیناً سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ اور اب اس عمران

نے کہا اور جلد ہی سے بے ہوش اسلام رضا کی کلامی سے گھڑی آتا رہی۔ وہ اب گھڑی کو انتہائی غور سے دیکھ رہا تھا۔  
”اس کا مطلب ہے کوئی کال آرہی ہے“ — راجیش و کرم نے بھی حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔  
”ماں۔ لیکن مجھے معلوم ہی نہیں کہ اس اسلام رضا کی آواز اور ہجہ کیسا ہے۔“ — شاہگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔  
”اوہ۔ مجھے دیکھیے۔ میں بات کرتا ہوں“ — راجیش و کرم نے کہا۔ اور شاہگل نے گھڑی اُسے دے دی۔ نقطہ پہستو رجل بجھ رہا تھا۔ راجیش و کرم نے گھڑی کا ونڈ بٹن دبایا۔ لیکن نقطہ اُسی طرح جلتا بچھتا رہا۔ راجیش و کرم نے ونڈ بٹن کو ذرا سا باہر کھینچا تو نقطہ یک لخت مسلسل جلنے لگا۔

”ہیلو ہیلو — اسلام رضا صاحب اور“ — یک لخت گھڑی میں سے ایک اجنبی لیکن مدھم سی آواز سنائی دی۔  
”یہ — اسلام رضا بول رہا ہوں اور“ — راجیش و کرم نے حتی الوضع اسلام رضا کی آواز اور ہجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔  
”اسلام رضا صاحب۔ میں کیپٹن بول رہا ہوں۔ کیا آپ اکیلے ہیں۔ میرا مطلب ہے کیا میں کھل کر بات کر سکتا ہوں اور“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ماں۔ بالکل کھل کر بات کر دا اور“ — راجیش و کرم نے کہا۔  
شاہگل بھی اس کے ساتھ ہی کان لگائے کھڑا تھا اس لئے گھڑی سے نکلنے والی آواز اس کے کانوں میں بھی پہنچ رہی تھی۔

"یہاں ٹیلی فون ہے۔" — شاگل نے کیک بخت پوچھتے ہوئے۔

کہا۔  
"ٹیلی فون — مال۔ ہے۔ اودہ ٹیلی فون پر مجھے یاد آیا کہ میں نے اس کے کھرے کا ٹیلی فون ٹیپ کرنے کے لئے خصوصی انتظام کرا یا تھا۔ میں نے ایکس چنیج میں اس کی ریکارڈنگ کابینہ ویسٹ کیا تھا، ہو سکتا ہے اس نے کوئی کال کی ہو۔" — راجیش نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ آپ نے اچھا کیا۔ اگر آپ بہاہ راست ٹیلی فون ٹیپ کرتے تو اسے یقیناً معلوم ہو جاتا۔ پہلے مجھے کال کرنے دیں۔ تاکہ میں اس گروپ کا انتظام کر لوں پھر آپ پتہ کو لینا۔" — شاگل نے عمر ملاڑتے ہوئے کہا اور تیزی سے ایک کونے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف جھپٹا اور اس نے رسیور انٹھا کو نمبر ڈائل کئے اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی وہ اپنے آدمیوں کو مہایاں دینے میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر تک بات چیت کرنے کے بعد اس نے الہمینان پھر انداز میں رسیور دکھ دیا۔

"اب یہ کیپٹن شکیل دنیگر پچ کہہ جا سکیں گے۔ ان کے باقی شی بھی یہاں یقیناً موجود ہوں گے اب میں ان کی روتوں سے بھی سب کچھ اگلوالوں کا۔" — شاگل نے ہوشی پھیختے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے دوبارہ سٹریکپر کی طرف ہٹا گیا اور اس طرح عمران کو دیکھا دیا گیا۔ اب بھی خیال آرہا ہے کہ اس نے ایمپی آئندوں کی مثالی تھی۔ اودھ میں۔ اب بھی خیال آرہا ہے کہ اس نے ایمپی آئندوں کی مثال نے کہا۔

سے کچھ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس پر یہ مشینیں وغیرہ اثر نہیں کرتیں۔ آپ اسے میرے حوالے کر دیں۔ یہ میرا شکار ہے۔" — شاگل نے انتہائی مررت بھرے لہجے میں کہا، وہ بات کرنے کے ساتھ ساتھ اس طرح سٹریکپر بے ہوش پڑے ہوئے عمران کو دیکھ رہا تھا جسے ایقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی عمران جس کا خاتمه کرنے کی حرمت اُسے ہمیشہ رہی تھی اس طرح بے بی کے عالم میں بھی اس کے سامنے پڑا ہوا نظر آ سکتا ہے۔

"یہ عمران ہی ہے تب بھی یہ نہ صرف بے ہوش ہے بلکہ گیس کے پریشریں ہے۔ اور سب کا نشیش مشین اس سے سب کچھ اگلوالے نگی۔" — راجیش نے کہا۔

"اوہ۔ آپ نہیں سمجھتے، یہ جب انٹیلی جنس کا آدمی ہی نہیں ہے تو اسے تفصیلات کا بھی علم نہ ہو گا۔ آپ اس چکر کو چھوڑیں۔ کیپٹن شکیل کی بات سے جمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اصل انو نظری گروپ کی گھستہ گی کا انہیں علم ہو چکا ہے۔ اور عمران کا اسلام رضا کے روپ میں آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے ساری پلانگ کا علم ہو گیا ہے۔ آپ اس سے وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ مجھے یقین ہے کہ اس نے باتوں میں آپ سے اصل پلانگ اگلوالی ہو گی یہ ہے، ہی ایسا آدمی۔" — شاگل نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ اب بھی خیال آرہا ہے کہ اس نے ایمپی آئندوں کی مثالی تھی۔ اودھ میں۔ اب بھی خیال آرہا ہے کہ اس نے ایمپی آئندوں کی مثال نے کہا۔"

منہر ڈائل کرنے کے بعد وہ کسی سے بالتوں میں معروف ہو گیا۔  
لیکن ہے فوڑا یہ ٹپس میرے پاس بھجوادو، فوڑا ۔۔۔ راجیش  
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس نے پاکیشیا کال کی ہے۔ ایڈمرل سے بات کی ہے۔“  
راجیش نے کہا۔

”ایڈمرل سے۔۔۔ اودہ، پھر لازماً یہ انہیاً اہم بات چیت ہو گی۔  
اب میں اسے نے بغرنہیں جاؤں گا۔ یہ ہوش میں تو نہیں آجائے گا۔  
شاگل نے بات کرتے گرتے مرکز عمران کی طرف دیکھتے ہوئے بے چین  
سے بچے میں پوچھا۔

”ارے نہیں۔ یہ نے بتایا تو ہے جب تک انٹی انگلش نہ لجے  
گایہ ہوش میں نہیں آ سکے گا۔“ — راجیش نے جواب دیا۔ اور  
شاگل نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

صفدر۔ تنویر اور جولیا یعنیوں ہوٹل کے ہال میں بیٹھے ہوئے  
لھاننا کھانے میں معروف تھے۔ نامڑان نے انہیں تی رہائش کاہ  
توہینا کر دیتی۔ لیکن ظاہر ہے وہاں باورچی وغیرہ موجود نہ تھا۔ اس  
لئے کھانا انہیں ہوٹل میں ہی کھانا پڑتا تھا۔ نامڑان نے انہیں بتا دیا  
تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں موجود اس کا آدمی جیسے ہی شاگل آئے کا اطلاع  
دے دے گا۔ اور اب وہ اس کی طرف سے کسی اطلاع کے منتظر  
تھے۔

”میں پھر کہتا ہوں کہ ہمیں خود کچھ کرنا چاہیے۔ اس طرح اطلاعات  
کے انتظار میں بیٹھے نہیں رہنا چاہیے۔۔۔“ — تنویر نے منہ بنتے  
دئے کہا۔

”کیا کوئی ناچاہیے۔ بولو۔۔۔“ — جولیا نے خشک بچے میں کہا۔  
”ہم خود ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر وہاں سے معلومات حاصل کریں۔

کہ آخوندگی کا خفیہ میشن کیا ہے۔ اور وہ کہاں ہے۔ — تنویر نے جواب دیا،

”آپ کی کال ہے جناب۔ — دیرنے کہا۔

”ہماری — سس کے نام ہے۔ — صفر نے چونکہ کوئی  
ہے بھی میں کہا۔

”نام کا تو علم نہیں کوئی ڈاکٹرستیشن صاحب ہیں۔ انہوں نے  
آپ کا علیہ بتکتے ہوئے پوچھا ہے کہ کیا آپ یہاں موجود ہیں۔“

دیرنے جواب دیا۔  
اور صفر نے اثبات میں مدد لاتے ہوئے دائر لیں ٹیکی فون کا  
رسیو راس کے ہاتھوں سے لے لیا۔

دیرنے ٹیکی فون میز پر رکھا اور خود ایک طرف ہٹ کر مدد بانہ  
انہا زمیں کھڑا ہو گیا۔ صفر رجاستا تھا کہ کال ہوٹل کی ایکس چینچ کے دریعے  
ہو رہی ہے۔ اس لئے دائیر لیں فون استعمال ہو رہا ہے۔

”یہ — راجہ رام بول رہا ہوں۔“ — صفر نے اپنا کوڈ  
نام بتایا۔ یہاں چونکہ انہوں نے مقامی میک اپ کو رکھا تھا۔ اس  
لئے نام بھی یہاں کے مقامی ہی رکھے ہوئے تھے۔ ناظران کا نام انہوں  
نے کوڈ میں ڈاکٹرستیشن رکھا ہوا تھا۔ اس لئے یہ نام سامنے آتے

ہی صفر نے ٹیکی فون لیا تھا۔

”راجہ صاحب — میں ڈاکٹرستیشن بول رہا ہوں۔ کوئی پوچب  
بتایا گیا کہ آپ کہانا کھانے لگتے ہوئے ہیں تو میں نے یہاں ٹرانی  
کی کیونکہ قریب اچھا ہو ٹمل ہی ہے۔“ — دوسری طرف سے

”دیکھو تنویر۔ مجھے معلوم ہے کہ تم خاصے پروجوسش واقع ہوئے  
ہو۔ تم سے بے کار نہیں بیٹھا جاسکتا۔ لیکن تم خود سوچو کہ اس بارہ مکانے  
گروپ کے ذمہ جو میشن لکھایا گیا سے وہ انہیں مجھی سے جنم لے  
شاگھی کو ٹھوٹھوٹا ہے کہ کافرستانی حکومت ہمارے ملک کی ایسی  
آبدوز سے انونظری گروپ حاصل کر کے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے  
ایک پواسٹ۔ دوسرا پواسٹ یہ ہے کہ جنم یہ معلوم کریں کہ کافرستانی  
حکومت نے انگلی جنس کی میٹنگ میں ایکٹہے پر یہ پواسٹ کیوں  
رکھا ہے کہ شوگران کے صدر کے دورے کی حفاظتی تفصیلات انہیں  
ہیسا کی جائیں۔ یہ دونوں باتیں تب ہی معلوم ہو سکتی ہیں جب کہ  
شاگھی ہمارے ہاتھ آتے۔ اور شاگھی کے متعلق — ان کے  
ہیٹہ کو ارتھ کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ ایسی صورت میں  
سوائے اس کے ہم انتظار کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔ — صفر  
نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا،

”ہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ شاگھی کہاں  
غائب ہے۔“ — تنویر نے کہا۔

”جب ناظران کا آدمی ہیٹہ کو ارتھ میں موجود ہے تو پھر ہمیں دہان  
داخل ہو کر معلومات حاصل کرنے کا کیا فائدہ ہو گا۔“ — جو لیا  
نے کہا۔

لیکن پھر وہ سب یک لمحت خاموش ہو گئے۔ کیونکہ ایک دیر

"تعاقب کا اندازہ کر رہا تھا" — ڈرائیور نگ سیدٹ پر بیٹھے ہوئے  
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تعاقب کیا مطلب" — یہاں تعاقب کا کیا مطلب" —

تو نیوپ نے چیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔ بہر حال احتیاط تو ہر لمحے کرنی چلہتی ہے" صفر نے کہا۔ اور پھر کار کو اس کا لوٹی کی سڑک پر موڑ دیا جہاں ان کی رہائش گاہ تھی۔ تھوڑی دیوبعد وہ کوئی ہیں پہنچ چکے ہتھے۔

ابھی انہیں کوئی ہیں پہنچے تھوڑی ہی دیوبھوئی تھی کہ شیلی فون کی کھنثی بج اکٹھی۔ اور صفر نے ہاتھ بڑھا کر کیوں را بھایا۔

"یہ — راجہ رام بول رہا ہوں" — صفر نے کہا۔

"صفر صاحب۔ آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔ یہاں اس کوئی ہیں ایسی میشین موجود ہے کہ اگر کوئی کال سنے یا شیپ کرنے کی کوشش کرے تو نورا کاشن مل جاتی ہے" — دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"ادھا اچھا۔ اب بتاؤ شاگل کے بارے میں کیا اطلاع ملی ہے" — صفر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ راجہ رام نام لیتے ہوئے وہ خود ابھی محسوس کرتا تھا۔

جی ہیڈ کوارٹر میں موجود، میرے آدمی نے مجھے ابھی اطلاع دی ہے کہ اچانک شاگل والیس آگیا۔ ان نے دفتر میں پہنچ کر سب سے پہلے یہاں کی سفارٹ اشیلی جنس کے نئے چیف راجیش دکرم کو ذوق کیا۔ جس پر راجیش دکرم نے اُسے فوری طور پر اپنے ہیڈ کوارٹر بھی۔

ناٹران نے بات کرتے ہوئے کہا۔  
"میکلف کا شکریہ — فرمائیں" — صفر نے نشک بجھے میں کہا۔

"وہ جزل منیجرا پس آگیا ہے۔ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے۔ اور جناب وہ آتے ہی فوراً خفیہ فرم کے چیف راجیش سے ملنے چلا گیا ہے" — دوسری طرف سے ناٹران نے کہا اور صفر رپونک پڑا۔

"ادھا اچھا۔ بھیک ہے۔ ہم نے کھانا کھایا ہے اور ہم واپس جا رہے ہیں اس لئے دوسری ملاقات میں تفصیلی بات ہو گی" — صفر نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ ویٹر نے جلد می سے آگے بڑھ کر شیلی فون اکھایا۔

"سنو۔ بل لے آؤ" — صفر نے دیڑ سے کہا۔ اور دیڑ سر ملا آہو ادایں کا دُنٹر کی طرف چلا گیا۔

"لوہجی تھا را کام بن گیا۔ اب تھا را ساری بے چیزیں دور ہو جائیں گی" — صفر نے دیڑ کے جاتے ہی ہستے ہوئے تنویر سے کہا۔

تو نیوپ نے بھی مسکراتے ہوئے سر ملا دیا۔ تھوڑی دیوبعد دیڑ بل لے آیا۔ تو صفر نے بل کی رقم کے علاوہ اُسے بھاری ٹپ دی۔ اور وہ تینوں اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتے ہیں گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ باہر ان کی کار موجود تھی۔

"یہ تم با، بار بیک مر جیں کیا دیکھ رہے ہو" کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔ جو لیسا اکسلی پچھلی نشرت پر بیٹھی

"میرا خیال ہے۔ مجھے اس عمارت کے اندر جانا چاہیے۔ جب کہ تزویر باہر سے نگرانی کرے گا اور آپ کار میں رہیں گی" — صفر نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارا مقصد تو شاہکل کو اغوا کرنا ہے اور شاہکل کی دلپی لازماً ہر پر ہو گی۔ اس لئے بہتر ہوئی ہے کہ ہم یہیں کار میں ہی انتظار کریں۔ اندر جانے سے کچھ حاصل نہ ہو گا" — جو لیا نے کہا۔ اور صفر نے سر ہلا دیا۔

"میں پھر عمارت کی عقبی سمت میں جاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ اس کا کوئی عقبی دروازہ ہو۔ اور ہم یہاں انتظار کرتے رہیں اور وہ عقبی طرف سے نکل جائے" — تزویر نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے، لیکن محتاط رہنا" — جو لیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تزویر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ ابھی انہیں دہاں رکے ہوئے لفڑی ہی دیو گزد ہی ہو گی کہ ایک آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب پہنچا۔

"میرا نام فیصل جان ہے۔ باس ناٹران نے حکم دیا تھا کہ آپ کے یہاں پہنچتے ہی آپ کو حضورت حال کے بارے میں رپورٹ دوں" اس آدمی نے کھڑکی کے قریب تجھک کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ تم میک اپ میں ہو۔ کیا پوزیشن ہے۔ اندر بیٹھ جاؤ" — جو لیا نے کہا۔

اور فیصل جان دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"شاہکل کو یہاں آئئے ہوئے پون گھنٹہ گزد گیا ہے اور وہ ابھی اندر

بلالیا۔ اور شاہکل اب وہیں گیا ہے" — ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اور شاہکل کہ گیا ہے۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ کیونکہ عمران صاحب اور سپرینٹر شٹ فیاض کے ساتھ بات چیت کرنے والا لازماً ہی ماجیش و کوم ہو گا۔ اور ہو سکتا ہے دہ کسی بات پر نشکوک ہو گیا ہو" — صفر نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا اس لئے میں نے فیصل جان کو پہلے سی دہاں بھیج دیا ہے۔ نگرانی کے لئے۔ یہ ہیڈ کوارٹر بارٹ روڈ پر ہے۔ کوئی نمبر ایک سو ایک۔ نیلے رنگ کے پھرول سے بنی ہوئی عمارت ہے" — ناٹران نے جواب دیا۔

"او۔ کے — ہم وہیں جا رہے ہیں۔ تم بھی اپنے طور پر آتا چاہو تو آجائو" — صفر نے کہا اور سیور کھکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "آؤ جلد ہی۔ میرے خیال میں شاہکل کو اغوا کرنے کا یہ سب سے اچھا موقع ہے۔ بارٹ روڈ ناصی سنان جگہ ہے۔ اور پھر رات کا وقت بھی ہے" — صفر نے کہا۔ اور تزویر اور جو لیا بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور لفڑی دیو بعد ان کی کار رہائش گاہ سے نکل کر بارٹ روڈ کی طرف اٹھی جا رہی تھی۔ سٹینگ پر صفر رکھا۔ مختلف سڑکوں سے گزد نے کے بعد وہ بارٹ روڈ پر پہنچ گئے اور پھر مطلوبہ عمارت سے کچھ پہلے اس نے کار ایک سائیکل پر روک دی۔

"اب کیا پردہ کہاں ہے" — جو لیا نے کار رکھتے ہی پوچھا۔

بھی تھی کہ یک لخت انہیں میں سے پانچ آدمی نکلے اور انہوں نے کار کو گھر لیا۔

"بُنبردار، ہاتھ اٹھا کر باہر آجاؤ۔ درنہ" — ان میں سے دو نے جویا اور صفر کی سائیڈ کے دروازے کھولتے ہوئے کہا۔ جب کہ باقی تین افراد کے ہاتھوں میں یک طبقی ہوئی میشین گنوں کا رخ ان کی طرف تھا، وہ اس قدر اچانک آئے تھے کہ صفر اور جویا کو ان کی آمد کا ذرا سا شبہ بھی نہ ہو سکا تھا۔

"کیا مطلب کون ہوتا" — صفر نے اپنے آپ کو سمجھ لئے ہوئے کہا۔

"باہر آجاؤ۔ درنہ ایک لمبے میں ڈھیر کر دیں گے" — اس شخص نے عزادت ہوئے کہا۔ جس نے انہیں باہر نکلنے کا حکم دیا تھا۔ اور صفر اور جویا کو مجبوراً باہر آفایا۔ کیونکہ سچوئیں ہی اسی تھی کہ وہ ذما بھی حکمت نہ کر سکتے تھے۔

"آگے چلو" — میشین گنوں کی نالوں سے انہیں بٹھوکا دیتے ہوئے کہا گیا۔ اور بھر جیسے ہی دونوں آگے بڑھے۔ اچاک دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان کے اٹھے ہوئے ہاتھی پیچے کئے۔ اور دوسرے لمبے کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھی ان کے ہاتھ سپشت پک کر کے ان میں کلب مبتکر ڈیاں ڈال دی گئی تھیں جس مہارت سے یہ کارروائی کی گئی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ افراد کوئی عام مجرم نہیں بلکہ باقاعدہ تمہیت یافتہ افراد ہیں۔ اس کے بعد ان کی باقاعدہ تلاشی لی گئی اور ان کی جیبوں میں موجود ہیوا اور غیرہ باہر نکال

ہے۔ اس دوران انٹیلی جنس کی ایک کار انہدگی ہے" — فیصل جان نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"شاہکی کس کار پہ آیا ہے۔ میرا مطلب ہے نمبر اور مادل" — جویا نے پوچھا۔

"وہ مجھ سے پہلے اندر پہنچ چکا تھا۔ اس لئے مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ حکم دیں تو میں اندر چلا جاؤں" — فیصل جان نے کہا۔

"تم کس طرف سے نگرانی کر رہے ہو۔ سامنے کی طرف سے یا عقب سے" — اس بار صفر نے پوچھا۔

"سامنے سے۔ اس کا عقبی راستہ موجود تھا ہے یہی کار نہیں نکل سکتی اور شاہکی کی دالیسی کار میں ہی ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاہکی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اس کی نگرانی کر رہے ہیں" — فیصل جان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نگرانی کرو۔ جیسے ہی شاہکی کی کار باہر آئے تم ہمیں اشارہ کر دیں" — جویا نے کہا۔

اور فیصل جان سر ہلاتا ہوا اکار سے نکلا اور پھر اُسی طرف کو بڑھ گیا جدھر سے آیا تھا۔

"اسنی دیر سے وہ اندر کیا کو رہا ہے؟" — فیصل جان کے جلد تھی صفر نے بڑھا تھا تھے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کوئی میٹھاگر وغیرہ ہو رہی ہو" — جویا نے جواب دیا۔ اور صفر نے سر بلادیا۔ یہی کار کی بات ختم ہی

ان کی کار میں جا کر بات چیت کی ورنہ تو شاید جمیں ان کے متعلق بتے ہوئے گے۔ صقدر اور جو لیا دونوں اپنی جگہ پر انتہائی حیران تھے۔ کہ

اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گی۔ تنویر اور فیصل جان بھی کہیں نظر نہ ۲ رہے تھے۔ اور پھر مسلح افراد انہیں دھکیلتے ہوئے انیشیلی جنس کے

ہمیڈ کوارٹر میں لے آئے۔ عمارت کے اندر وہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوئے وہ واقعی بُری طرح چونکا پڑے۔ کیونکہ سامنے فیصل جان اور تنویر دونوں ہی ستونوں سے بند ہے کھڑے تھے۔ اور

کمرے کے اندر بھی چار مسلح آدمی موجود تھے۔ تنویر اور فیصل جان دونوں کے سر سائیڈوں پر ڈھکلے ہوئے تھے۔ انہیں بے ہوش کیا گیا تھا۔ پھر صقدر اور جو لیا کو بھی ستون سے باندھ دیا گیا۔ اور مسلح افراد

مشین گنیں لے کر کمرے کی دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ لیکن وہ سب لوگ بے حد چوکنے اور مستعد نظر آتے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور صقدر اور جو لیا دونوں چونکا پڑے کیونکہ آنے والا شاگل تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا۔

"ہوں۔ تو یہ لوگ نگرانی کر رہے تھے۔" — شاگل نے آگے پڑھ کر غور سے صقدر اور اس کے سابقوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ماں۔ — واقعی اگر ایسا ہی ہوا ہے تو وہ خطرے میں ہے۔ دیپس آجائیں تو میں کوئی فیصلہ کر دیں۔" — شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ بس پہنچے ہی والی ہیں۔" — دوسرے آدمی نے کہا۔ اور ابھی اس کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ دروازے سے ایک آدمی داخل ہوا۔

لئے گئے۔ صقدر اور جو لیا دونوں اپنی جگہ پر انتہائی حیران تھے۔ کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گی۔ تنویر اور فیصل جان بھی کہیں نظر نہ ۲ رہے تھے۔ اور پھر مسلح افراد انہیں دھکیلتے ہوئے انیشیلی جنس کے ہمیڈ کوارٹر میں لے آئے۔ عمارت کے اندر وہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوئے وہ واقعی بُری طرح چونکا پڑے۔ کیونکہ سامنے فیصل جان اور تنویر دونوں ہی ستونوں سے بند ہے کھڑے تھے۔ اور کمرے کے اندر بھی چار مسلح آدمی موجود تھے۔ تنویر اور فیصل جان دونوں کے سر سائیڈوں پر ڈھکلے ہوئے تھے۔ انہیں بے ہوش کیا گیا تھا۔ پھر صقدر اور جو لیا کو بھی ستون سے باندھ دیا گیا۔ اور مسلح افراد مشین گنیں لے کر کمرے کی دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ لیکن وہ سب لوگ بے حد چوکنے اور مستعد نظر آتے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور صقدر اور جو لیا دونوں چونکا پڑے کیونکہ آنے والا شاگل تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا۔

"میرا خیال ہے ان سے پوچھ جیکے کہ یہ کون لوگ ہیں۔" — شاگل کے ساتھ آنے والے نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ان کا تعلق پاکستانی یکروٹ سروس سے ہو گا۔ اور یہ تو اتفاق ہے کہ عقبی سمت میں موجود یہ آدمی ٹبریں ہوا اور اس کے ٹبریں ہونے پر یہ دوسرہ آدمی بھی چکیں کیا گیا اور پھر اس نے

"سر ایکس چینچ سے ٹپیس پہنچ گئی ہیں" — اس نے بڑے مودبادہ انداز میں شاگل کے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارے آدمی ان کا خیال رکھیں گے۔ یہ انتہائی شاطر لوگ ہیں، اگر یہ ذرا سی حکمت کرنے لگیں تو بے شک گولیوں سے بھون ڈالنا۔ شاگل نے کہا۔ اور اس کے ساتھی نے ہال میں موجود مسلح افراد سے مخاطب ہو کر یہی حکم دو ہرا یا اور پھر شاگل اور دہ دلوں ہی اکٹھے چلتے ہوئے واپس مڑتے اور دروازے سے باہر نکل گئے۔

"تم اچاک اتنے سنجیدہ کیوں ہو گئے ہو" — پیر ٹنڈٹٹ  
فیاض نے حیرت بھرے ہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے عمران سے مطلب ہو کر کہا۔  
"بات بھی سنجیدہ گئی کی ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں کوئی گڈبڑ  
کی جا رہی ہے" — سامنے بیٹھے ہوئے اسلام رضانے منہ بناتے  
و نے جواب دیا۔

"گڈبڑ — کیسی گڈبڑ" — پیر ٹنڈٹٹ فیاض نے بُری  
ملح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں اس کا احساس نہیں ہوا" — اسلام رضانے پوچھا۔  
"نہیں۔ مجھے تو کوئی احساس نہیں ہوا۔ اور گڈبڑ ہو کیسے سکتی ہے۔  
گڈبڑ کا مطلب کیا۔ ہم سرکاری میٹنگ میں آئے ہیں کسی مشن  
پر تو نہیں آئے" — سوپر فیاض کے ہجے میں حیرت تھی۔

نے منہ بنتے ہوئے کہا

"میں نے بھی انہیں یہی جواب دیا تھا اور وہ خاموش ہو گئے  
میں" — اسلم رضانے جواب دیا۔

"بانکل انہیں خاموش ہونا پڑے گا۔ لیکن تم اس قدر سنجیدہ کیوں  
ہو۔ دیسے تو میں تھاری بالتوں سے ہمیشہ نیچ ہو جایا کرتا ہوں اور  
میری خواہش ہوتی ہے کہ تم سنجیدہ ہو جاؤ۔ لیکن اب جب کہ تم  
سنجیدہ ہوئے ہو تو مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی خلا رہ  
گیا ہو۔ جیسے کوئی انہوں نی ہو گئی ہو" — سوپر فیاض نے مسکراتے  
ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں سمجھنے کیوں میرے سر میں درد سامحسوس ہو رہا  
ہے، میرا خیال ہے مجھے آرام کرنا چاہیے۔ اچھا میں اپنے کمرے  
میں جا رہا ہوں، تم آرام کرو" — اسلم رضانے کے سی سے  
ائنسے ہوئے کہا اور جلدی سے قدم اٹھاتا درد دا زے کی طرف بڑھ  
لیا۔ سوپر فیاض بڑے حیرت بھرے انمازیں اُسے اس طرح  
جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"کمال ہے۔ کبھی اس طرح سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ جیسے اس نے کبھی  
زنگی میں مذاق ہی نہ کیا ہو اور کبھی اتنا مذاق کرتا ہے کہ آدمی نیچ  
ہو جاتا ہے" — سپر نٹنڈٹ فیاض نے بڑھاتے ہوئے کہا۔  
اور انہوں کو لباس بننے کے لئے محققہ باکھر دو م کی طرف بڑھنے لگا۔  
یہیں ابھی اس نے چند قدم اتھاٹے تھے کہ یہیں لخت ٹھٹھاں کر  
لیا اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔

"تمہیں معلوم ہے کہ شوگران کے صدر جب ایسی آبدوزیں جا کر  
اس کی کارکردگی چیک کریں گے تو اس کے لئے کون سادقت مقرر  
کیا گیا ہے" — اسلم رضانے ہوٹ چلاتے ہوئے سنجیدہ  
ہجے میں کہا۔

"ہاں معلوم ہے — کیوں" — سپر نٹنڈٹ فیاض کی  
حیرت الحجہ پہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"کون سادقت مقرر کیا گیا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ پھر میں بتا  
ہوں کہ کیا کوئی طبڑ ہے" — اسلم رضانے کہا اور جواب میں  
سوپر فیاض نے ساری تفصیلات مع اوقات کے بتا دی۔

"گیا اس میں کوئی تبدیلی تو نہیں ہو سکتی" — اسلم رضا  
نے پوچھا۔

"تبدیلی — کیسی تبدیلی۔ شوگران والوں سے یہ اوقات کنفرم  
ہو کر آگئے ہیں۔ اب تبدیلی کیسے ہو گی" — سوپر فیاض نے  
جواب دیا۔

"تو سنو۔ گوٹ بجی ہو رہی ہے کہ ان لوگوں کا مقصد ہے کہ یہ  
اوقات تبدیل ہو جائیں۔ اور اچانک تبدیل ہوں تاکہ شوگران کے  
صدر تاراض ہو جائیں اور پاکیشیا کے ساتھ معاہدہ کرنے سے  
انکار کر دیں" — اسلم رضانے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن انہیں معلوم نہیں ہے کہ سر جمان  
انہما فی اصول پسند واقع ہوئے ہیں اب چاہے دنیا ادھر کی  
ادھر ہو جائے یہ اوقات تبدیل نہیں ہو سکتے" — سوپر فیاض

اوہ اور اس کی مدد میں بھی نہیں۔ لیکن عمران تو اس بیماری کا شکار نہ تھا۔ پھر فیاض اپنی آواز میں بڑھ دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اُسے خود اپنی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ وہ با تھروم میں جانے کی بجائے واپس اپنی کوسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر الجھنوں کے تاثرات نمایاں تھے۔

اوہ۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ یہ شخص ہم ان نہ ہو۔ لیکن پھر عمران کہاں گیا یہ کون ہے۔ — سپرنٹنٹ فیاض: یاں آتے ہی اچھل کو کھڑا ہو گیا۔ اور پھر تیزی سے دروازے کی اف بڑھ گیا۔ لیکن دوسرے لمجھ وہ واپس آ گیا۔ کیونکہ عمران کا بھرہ اس کی سائیڈ میں تھا۔ اور دونوں کے درمیان ایک روشنداں بھی موجود تھا۔ باہر راہداری میں تو لوگ آ جا رہے تھے۔ اس لئے ہے۔ — سو پھر فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ۹ سے دراصل با تھروم کی طرف جاتے جاتے اچانک اس بات کا خیال آ گیا تھا کہ عمران نے کوئی سے اٹھتے ہوئے پہلے دام گھٹنے کو انگلیوں سے پکڑ کر دبایا اور پھر گھٹنا اکٹھا کر کے وہ اٹھا اور چلا گیا۔ اس وقت تو فیاض کے ذہن نے اس بات کو مارک نہ کی۔ لیکن پھر اچانک اُسے اس بات کا خیال آ گیا۔ دراصل اس کے دالد کو بھی تکلیف رہی تھی۔ ان کے گھٹنوں میں یہ بیماری ہو گئی تھی کہ اٹھتے ہے انہیں گھٹنوں کو انگلیوں سے دبانا پڑتا تھا اور پھر وہ گھٹنوں لو سکتے اور پھر اٹھتے۔ لیکن عام طور پر چلتے پھر تے بیماری محسوس نہ ہوتی تھی۔ صرف اٹھتے وقت ایسا کہ ناپڑتا تھا۔ اور فیاض کے والد پتوں کے کافی عرصہ تک اس بیماری کا شکار رہے تھے اس لئے فیاض

اوہ اور یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ — سپرنٹنٹ فیاض اپنی آواز میں بڑھ دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اُسے خود اپنی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ وہ با تھروم میں جانے کی بجائے واپس اپنی کوسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر الجھنوں کے تاثرات نمایاں تھے۔

بالکل مجھے یاد آ رہا ہے کہ عمران نے کوئی سے اٹھتے وقت دام گھٹنے کو پہلے دبایا اور پھر کھڑا ہوا۔ بالکل ایسے ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا گھٹنا صحیح کام نہیں کر رہا۔ یہ ایکشن تو ایسے آدمی کا ہو سکتا ہے جس کے گھٹنے میں بیماری ہو۔ لیکن عمران۔ نہیں۔ عمران نے کبھی ایسی بیماری کا نہیں بتایا اور نہ پہلے کبھی ایسا کیا ہے۔ — سو پھر فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ۹ سے دراصل با تھروم کی طرف جاتے جاتے اچانک اس بات کا خیال آ گیا تھا کہ عمران نے کوئی سے اٹھتے ہوئے پہلے دام گھٹنے کو انگلیوں سے پکڑ کر دبایا اور پھر گھٹنا اکٹھا کر کے وہ اٹھا اور چلا گیا۔ اس وقت تو فیاض کے ذہن نے اس بات کو مارک نہ کی۔ لیکن پھر اچانک اُسے اس بات کا خیال آ گیا۔ دراصل اس کے دالد کو بھی تکلیف رہی تھی۔ ان کے گھٹنوں میں یہ بیماری ہو گئی تھی کہ اٹھتے ہے انہیں گھٹنوں کو انگلیوں سے دبانا پڑتا تھا اور پھر وہ گھٹنوں لو سکتے اور پھر اٹھتے۔ لیکن عام طور پر چلتے پھر تے بیماری محسوس نہ ہوتی تھی۔ صرف اٹھتے وقت ایسا کہ ناپڑتا تھا۔ اور فیاض کے والد پتوں کے کافی عرصہ تک اس بیماری کا شکار رہے تھے اس لئے فیاض

"اوہ۔ یہ سد۔۔۔ میں انپکٹر شیرنگھ بول رہا ہوں۔ میں نے پہنچنے والے فیاض سے ایک انتہائی اہم بات معلوم کر لی ہے۔" مہان کے منہ سے اخوبی سی آواز سنائی دی۔ اور سوپر فیاض کا دماغ بھاک سے اڑ گیا۔

”یہیں سے ۔۔۔ یہیں نے ایسی آب و فری میں شوگران کے صدر کے پہنچنے سے لے کر واپس آنے تک کے تمام اوقات معلوم کر لئے ہیں“ ۔۔۔ عمران نے کہا، اور اس کے ساتھ ہی اس نے دہی اوقات دوہرائے شروع کر دیئے جو سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اسے بتائے تھے۔

اوہ کے سر — میں خیال رکھوں گا۔ ویسے فیاض بالکل احتق  
آدمی ہے۔ آپ بے نکر رہیں اُسے کسی صورت شک نہیں پڑ سکتا۔  
میں ویسے محتاط رہوں گا ” — عمران نے کہا۔ اور اس کے  
ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ لیکن اب معاملہ فیاض کی بعد اشت  
کھو لتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ کرسی پر جیٹھے ہوئے اسلم رضا نے  
آداز سنتے ہی تیزی سے اٹھنا چاہا لیکن ابھی وہ آدھا اٹھا کھا کر  
دوبارہ دھڑاہم سے کمرسی پر جیٹھے گیا۔ یقیناً اس کے گھٹنے نے اس  
طح اچانک سیدھا ہونے سے جواب دے دیا کھا۔ لیکن جب  
کہ سوپر فیاض اس کے سر پر پہنچا وہ دوبارہ اٹھ کر کھڑے ہونے  
میں کامیاب ہو گیا۔

”عمران کہاں ہے“ — سوپر فیاض نے اس کے سامنے

ایک پیر اٹھا کر میز پر رکھا اور جب اچھل کر دہ اس پر دوسرا پیر کہ کر  
چڑھنے لگا تو میز اور کہ سی اس بُجھی طرح ہلی کہ سوپر فیاض کو پہلا پیغام  
بھی ہٹانا پڑا۔ درستہ وہ کہ سی اور میز سمیت پینگ سے نیچے جا گرتا۔  
وہ پینگ سے اترًا۔ اس نے کہ سی اٹھا کر واپس رکھی اور پھر میز  
کو بھی واپس فرش پر رکھ کر وہ پینگ کی ایک سائیڈ پیٹ آیا۔ اور  
اس نے پینگ کو دروازے کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا۔ نیچے فرش  
پر قالین سمجھا ہوا تھا۔ اس نئے پینگ کے گھسٹے جانے سے کوئی  
آواز پیدا نہ ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ پینگ ہٹا کر قالین پر میز  
اور اس پر کسی رکھ کر اور چڑھنے کا۔ لیکن پینگ گھسٹنے کے بعد اسے  
خیال آیا کہ اب اس کا سر دشندہ ان تک نہ پہنچ سکے گا۔ چنانچہ  
اس نے بجاہ راست عمران کے گھرے میں جلنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ  
تیزی سے مرڑ کر دروازے تک پہنچا۔ اس کا لاک کھولا اور پھر دروازہ  
کھول کر باہر راہداری میں آگیا۔ ساتھ وालے گھرے کا دروازہ بند تھا  
اور باہر راہداری میں بھی کوئی موجود نہ تھا۔ سوپر فیاض نے دروازے  
کو دبا کر چک کرنے کی کوشش کی کہ عمران نے اُسے لاک کیا ہے  
یا نہیں۔ لیکن دروازہ اندر سے لاک نہ تھا۔ اس کا ایک پٹبے آواز  
لختا گیا۔ اور فیاض یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ عمران پینگ پر سونے  
لی جائے سائیڈ پر کسی پر جٹھا ہوا تھا۔ اس کی ایشت دروازے کی  
طرف تھی۔ اور اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کانوں سے لگایا ہوا  
تھا۔ ابھی فیاض سوچ ہی رہا تھا کہ عمران کو استوجہ کرے کہ عمران  
چونک کر بول پڑا۔

اپنے کام گرنے کی وجہ سے — میز ایک کڑا کے سے ٹوٹ گئی۔ اور دو دلوں ہی ایک دوسرے کے اوپر پہنچے قالیں پر جا گئے لیکن پہنچے والے آدمی کے حلقو سے اس قدر بھیانک پنج نکلی کہ جیسے اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ گئی ہو۔ سپر فٹنڈنٹ فیاض تو واقعی بجلی بننا ہوا تھا۔ پہنچے گرتے ہی اس نے پوری قوت سے اس کی تاک پر ٹکریا۔ اور ساتھ ہی اس کا عقی جسم فضا میں اکھا۔ اور دوسرے لمبے اس کے دونوں جرڑے ہوتے گھٹنے پوری قوت سے اسی آدمی کی ناف پر پڑے اور اس آدمی کا چہہ مسخ ہو گیا اور جسم ایک لمبے کے لئے مڑا تھا اپھ سا کہت ہو گیا۔ سپر فٹنڈنٹ فیاض تیزی سے اٹھا اور پھر وہ دروازہ ہوا اپس دردافت کی ناف پر ٹھہر گیا کہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور اس سے خطہ تھا کہ کسی بھی لمبے کو فی انہیں آجائے کہاں نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر اس نے اس طرف دوڑ لگا دی جہاں اس آدمی کا سائنسر لگا ریوال اور اس کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا۔ ریوال اور قبضے میں لیتے ہی سپر فٹنڈنٹ فیاض اس آدمی کی طرف پہنچا۔ اس نے جھک کر اس کے سینے پر ٹاکہ رکھا۔ اور اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے ہاثرا بھرا آئے کیونکہ وہ آدمی جس نے فون پر اپنا نام ان پکٹر شیر سنگھ بتایا تھا مرا انہیں تھا بلکہ ہیوٹھ تھا۔

سپر فٹنڈنٹ فیاض نے ریوال اور جیب میں ڈالا اور پھر جھک کر اس نے ہوش شیر سنگھ کی ٹانگ پکڑا۔ اور اس سے گھستتا ہوا ملکھہ با تھر دم کی طرف لے گیا۔ اس نے با تھر دم میں جا کر شیر سنگھ

رکھتے ہوئے انتہائی تکنیک بجھے ہیں کہا۔  
”کیا کہہ رہے ہو“ — اسلم رضا نے جو ہی طرح پوچھتے ہوئے پوچھا۔

”یہ پوچھ دیا ہوں عمران کہاں ہے۔ اور تم اس کے میک اپ میں کیسے یہاں پہنچے“ — سپر فٹنڈنٹ فیاض نے انتہائی تکنیک بجھے ہیں کہا۔  
یکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا اسلم رضا کا بازو بجلی جیسی تیزی سے چوکت ہیں آیا اور سپر فٹنڈنٹ فیاض کے چہرے پر زور داد مکھ پڑا۔ اور فیاض پختا ہوا اسٹ کے پیشہ کے بل پہنچے قالی میں پھر گمرا۔

”اب تم چھٹی کرو۔ اب تمہارے میک اپ میں بھی ہمارا ہی آدمی جائے گا۔“ — اسلم رضا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے سائلنسر لگا ریوال اور نکال لیا۔ یکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کوتا قالیں پر گرا ہوا — سوپر فیاض یک لمحت کسی مینڈک کی طرح پچھہ کا اور اس نے دونوں ٹانگیں اس کے گھٹنوں پر ماریں تو اس آدمی کے ریوال اور سے ٹھک کی آواز کے ساتھ گولی تو نکلی یکن اچانک ضرب لگنے کی وجہ سے اس کا جسم پہنچے کو جھکا تھا اس لئے کوئی چھٹ سے ٹکرائی اور وہ آدمی چیخنا ہوا پیشہ کے بل کوئی سے ٹکراتا ہوا میں پیدا ہاگرا۔ ریوال اور اس کے ٹاکھتے سے نکل کر ایک طرف جا گرا اکھا۔ ہم فیاض نے ضرب لگا کر تیزی سے ٹانگیں سہیٹیں۔ اور دوسرے ہم دھاٹھ کو کسی عقاب کی طرح اڑتا ہوا اس آدمی پر چاگرا۔ اور اس کے

شیر سنگھہ نہیں ہوں۔ — شیر سنگھہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں نے تمہیں کیسے بے بس کو دیا ہے۔ شیر انام پر نہ نہ فیاض ہے۔ سپر نہ نہ فیاض۔ اور مجھے پاکیشا افیلی جنس میں قضاۓ کہتے ہیں۔ مجھے تمہیں مجھ پر جملہ کرنے کا موقع اس لئے مل تھی تھا کہ میں فوری طور پر یہ فیصلہ نہ کر سکتا تھا کہ تم عمران کے کوئی ساتھی ہو یا دشمن۔ یکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم دشمن ہو۔ اس لئے ابھی چند لمحوں کے اندر ہی تمہارے جسم کی ایک ایک بوئی یاد ہو جائے گی۔ دشمنوں کے لئے میں واقعی قضاۓ ہوں۔ — پر نہ نہ فیاض کے لئے میں غراہٹ اور زیادہ بڑھ گئی۔

”میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے مارڈا لو۔ گولی مار دو۔ میں کچھ نہیں جانتا۔“

انپکڑ شیر سنگھہ نے اُسی طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”واہ۔ اتنی آسافی سے مارڈا لو۔ یہ تکیے ہو سکتا ہے۔ — فیاض نے جواب میں غرأتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھی اس نے ریوا اور ایک سایہ پر رکھا اور مرٹر کر اس نے سایہ میں پڑا ہوا کمودھا

کرنے دالا برش اٹھایا۔ یہ بوشی انتہائی سخت تاروں کا بنا ہوا تھا۔ اور اس کا ہینڈل خاصاً لمبا تھا۔ اور سپر نہ نہ فیاض نے بڑے الہینان سے برش کو شیر سنگھہ کے چہرے پر زور سے اس طرح رکڑھا شروع کر دیا۔ جیسے وہ کسی انسانی چہرے کی بجائے کسی بوئے کی بیٹھ کا زنگ اتارنے کے لئے رکڑا فیٹ کر رہا ہو۔ باکھر دم شیر سنگھہ کے ٹھنے سے نکلنے والی چینوں سے گونج اٹھا۔ یکن سپر نہ نہ فیاض نے بڑے

کو چیز کمود پر بھا دیا۔ اور خود والپس کمرے میں آ کر اس نے الماری کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ الماری میں دہی لباس اور سامان موجود تھا جو عمران ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے اس سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اسے بیگ میں سے ایک کاغذ ملا جس پر ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ کاغذ حبیب میں ڈالا اور پھر بیگ کی سایہ پر حبیب سے اُسے نائلوں کی انتہائی باریک یعنی مضبوط رسی کا تھا دستیاب ہو گیا۔ اس نے وہ رسی اٹھائی اور دالپس باکھر دم میں آ گیا۔ شیر سنگھہ ابھی تک چیز کمود پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا تھا۔ سپر نہ نہ فیاض نے بڑی مہارت سے اس کے ٹاکڑے۔ اور پیروں کے ساتھ ساتھ باقی جسم بھی چیز کمود کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر اس نے باکھر دم کا دردازہ بنہ کیا اور داش میں کانل لمحوں دیا۔ اس نے ایک ڈبہ اٹھایا۔ اُسے پانی سے بھرا اور ڈبے کا پانی بے ہوش شیر سنگھہ کے سرادر چہرے پر انٹیل دیا۔ ٹھنڈے پانی کی وجہ سے چند لمحوں بعد ہسی شیر سنگھہ کے جسم میں حرکت محسوس ہوئی اور پھر اس نے کہا ہستے ہوئے آنکھیں لمحوں دیں۔

”تمہارا نام شیر سنگھہ ہے اور تم کافرستان ایشی جنس میں انپکڑ ہو۔ یہ تو مجھے معلوم ہے، یکن اب بتاؤ کہ تم نے عمران کی جگہ کیسے لی۔ اور عمران کہاں ہے۔ — سپر نہ نہ فیاض نے جب سے سایہ نکاریو اور نکال کر شیر سنگھہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان اس کی نال رکھ کر غرأتے ہوئے کہا۔

”مم۔ — میں نہیں جانتا۔ کچھ نہیں جانتا۔ میں اسلام رضا ہوں۔“

صدر کے جانے اور اوقات کے بارے میں پوچھ گچھ کو سکیں۔ میں نے اسلام رضا کے میک اپ میں تمہارے ساتھ واپس پاکیشیا جانا تھا۔ تاکہ وہاں سے اس بارے میں معلومات حاصل کر کے یہاں پہنچوں۔ لیکن میں نے تم سے بات کی تو تم نے وہ اوقات بتا دیئے۔ اور میں نے اپنے باس سپرنٹنڈنٹ پر دیپ کوفون کر کے بتا دیا۔ بس اتنی بات جانتا ہوں کہ تم آگئے۔ — شیر سنگھ نے ڈوبتے ہوئے ہبھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا سر ایک سائیڈ پر ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے برش سرخ طرف پھینکا اور پھر سائیڈ میں پڑا ہوا ریوا لورا لٹھا کر اس نے اس کی نال بے ہوش شیر سنگھ کی کنپٹی سے لگائی اور ٹریکر دبادیا۔ ٹھک بھج میں کہا۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہٹایا۔ شیر سنگھ کی ناک، منہ، دلفون گہلوں سے گوشت کے دینے لکھ رہے تھے۔ برش کی تاروں پر خون کے ساقوں ساکھہ کھال کے بے شمار رینے پھٹے ہوئے تھے۔ اور شیر سنگھ کی ناک کی ٹھیکی کے ساتھ ساتھ اس کے جڑے اور دانت بھی نظر آنے لگ گئے تھے۔ اس کا حلیہ انتہائی دہشت ناک ہو گیا تھا۔

”بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔“ — شیر سنگھ نے ڈوبے ہوئے ”بتاؤ۔“ ورنہ اس بار گردن پر کام شروع کروں گا۔ — سپرنٹنڈنٹ فیاض نے گردن پر برش رکھتے ہوئے سر دہبے میں کہا۔

”میں عمران کو نہیں جانتا۔ اسلام رضا کے میک اپ میں مجھے پھیجیا گیا تھا۔ اور اسلام رضا کو چیز باس نے اپنے جمیٹ کوارٹر میں منگوایا ہے تاکہ وہ وہاں اس سے ایمپی آباد دزیں شوگران کے

المینان سے اپنی کارروائی کو جاری رکھا۔ اُسے معلوم تھا کہ باقاعدہ مکے بعد کمرہ آتی ہے اور کمرہ بنہ ہے اور اس کے ساتھ ہی داشی میں میں بہنے والے پانی کے شور کی وجہ سے شیر سنگھ کی چینیں باہر نہیں آئیں گی۔ شیر سنگھ کا پورا جسم بُری طرح پھر کرنے لگا تھا۔ اس کے چہرے کی کھال اس طرح برش کے سخت تاروں سے ادھر طریقی بھی کہ جیے ایک ایک ریشمہ خیبر سے علیحدہ کیا جا رہا ہے۔

”بھی عمل پورے جسم پر ہو گا۔“ — سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اس طرح المینان سے کہا جیے اُسے اس عمل سے دلی مسرت ہو ہتی ہو۔

”بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔“ — شیر سنگھ نے ڈوبے ہوئے ”بتاؤ۔“ ورنہ اس بار گردن پر کام شروع کروں گا۔ — سپرنٹنڈنٹ فیاض نے گردن پر برش کے ساقوں ساکھہ کھال کے بے شمار رینے پھٹے ہوئے تھے۔ اور شیر سنگھ کی ناک کی ٹھیکی کے ساتھ ساتھ اس کے جڑے اور دانت بھی نظر آنے لگ گئے تھے۔ اس کا حلیہ انتہائی دہشت ناک ہو گیا تھا۔

”بتاؤ۔“ ورنہ اس بار گردن پر کام شروع کروں گا۔ — سپرنٹنڈنٹ فیاض نے گردن پر برش رکھتے ہوئے سر دہبے میں کہا۔

”میں عمران کو نہیں جانتا۔ اسلام رضا کے میک اپ میں مجھے پھیجیا گیا تھا۔ اور اسلام رضا کو چیز باس نے اپنے جمیٹ کوارٹر میں منگوایا ہے تاکہ وہ وہاں اس سے ایمپی آباد دزیں شوگران کے

میں کہا۔

”اوہ اوہ — پہنچنے نہ فیاض آپ بھی فرمائیں۔“  
”دوسری طرف سے بولنے والے نے تیز تیز بچتے میں کہا۔  
”میں نے پوچھا ہے کہ آپ علی عمران کو جانتے ہیں یا نہیں اور  
اگر جانتے ہیں تو کیسے جانتے ہیں“ — پہنچنے نہ فیاض نے  
چھلا کر کہا۔

”اوہ، فیاض صاحب۔ کھل کر بات نہیں کی جاسکتی۔ البتہ آپ  
کے اطمینان کے لئے ایک نام لے دیتا ہوں۔ اسلام رضا۔ ڈی پی  
پہنچنے نہ“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پہنچنے نہ فیاض  
کی آنکھیں حیرت سے پھیلائی گیئیں۔ اشارہ بتارہ تھا کہ دوسری طرف  
سے بولنے والا نہ صرف عمران کو جانتا ہے بلکہ یہ بھی جانتا ہے کہ عمران  
فیاض کے ساتھ اسلام رضا کے میک آپ میں ساتھ آیا ہے،  
”میک ہے۔ عمران کو انہوں کو لیا گیا ہے۔ اس کے سامان سے  
ایک کاغذ پہریے فون نمبر لکھا ہوا مجھے ملا تھا۔ میں نے سوچا کہ دیکھوں  
کس کا نمبر ہے۔ تم اپنا نام تو بتاؤ“ — پہنچنے نہ فیاض نے کہا۔

”عمران صاحب کو انہوں کو لیا گیا ہے۔ کب کیسے۔ پھر۔ پوری  
تفصیل بتائیں۔ میرا نام مت پوچھیئے۔ صرف آپ کے اطمینان کے  
لئے استابتادیتا ہوں کہ عمران صاحب جس لمحے کے لئے کام کرتے  
ہیں۔ میں یہاں اس لمحے کا آدمی ہوں“ — دوسری طرف سے  
بولنے والے نے کہا۔

”اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ اوہ۔ پھر تو اچھا۔“ — سن عمران

سے آگاہ کر دے۔ اس کے بعد عمران جیسے حکم دیں۔ لیکن اسی لمحے  
میں عمران کے بیگ سے ملنے والے اس کاغذ کا خیال آگیا جس پر  
اس کے خیال کے مطابق لکھے ہوئے ہندسے فون نمبر ہی ہو سکتے تھے۔  
اب یہ تو اسے معلوم نہ تھا کہ یہ فون نمبر پاکیشی کا ہے یا کافستان کا۔  
یکن اس نے کوشش کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے ایک  
ٹرف پیاسی پر پڑے ہوئے شلی فون کار سیور اٹھایا اور پھر جیب سے  
دہ کا گذ نکال کر سائیڈ پر رکھا اور کاغذ پر لکھے ہوئے نمبر لکھا نے لگا۔  
دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے رسیور  
اٹھایا۔

”یہ — راجہش رویہ درز“ — دوسری طرف سے ایک بھارتی  
سی آواز سنائی دی۔ اور پہنچنے نہ فیاض نے بے احتیاط ایسا منہ  
بنایا جیسے کوئی کوڑوی گولی کسی نے زبردستی اس کے حلقوں میں ڈال  
دی ہو۔

”علی عمران کو جانتے ہیں آپ“ — پہنچنے نہ فیاض نے  
اچانک ایک خیال کے سخت پوچھا۔

”علی عمران — اوہ۔ کوئی صاحب بول رہے ہیں“ — دوسری  
طرف سے بولنے والا عمران کا نام سن کر اس طرح چونکا تھا کہ پہنچنے  
فیاض اس کے ہبھے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ عمران کو جانتا ہے۔

”میں فیاض بول رہا ہوں سنٹرل انٹلی جنس آف پاکیشی کا پہنچنے نہ  
میں یہاں کافستان میں سر کاری دورے پر آیا ہوا ہوں“ —  
پہنچنے نہ فیاض نے اپنی عادت کے مطابق بڑے فائزانہ ہبھے

پیر شنڈٹ فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کھا رکھا۔ اور اپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے المیناں کے آثار موجود تھے۔ وہ عمران والے کھمرے سے نکل کر اپنے کھے میں پہنچا، ہی تھا کہ یا ک لخت اس کے کھمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے افراد اندر داخل ہوئے۔

"خبردار! ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ" — آنے والوں میں سے ایک نے انتہائی کر خستہ بھی ہیں کہا۔ اور فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

"کیا مطلب کون ہوتا جانتے نہیں ہو کیں۔" فیاض نے کہا۔

"یہ جانتا ہوں تم کون ہو۔ یکن اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔" اسی نے آگے بڑھتے ہوئے پہلے سے زیادہ کر خستہ ہبے میں کہا۔ اس کا ہجہ اور چہرہ صاف چغلی کھارہ ہاتھا کہ اگر پیر شنڈٹ فیاض کو چند لمحوں کی بھی دیر ہوئی تو اس نے میشین گن کا فائر کھول دیتا ہے اس لئے فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھایا۔

"دیوار کی طرف منہ کرو۔" — اُسی آدمی نے کہا۔ اور فیاض نے بیوڑا دیوار کی طرف منہ کر لیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ دیوار کی طرف گھوما تھا اچانک اس کی کھوپڑی پر ضرب پڑی اور وہ بے اختیار چھیتا ہوا جھکا کر منہ کے بل دیوار سے ٹکرا یا۔ یکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھالتا دوسرا ضرب پڑی اور پیر شنڈٹ فیاض کے ذہن میں ناچٹے ہوئے رنگ بنتے۔ اسے یا ک لخت تاریکی میں ڈوب گئے۔

کویہاں سے اغوا کی گیا ہے۔ اس کی جگہ اس کے میک اپ میں ایک اس پیکر کویہاں بھیجا گیا۔ یکن وہ میری عقابی نظر دی سے کہنے پڑ سکتا تھا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا۔ اور پھر میں نے اس سے معلوم کر لیا۔ اس نے بتایا ہے کہ عمران کویہاں ملٹری انسٹی گنس کے ہیئتہ کو ادا نہیں کیے جایا گیا ہے۔ وہ اس پیکر ختم ہو گیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اُسے دہل سے نکالا جائے۔" — پیر شنڈٹ فیاض نے کہا۔ "ادہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر ہیں۔ میں بند وابست کمبوں گا۔ بے فکر ہیں۔ آپ سب باتوں سے غیر متعلق ہو جائیں جیسے آپ کو ملتم ہی نہ ہو۔ میں اس پیکر کی لاش بھی اٹھاؤں گا۔ بے فکر ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یکن کیسے۔ یہ مجھے توبۃ پسے۔" — پیر شنڈٹ فیاض نے حیران ہو کر کہا۔ "اس کو چھوڑیں۔ میرے آدمی ہیاں موجود ہیں۔ وہ سب سنبھال لیں گے۔ آپ اپنے کھمرے سے بات کو رہتے ہیں۔" — دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جی نہیں۔ میں عمران کے کھمرے سے بات کر لیا ہوں۔ وہ اس پیکر کی لاش باقاعدہ میں ہے۔" — پیر شنڈٹ فیاض نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ آپ والیں اپنے کھمرے میں پہلے جائیں۔ کھمرے کا دروازہ لاک نہ کریں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" — دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھی رابطہ ختم ہو گیا۔

ستر شاگل۔ آپ اپنی رپورٹ دیکھئے۔ — دزیر اعظم صاحب نے تہییدی فقرے کے بعد شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے نقلی انونذری گوب پاکیشیا کی ایسی آبدوز کمپ پہنچا دی اور کسی کوشک نہ پوسکا۔ لیکن داپسی پہ جب میں نے جناب راجیش و کرم صاحب سے بات کی تو انہوں نے مجھے اپنے ہیئت کوارٹر بلوا یا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ پاکیشیا والوں کو کسی طرح اصل انونذری گوب کی عدم موجودگی کا نہ رفت پتہ چل چکا ہے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ساری ٹیم یہاں پہنچ چکی ہے۔ راجیش و کرم صاحب نے تو اپنے طور پر انٹیلی جنس و فہرست پر آدمی اسلام رضا کو اندازیا تھا۔ تاکہ اس سے شوگران کے صدر کے آدمی آبدوز کے دورے کے اوقات معلوم کئے جائیں۔ کیونکہ ایسی آبدوز کے دورے کے اوقات معلوم کئے جائیں۔

ایسا اندیشی بات چیت میں ان کا اندازہ تھا کہ اسلام رضا صاحب کو ان اوقات کا علم ہے۔ اور انہوں نے اس کی جگہ نقلی اسلام رضا صاحب کو بھیج دیا تھا۔ لیکن وہاں اچاک یہ انکشاف ہوا کہ یہ اسلام رضا نہیں بلکہ پاکیشیا کا سب سے خطرناک ایجنت علی عمران ہے۔ یہ انکشاف اس طرح ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سردار کا ایک گردپ اصل انونذری گوب حاصل کرنے کے لئے بیوی کی خصیب اپنے بیوی یubarٹری میں داخل ہوا۔ لیکن وہاں موجود چیف آفسر نے انہیں چکر دے کر باہر نکال دیا۔ لیکن پھر اس کی حماقت کی وجہ سے اس گردپ کو پتہ چل گیا کہ اصل انونذری گوب یubarٹری میں موجود ہے۔ انہوں نے ٹرانسپرٹ پر عمران سے بات کرنی چاہی کہ عمران

بڑھے سے بڑھے ہے میں ایک بڑی میز کے گرد کمبوں پر تین افراد بیٹھے ہوتے تھے۔ جب کہ ایک کہ سی خالی بھتی۔ ان میں سے ایک کہ سی پر شاگل دوسرا پر انٹیلی جنس کا چیف راجیش و کرم اور تیسرا کہ سی پر ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی آنکھوں پر ہوئی شیشوں کی عینک لگی ہوئی تھی۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوتے تھے۔ چند لمحوں بعد کھرے کا اکھوتا دروازہ کھلا اور کافرستان کے وزیر اعظم اندر داخل ہوتے۔ انہیں دیکھتے ہی وہ چاروں مودبائی انداز میں اکٹھ کھڑے ہوتے۔

”تشریف۔ لکھئے۔ — دزیر اعظم نے اشتہانی سنجیدہ ہجے میں ان چاروں سے کہا اور خود بھی وہ خالی کہ سی پر بیٹھ گئے۔

”مجھے آپ کی رپورٹیں مل چکی ہیں۔ لیکن معاملے کی اہمیت کے بیش نظر میں نے سوچا کہ اس بارے میں تفصیل سے بات ہو جائے۔

ہیں۔ اس نے ہمیں یہ اوقات بتا دیتے۔ لیکن پھر فوراً ہی بعد ایکس چنچ تے بتایا گیا۔ کہ اسلم رضا والے فون سے پسپنڈنٹ فیاض نے فون کیا ہے اور عمران کا ذکر آیا ہے۔ ہم اس اطلاع پر چونکے اور ہم نے ٹیلی فون پر یہ شب سنی تو ہمیں معلوم ہوا کہ پسپنڈنٹ فیاض کو ہمارے آدمی کی اصلیت کا علم ہو گیا ہے۔ اور اس نے ہمارے آدمی پر تشدد کر کے اس سے عمران کے انداز اور اس کے انگلی جنس ہیڈ کوارٹر لے جائے جانے کے متعلق معلوم کر کے اُسے ہلاک کر دیا ہے۔ اس پر ہم نے فوری ایکشن لیا اور پسپنڈنٹ فیاض کو بھی انداز کو لیا۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے اس فون نمبر کو ٹریس کر کے دہاں فوری چھاپے مادا تو دہاں سے بھی سیکرٹ سروس کا اہم ترین ایجنت اور اس کے چار ساکھی پکڑ لئے گئے۔ اب یہ سارے لوگ ہمارے پاس موجود ہیں۔ چونکہ یہ سب انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے ہم نے انہیں طول بے ہوشی کے انجکشنز لگا دیتے ہیں تاکہ آپ سے مزید احکامات لے کر بعد میں فیصلہ کیا جا سکے۔ — شاہکل نے پوری تحریر کرتے ہوئے کہا۔

”ہوں — تو یہ ہے تفصیلات۔ یہ تو انتہائی اہم تفصیلات ہیں۔ آپ نے تو مجھے روپورٹ میں یہ تفصیلات نہیں دیتی تھیں یہ تو اچھا ہوا کہ میں نے تفصیلی میٹنگ کا کم لی۔“ — وزیر اعظم صاحب نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”سر — پورٹ میں تو اہم پاؤ نسٹس ہی بتائے جا سکتے ہیں۔“ شاہکل نے جواب دیا۔

پاکیش یا میں اطلاع کر دے کہ نقلی انونٹری گوب آبدوز میں لحاظی جانی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ عمران ہمارے سامنے بے بس پڑا تھا۔ یہ کال ہم نے رسیو کی۔ اور پھر میں نے اس گم دپ کو واپس نیبارٹی میں جانے سے نہ صرف روک دیا بلکہ انہیں ٹریپ کر کے قید کر لیا۔ اس دوران ایک اور واقعہ پیش آیا۔ ہم نے ہمیڈ نوارٹ کے عقب میں موجود ایک ہٹکوک آدمی کو قریس کر لیا۔ اس پر ہم نے اُسے پکڑا تو مزید چکنگ پر سامنے کے رخ پر بھی ایک آدمی ٹریس ہوا۔ اس نے کچھ فاصلے پر کھڑی کا میں بیٹھے ہوتے دو افراد سے بات کی تھی جن میں ایک عورت اور ایک مرد تھا۔ چنانچہ ان سب کو ٹریپ کر لیا گیا۔ یہ بھی سیکرٹ سروس کے لوگ تھے۔ راجیش و کرم صاحب نے اسلم رضا اور پسپنڈنٹ فیاض کے فون ایکس چنچ میں ٹیک پکمنے کا بند دلست کیا تھا۔ دہاں سے پتا چلا کہ اس اسلم رضا یعنی عمران نے پاکیش یا میں کا کم لی ہے۔ اس کا ٹیپ منگوا یا گیا تو معلوم ہوا کہ عمران نے دہاں نیوی کے ایٹھرل سے بات کی ہے اور اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا آبدوز سے انونٹری گوب غائب بھی ہوئی تھی یا نہیں۔ دہاں اس کی ہمارے ہی آدمی سے بات ہوئی جس نے اُسے یقین دلادیا کہ انونٹری گوب موجود ہے۔ وہ غائب نہیں ہوئی۔ اس سے ساری صورت حال بدل گئی۔ اس دوران ایک اور واقعہ پیش آگیا کہ اسلم رضا کے میک اپ میں موجود ان پسکر شیر سنگھ نے اطلاع دی کہ اس نے پسپنڈنٹ فیاض سے آبدوز میں شوگران کے صدر کے اوقات معلوم کر لئے

یہ گرپ کافرستان کے قبضے میں ہے۔ چنانچہ وہ فوراً ہی شہم لے کر یہاں آگئا۔ یہاں شہم کے دو یاتین گروپ بن گئے، ایک گروپ نے انومنٹری گروپ حاصل کرنے کے لئے یہاں رڑھی پر چھاپہ مارا۔ دوسرا عمران کی نگرانی کو تارہ، عمران خود اسلام رضا کے میک اپ میں یہاں پیرشہنڈ نٹ یا عن کے ساتھ مسرا کاری و فدیں شامل ہو گر آیا۔ یہاں راجیش دکرم صاحب سے ابتدائی بات چیت میں اس کے ذہن میں کوئی ایسی بات آئی جس سے وہ اس بات سے ہی مشکوک ہو گیا کہ کیا دافعی انومنٹری گروپ غائب بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس نے دون پر اس کی تصدیق کی۔ وہاں سے اُسے پتہ چلا کہ انومنٹری گروپ تو موجود ہے غائب نہیں ہوتی۔ یہکن یہاں ہماری خوش قسمتی آڑے آجی کہ دکرم صاحب نے اُسے اغوا کرالیا۔ اس طرح سیکرٹ سروس کے اس گروپ کی کال اُسے نہ مل سکی جس سے اُسے پتہ چلتا کہ انومنٹری گروپ نہ صرف غائب کر دی گئی ہے بلکہ اس کی جگہ نقلی گروپ بھی لگادی گئی۔ اگر یہ کال عمران کو مل جاتی تو ہماری ساری پلاننگ ہی ختم ہو جاتی۔ اس لئے سرس میں نے اس گروپ کو ٹریپ کر لیا۔ اس طرح یہ معلومات آگئے نہ بڑھ سکیں اگر میں انہیں فوراً طور پر ٹریپ نہ کر لیتا تو ہو سکتا تھا وہ یہ معلومات پاکیشیا میں اپنے چیف ایکٹر پہنچا دیتے۔ تب بھی ہمارا میلان ختم ہو جاتا۔

”ادھ، دیری گٹھ مسٹر شاگل۔ اُپ کا سنجزویہ دافعی بے حد درست ہے۔ مجھے خیر ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس کے چیف اس قدر

”آپ کی رپورٹ واقعی انتہائی ابھم ہے۔ اس میں دو باتیں قبل غور ہیں۔ ایک تو یہ پاکیشیا والوں کو اصل انومنٹری گروپ کی عدم موجودگی کا نہ صرف علم ہو گیا بلکہ وہ اس کے حصوں کے لئے صحیح جگہ بھی پہنچ گئے۔ اور آپ کی رپورٹ کے مطابق انہیں دہال سے نہ صرف اصل انومنٹری گروپ کا پتہ چل گیا بلکہ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ نقلی انومنٹری گروپ آبدوز میں لگائی جائے گی۔ لیکن دوسرا طرف آپ نے بتایا ہے کہ اس عمران نے ایڈمرل سے اور پہم اس کے ذریعے سے ہمارے آدمی سے یہ تصدیق کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا آبدوز سے انومنٹری گروپ غائب بھی ہوتی ہے یا نہیں یہ دونوں ہی متضاد باتیں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے اور میرے خیال میں اس پواسٹ پر ہماری ساری پلاننگ کا دار و مدار ہے۔

”وزیر اعظم صاحب نے الجھے ہونے لئے لمحے میں کہا۔

”سر۔۔۔ میں نے بھی اس بات پر غور کیا ہے۔ میں چونکہ سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اس لئے میں نے اپنے انداز میں سنجزویہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ عمران بھی سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے اس نے بھی ہی سوچا ہو گا۔

”آپ بات کریں تھیں میں مت جائیں۔۔۔ وزیر اعظم نے خشک لمحے میں کہا۔

”سر۔۔۔ میرے خیال میں ہوا اسے ہے کہ عمران کو پتہ چلا کہ ایسٹی آبدوز سے انومنٹری گروپ غائب کر دی جائے ہے۔ ادھ۔

تو ان کا خیال ہی تھا کہ انونٹری گپ غائب ہے۔ اب یہ تو عمران نے تصدیق کی ہے کہ گپ غائب نہیں ہے، سیکرٹ سرڈس کے چیف کو تو کسی بات کا علم نہیں۔ وہ تو اسے غائب ہی سمجھے گا۔ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ شوگران کے صدر کے ایمپی آبدوز کے معلم نئے میں رکاوٹ ڈال دے۔ یا اُسے موخر کر دے۔ ایسی صورت میں یہ تو ہمارا سارا پلان بالکل ہی ختم ہو کر رہ جائے گا۔ ایک بات دوسری بات یہ کہ پاکیشیا اخیلی جنس کے چیف سر رحمان کسی بھی وقت پرینٹنٹ فیاض سے بات کریں اور پرینٹنٹ فیاض موجود نہ ہو تو پھر کیا پتچہ نکالے گا۔ — دزیر اعظم نے کہا۔ اور شاہگل کی آنکھیں پھیلتے لگیں واقعی اس نے اس پہلو پر تو غور ہی بن کیا تھا۔

”سر، پرینٹنٹ فیاض اور اسلام رضا کی جگہ تو ہمارے آدمی دا پس جا سکتے ہیں۔ بخوبی پہنچ ل کر لیں گے کیونکہ وہ اس فیلم کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور جب ہمارا پلان مکمل ہو جائے کا تو یہ اچانک دہان سے غائب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد پاکیشیا ان کی گھم شدگی کے بارے میں کیا سوچتا ہے اور کیا نہیں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو گا۔“ راجہش وکرم نے پہلی بار زبان کھوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے، آپ کا مسئلہ تو اس طرح حل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں بھی ایک اہم رکاوٹ ہے آپ نے غور نہیں کیا کہ اسلام رضا اصل اسلام رضا نہیں ہے بلکہ اس کے میک اپ میں عمران آیا ہے۔ اس لئے جب نقلی اسلام رضا دا پس جائے گا تو ظاہر ہے اُسے

ذہین ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا پلان اب کمکل طور پر محفوظ ہو چکا ہے۔ پاکیشیا والوں کو علم ہی نہیں کہ اصل انونٹری گپ کی بجائے نقلی گپ لگ چکی ہے، اس کا مطلب ہے کہ اب شوگران نے صدر وہاں جائیں گے اور ان کے سامنے جب اُسے آپریٹ کیا جائے گا تو نتیجہ ہماری مرضی کے مطابق برآمد ہو گا۔“ — دزیر اعظم نے مسٹر سریش سے چھکتے ہوئے کہا۔

”یہ سر، ٹھاںہنگ بھی ہم نے پرینٹنٹ صاحب سے معلوم کر لئے ہیں اس لئے اب آسانی سے صحیح وقت پر اس نقلی گپ کو آپریٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔“ — شاہگل نے فخر یہ لمحے میں کہا۔ ”کیوں مسٹر سریش، کیا آپ نے اسے بروقت آپریٹ کرنے کے تمام انتظامات کمکل کر لئے ہیں۔“ — دزیر اعظم نے راجیش وکرم کے ساتھ پیٹھے ہوئے بودھ سے منا طب ہو کر کہا۔

”یہ سر، ہم نے پہلے ہی کمکل انتظامات کر لئے تھے، صرف ہمیں وقت چاہیئے تھا وہ اب مل جائے گا۔ آپ بے فکر ہیں، تمام پلان بالکل صحیح طریقے سے کمکل ہو جائے گا۔“ — بورڈھ سریش نے سر ملا۔ تے ہوئے بڑے باعتماد ہجئے میں کہا۔

”ٹھیک ہے، یہ بات تو طے ہو گئی۔ اب آئیئے دوسرے پہلو کی طرف، سیکرٹ سرڈس کی ٹیم ہمارے قبضے میں ہے، پرینٹنٹ فیاض کو بھی انداز کریا گیا ہے۔ اب سوچیے کہ پاکیشیا سیکرٹ سرڈس کے چیف کو جب ان کے اچانک غائب ہونے کا علم ہو گا تو کیا دھونکے گا نہیں، جب عمران یہاں آیا اور سیکرٹ سرڈس کی ٹیم آئی

داقی یہ عجیب و غریب قسم کا گور کھو دھنہ بن گیا تھا۔ جس کا کوئی حل  
ان کی سمجھیں نہ آدمی تھا۔

”کیا آپ میں سے کوئی عمران کے ہیجے میں بات کرنے پر قادر  
ہے۔“ — چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وزیر اعظم نے پوچھا۔

”یہ سہ — میرا ایک استثنیٰ ایسے کام کا ماحر ہے۔  
یہ اسے مزید بریف کر دوں گا۔“ — شاہی نے جواب دیا۔

”تو پھر ٹھیک ہے۔ آپ اپنے استثنیٰ کو بریف کر کے  
اسلم رضاداے کھرے میں رکھیں گے اور سیکرٹ سروس کے  
سارے ارکان کو اس پر نہ نہ سہیت گویوں سے اڑا دیں۔  
ظاہر ہے جب ان سے رابطہ قائم نہ ہو گا تو سیکرٹ سروس  
کا چیف عمران سے بات کرے گا تو وہاں عمران کی بجائے آپ  
کا استثنیٰ اس سے بات کرے گا۔ وہ اسے یہی بتائے  
گا کہ اصل انونظری گروپ غائب ہی نہیں ہوئی۔ اس طرح وہ مطمئن  
ہو جائے گا۔ اور ہمارا پلان مکمل ہو جائے گا۔“ — وزیر اعظم  
ایک حل پیش کرتے ہوئے کہا۔

”سر — ایسا نہ کیا جائے کہ میرا استثنیٰ خود یہاں  
سے ایکسو کو فوکر کر کے یہ بات بتا دے۔ ہمارے پاس  
ایڈھرل اور ہمارے آدمی سے عمران کی ہو۔ نہ والی بات چیت کا  
یہی موجود ہے۔ اس کی روشنی میں گفتگو کی جا سکتی ہے۔ اس طرح  
وہ لوگ پوری طرح مطمئن ہو جائیں گے۔“ — شاہی نے کہا۔  
”ادھ ہاں۔ ایسا ممکن ہے۔ لیکن چیف کا نمبر۔“ — وزیر اعظم

عمران کے بارے میں تو تفصیلات کا علم نہ ہو گا اس طرح سادی بات  
کھل جائے گی۔ — وزیر اعظم نے کہا اور راجیش و کرم کے  
چہرے پر شہر مند گی کے آثار ابھر آئے۔

”چلیے اس کے بارے میں بعد میں سوچیں گے پہلے اس  
سیکرٹ سروس کے بارے میں بات ٹے کر لیں۔ یہ زیادہ اہم ہے  
پر نہ نہ فیاض اور اسلام رضاداے قصے کو تو ہم سرکاری میٹنگ  
کے بہانے پلان مکمل ہونے تک طویل کر سکتے ہیں۔ پھر ان کا یہاں  
ایکیڈنٹ بھی تو ہو سکتا ہے۔“ — وزیر اعظم نے کہا۔ اور  
راجیش و کرم نے سر بلاد دیا۔

”سر — سیکرٹ سروس والی بات واقعی الجھی ہوئی ہے۔  
ایسا نہ کوئی سرکاری عمران سہیت ساری سیکرٹ سروس کو گویوں  
سے چھینی کر دیا جائے۔ اور اس کی اطلاع ان کے چیف تک پہنچا  
دی جائے۔ اس طرح اُسے علم نہ ہو سکے گا کہ یہاں کیا ہوا ہے۔ ا  
پھر جب تک وہ اصل صورت حال تک پہنچے ہمارا پلان مکمل ہو چکا  
ہو گا۔“ — راجیش و کرم نے اپنے دل کی بات کی۔

”لیکن عمران تو اسلام رضنا کے میک اپ میں آیا ہے۔ اُس  
ہم سیکرٹ سروس کے ساتھ نہیں مار سکتے اور جب چیف کو  
سیکرٹ سروس کے مرنے کی اطلاع ملے گی تو وہ لازماً عمران سے  
بات کرے گا۔ جو اس کے خیال کے مطابق اسلام رضنا کے  
میک اپ میں ہے۔ اس طرح بات بگڑ جائے گی۔“ — وزیر اعظم  
نے جواب دیا۔ اور اس بار ان کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔

نے کہا۔

"وہ سر۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ کسی بھی سیکرٹ سرڈس کے  
مبر پر تشدید کر کے یہ نمبر لوچھا جاسکتا ہے۔" — شاگل نے کہا۔  
"او۔ کے۔ پھر یہ طے ہو گیا۔ شوگران کے صدر کے دوسرے  
یہ باتی صرف ایک روزہ گیا ہے۔ اس نے آپ فوری طور پر  
یہ سب کچھ معلوم کر کے چیز کی تسلی کرائیں۔ اور مسٹر سرریش۔ آپ  
اپنے پلان پر پوری طرح چوکس رہیں۔ صحیح وقت پر کام ہونا چاہیے۔  
دردہ سارا پلان بے کار ہو جائے گا۔" — وزیراعظم نے سر ٹھانے  
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔" — بوڑھے سُریش نے سر ٹھانے ہوئے  
جواب دیا۔ "مسٹر شاگل۔ پاکیشا سیکرٹ سرڈس کے چیز سے آپ کے  
اسٹینٹ کی لفڑیوں کے بعد آپ فرما بھئے پورٹ دیں گے۔ تاکہ  
بھئے اس پلان کی کامیابی کے متعلق پوری طرح علم ہو جائے۔"  
وزیراعظم نے کہی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایسے سم۔" — شاگل نے احتراماً اٹھتے ہوئے کہا۔ اور  
وزیراعظم ادا۔ حکے کہہ کر داپسی در داڑے کی طرف مڑ گئے۔

سپرنٹ نٹ فیاض کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔  
اور ساتھ ہی اس کے حلق سے ہلکی سی کراہ نکل گئی۔ وہ چند لمحے تو  
الشوری طور پر کراہتا ہوا ساکت پڑا رہا۔ پھر اس کا شور جاگ اٹھا۔  
اور دوس کے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی  
آن کی آنکھیں اس طرح پھیلتی گئیں جیسے ابھی چپ کر کا نوں سے جال گئیں  
لی۔

یہ کیا ہے۔ — اوہ یہ کیا ہے۔ — اس نے یہر ت زدہ  
انہاڑیں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایک بڑے کے  
ہال کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس ہال کمرے کے  
آن پر بے ہوش افراد تھوک کی تعداد میں پڑے ہوئے تھے۔ ان  
میں سے ایک عورت تھی اور باقی مرد اور پھر عورت کو دیکھتے ہی  
اس بُجھی طرح اچھلا کیونکہ وہ اسے پہچانتا تھا یہ جو لیا تھی۔ جس کے

کی طرف بڑھا۔ پھر جیسے ہی دہ دروازہ کے قریب پہنچا۔ ایک لمحت دروازہ کھل گیا۔ اور فیاض بنے اختیار دیوار کے ساتھ چمٹ گیا۔ دروازے کا پٹ گھوم کر اس کے سامنے آگیا۔ اس طرح دہ دروازے کے پٹ کے پیچے پوری طرح چھپ سا گیا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ آج میری زندگی کا سب سے خوش قسمت دن ہے۔" دروازے سے کسی کے قبیلے لگاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ان میں سے ایک کو ہوش میں لے آؤ تاکہ میں اس سے ان کے چیف بس کا نمبر معلوم کر دوں۔ اور تم میں گن لے کر تیار رہو رہیں۔ جیسے ہی میں اشارہ کر دوں تم نے ان سب کو گولیوں سے چھپنی کر دینا ہے۔" اسی آواز نے بڑے فخر یہ لمحہ میں کھہا۔

"یہ بس۔" ایک اور آواز سنائی دی۔

"بس۔ کے ہوش میں لے آتا ہے۔" تیسرا آواز سنائی دی۔

"اس لڑکی کو لے آؤ۔ یہ خوب صورت چیز ہے۔ اس پر تشدید کرتے ہوئے بھی لطف آئے گا۔" بس نے کہا۔ اور اس کے ساتھی قدموں کی آواز سپرنٹنٹ فیاض کے سامنے سے ہوتی ہوئی اسی الماری کی طرف بڑھ گئی جسے کھولنے کی کوشش دہ کر چکا تھا۔ سائیڈ سے سپرنٹنٹ فیاض کو ایک مسلح آدمی کی شست نظر آئی جو الماری کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

متعلق اُسے معلوم تھا کہ وہ سینکڑ سرودس سے متعلق ہے۔ وہ عمران کے ساتھ کئی بار اس سے مل چکا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظری گھومتی ہوئیں ایک چہرے پر رک گئیں۔

"ادہ عمران اصل چہرے میں" — سپرنٹنٹ فیاض نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوڑتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے بے اختیار عمران کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ لیکن عمران بدستور بے ہوش ہی رہا۔

"ادہ۔ ایک دو تین چار....." — عمران کو ہوش میں لانے میں ناکام ہونے کے بعد اس نے فرش پر پڑے ہوئے افراد کی باقاعدہ گنتی کرنی شروع کر دی۔ جو لیا کے علاوہ چودہ افراد تھے۔ اور وہ سب کے سب عمران کی طرح ہی گھری بے ہوشی میں ڈوبے ہوئے گئے تھے۔

"یہ سب کیا ہے۔ یہ کیا چکر ہے" — سپرنٹنٹ فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس نے اب اس ہال کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ کمرے کی ایک دیوار میں الماری نصب تھی۔ یہی اس کے پٹ بند تھے۔ وہ تیزی سے اس الماری کی طرف دوڑا۔ اور اس نے اس کے پٹ کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ جانے کس طرح لاک تھے۔ کہ حرکت ہی نہ کرو ہے تھے۔ نہیں ان کے دیسان کوئی جھری لکھی اور نہ کوئی لاک وغیرہ کا سوراخ۔ وہ داپس مڑا ہی تھا کہ اچانک اُسے ہال کمرے کے انکوئے فولادی دروازے کے باہر کھڑکھڑھٹ کی آواز سنائی دی اور فیاض تیزی سے دروازے

خوس کیا کہ اب کھرے میں صرف دو آدازیں تھیں اس کا مطلب ہے صرف دو آدمی باقی رہ گئے تھے۔ ایک لمحے کے لئے تو اس نے سوچا کہ وہ اس طرح دروازے کی اونٹ میں چھپا کھڑا رہے۔ یکن پھر اسے خیال آ گیا کہ نہیں اس طرح وہ مکمل طور پر بے بس ہو جائے گا اور اس کے سامنے عمران کو گولی مار دی جائے گی۔ اور کم از کم وہ عمران کو تو اپنے سامنے مرتبا بوداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے حرکت میں آ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ آہستہ سے کھکتا ہوا دروازے کی اونٹ سے نکل کر دیوار کے ساتھ ساتھ آ گئے ہوتا رہا۔

”باس نے بھی خوب صورت لٹکی منتخب کی ہے۔“ ایک ہنسی ہوئی آداز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسرا قہقہہ سنائی دیا۔ فیاض اب دروازے کی اونٹ سے نکل چکا تھا۔ یکن مٹے ہوتے پڑت کی وجہ سے وہ دونوں اُسے نفر نہ آ ہے تھے۔ یکن اُسے معلوم تھا کہ وہ دونوں مشین گنوں سے مسلح ہیں جب کہ وہ غالی ہاتھ تھا۔ یکن سوپر فیاض کی یہ فطرت تھی کہ وہ جب کام کرنے پر آ جاتا تو پھر وہ پتچھے نہ ہٹتا تھا۔ چنانچہ اب بھی حالانکہ اس کا آگے بڑھنا ضریبی اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا تھا لیکن سوپر فیاض آگے بڑھا اور پھر اسے دونوں آدمی جو لیا پہ چھکے ہوئے نظر آئے۔ ان میں سے ایک تو اکٹوں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شاید ان بخش لکار ہاتھا۔ جب کہ دوسرا ساتھ کھڑا تھا۔ دونوں کی سوپر فیاض کی انت پشت تھی۔ ان کے خواب دخیال میں بھی نہ تھا لہ یہاں کوئی

”باس۔ اس عورت کے علاوہ باقی کو گولی نہ مار دی جائے۔“ — دوسری آواز نے کہا۔

”نہیں۔ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دیں گا۔ خاص طور پر اس عمران کو۔ یہ شیطان ہے شیطان۔ اور شاید یہ زندگی میں ہمیں بار اس طرح بے بس ہو ائے۔“ — باس کی آداز سنائی دی۔ الماری کی طرف جانے والے آدمی نے الماری کی سائیڈ میں ایک جگہ ہاتھ رکھ کر اُسے دبایا تو الماری کا سالم پٹ تیزی سے ایک طرف ہٹ گی۔ الماری کے خانوں میں مختلف ادویات موجود تھیں اس آدمی نے ایک بڑی سی بوتل اٹھائی پنجی دراز سے ایک سرخ اٹھائی اور پھر اس بوتل میں سے اس نے بھوڑی سی مقدار اس سرخ میں بھری اور واپس پٹ آیا۔

”باس، پرائم منسٹر صاحب کا فون آیا ہے۔ انہوں نے آپ کو فوری طلب کیا ہے۔“ — اچانک دروازے سے ایک موڈ بانڈ آداز سنائی دی۔ ”ادہ اچھا۔ ابھی اسے ہوش میں مت لاد۔ میں پرائم منسٹر صاحب سے مل کر ابھی واپس آ رہا ہوں۔ پھر اسے ہوش میں لا یں گے۔ یہ خطرناک عورت ہے۔“ — باس کی آداز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی تیز تیز قدموں کی آداز دروازے کے باہر جاتی سنائی دی۔

”ہوں۔ باس اب ہمیں عورت سے ڈرانے لگ گیا ہے۔ یہ ہوش میں ابھی گئی تو ہمارا کیا بگاڑے لے گئی ہو۔ ہوش میں لے آتے ہیں۔ باس کے آنے تک پچھے باتیں ہی ہو جائیں گی۔“ — وہ آداز ابھری جس نے گولی مانے کی بات کی تھی الماری کے سامنے نفر آئے دالا آدمی واپس پٹ کو دروازے کے سامنے آ کر سوپر فیاض کی نفروں سے غائب ہو چکا تھا۔ سوپر فیاض نے

اور مشین گن چلانے والے کے درمیان آگیا۔ کیونکہ سوپر فیاض نے پہنچ گرتے ہی بے اختیار کر دٹ اُسی طرف بدلتی تھی جس طرف وہ آدمی تھا۔ اگر سوپر فیاض مخالف سمت میں کروٹ بدلتا تو پھر اس کا ہٹ ہو جانا یقینی تھا۔ اور دوسرا آدمی مشین گن کی گولیوں کا برسٹ کھا کر گہری رہا تھا کہ فیاض اچھل کر اُسے راستے میں ہی سنبھالتے ہوئے مشین گن بردار پر جا گرا تھا۔ مشین گن بردار اچھل کر دردanza کے چٹ سے لکڑایا اور مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف جا گئی۔ اور چونکہ سوپر فیاض اور اس آدمی کے درمیان گولیوں سے چھلنی آدمی تھا، اس نے سوپر فیاض کو پہنچ کر مشین گن اٹھانے کا موقع مل گیا۔ اور پھر جب تک اس پر فائز کرنے والا اپنے اور پر موجود اپنے ہی ساتھی کی لاش ہٹا کر ہٹتا۔ سوپر فیاض نہ صرف مشین گن اٹھا چکا تھا بلکہ وہ اس آدمی کا نشانہ بھی لے چکا تھا۔ اور ایک بار پھر ترددتا ہٹ کی آداز سے کمرہ گونجنا اور اس پر فائز کرنے والا پچھ نہ سکا۔ اور فیاض نے ایک سلمجے میں اُسے چھلنی کر دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" — اُسی سلمجے فیاض کو اپنے عقب میں جو لیا کی آواز سنائی دی تو فیاض تیزی سے مٹا۔ جو لیا اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔

"ادھ مس جولیا" — ہم سب شدید نظرے میں ہیں" — فیاض نے تیز ہجے میں کہا۔ اور جو لیا اس کی آداز سنئے ہی اس طرح اچھل کو کھڑی ہو گئی جیسے اس کے جسم میں یک لخت ہزاروں روپیں کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

آدمی ہوش میں بھی موجود ہو گا۔ شاید کثرت کی وجہ سے انہوں نے یہ سوچنے کی تکلیف ہی گوارانہ کی تھی کہ ان میں سے کوئی غائب بھی ہے یا نہیں۔ سوپر فیاض بلی جیسے انداز میں قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھنے لگا۔ یکنابھی وہ ان سے کچھ فاصلے پر تھا کہ یک لخت جھکا ہوا آدمی ایک جھٹکے سے مٹا اس کے کاٹوں میں شاید فیاض کی احتیاط کے باوجود قدموں کی آداز پڑھکی تھی۔

"ارے یہ" — اس آدمی کے منہ سے حیرت بھری چیخ نکلی ہی تھی کہ فیاض نے اس پر چھلانگ لگادی۔ یکن وہ آدمی خاصیتیز تھا کہ فیاض کے چھلانگ لگاتے ہی یک لخت اچھل کر ایک طرف ہٹتا۔ اور فیاض اپنے ہی زور میں دوڑتا ہوا فرش پر بے ہوش پڑی ہوتی جو لیا سے لکڑا کر منہ کے بل فرش پر گستاخ گیا۔ یکن گوتے ہی اس نے تیزی سے کروٹ بدلتی اور اُسی لمجے مشین گن کی ترددتا ہد کی آداز کے ساتھ ہی گولیاں عین اس جگہ پر پڑیں جہاں ایک لمجہ پڑے وہ موجود تھا۔ اب فیاض صریح اخترے میں تھا۔ کیونکہ مشین گن بردار نے صرف چاٹکو کو ذرا ساتھ چھا کرنا تھا اور گولیاں فیاض کے جنم کو چھلنی کر دیتیں۔ یکن دوسرا سلمجے فیاض کے جنم ساتھی فیاض تڑپ کر اچھلا اور پھر وہ نہیں پر گرتے ہوئے آدمی سمیت اچھل کر مشین گن بردار پر جا گرا۔ سوپر فیاض کی جان داقعی بڑے حیرت انگریز طریقے سے پکھی تھی کہ جیسے ہی اس آدمی نے مشین گن چلانی دوسرا آدمی جو لیا کو اس بکشی لگا رہا تھا بوكھلاتے ہوئے انداز میں اٹھ کر ایک سائیڈ پر دوڑا۔ اور اس طرح وہ فیاض

اس سارے ماحول سے قطعاً واقف نہ تھی۔ اس لئے وہ اپنی جگہ رکی رہی۔ فیاض۔ اس دوران عمران کے بازو میں دو انجکٹ کر چکا تھا۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آواز جو لیا کو اپنی طرف آتی سنائی دی۔

دروازے کے باہر ایک راہداری تھی اور قدموں کی تیز آوازان راہداری سے دروازے کی طرف آتی سنائی دے رہی تھی۔ جو لیا نے ایک لمحے میں محسوس کر لیا کہ آنے والا ایک ہی ہے۔ چنانچہ سجل کے پیچے ہٹنے کے وہ یا کس لخت کو دکر باہر راہداری میں آتی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹوپی کر دبادیا۔ آنے والا چینیا ہوا پشت کے بل نیچے گرا۔ اچانک لگنے والی گولیوں نے اُسے چھلنی کر دیا تھا، اس کے جسم پر ڈرائیوروں والی یونیفارم تھی جو لیا چونکہ اب باہر آپکی تھی اور دوسری بات یہ کہ اُسے خیال آگیا تھا کہ مشین گن کی فائزہ کی آواز یقیناً باہر پہنچ ہو گئی اور اب یہاں رکنا اپنے آپ کو بولنے یاد ہے۔ جس میں سے اس آدمی نے دو انکالی تھی۔ فیاض نے کہا۔ اور دوڑ کر اس نے ہاتھ میں پکڑ دی ہوئی مشین گن جو لیا کے ہاتھ میں دی اور خود اس الماری کی طرف دوڑ پڑا۔ جس میں دو اکی بوتل موجود تھی۔ الماری بند تھی۔ لیکن اب فیاض اُسے کھولنے کا طریقہ جانتا تھا۔ اس لئے اس نے الماری کھولی اور اس میں سے دو اکی بوتل انکالی اور واپس اس علگہ کی طرف دوڑ پڑا جہاں سرخ بھنک پڑی ہوئی تھی۔ یہ وہی سرخ بھنک جس سے جو لیا کو انجکشن لکھایا گیا تھا۔

"ادہ ادہ۔ یہ سب۔ ادہ۔ جلدی سے دروازہ بند کرو۔ مشین گن کی آدازن کو کوئی آجائے گا"۔ جو لیا نے بوکھلائے ہوتے انداز میں کہا۔

"دروازہ بند ہو گیا تو ہم کھپس جائیں گے۔ میں یہیں رکتا ہوں۔ جیسے ہی کوئی آئے گا میں اُسے چھلنی کر دوں گا۔ آپ عمران کو ہوش میں لے آیں۔ میرے خیال میں یہ سب انجکشنز سے ہوش میں آیں گے"۔ فیاض نے تیز بھجے میں کہا۔

"انجکشن۔ کیسا انجکشن"۔ جو لیا نے حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔

"ادہ۔ آپ یہ مشین گن بنھائیں۔ میں خود لکھتا ہوں۔ مجھے وہ بوتل یاد ہے۔ جس میں سے اس آدمی نے دو انکالی تھی۔ فیاض نے کہا۔ اور دوڑ کر اس نے ہاتھ میں پکڑ دی ہوئی مشین گن جو لیا کے ہاتھ میں دی اور خود اس الماری کی طرف دوڑ پڑا۔ جس میں دو اکی بوتل موجود تھی۔ الماری بند تھی۔ لیکن اب فیاض اُسے کھولنے کا طریقہ جانتا تھا۔ اس لئے اس نے الماری کھولی اور اس میں سے دو اکی بوتل انکالی اور واپس اس علگہ کی طرف دوڑ پڑا جہاں سرخ بھنک پڑی ہوئی تھی۔ یہ وہی سرخ بھنک جس سے جو لیا کو انجکشن لکھایا گیا تھا۔

جو لیا مشین گن بنھائے دروازے میں کھڑی تھی کہ اچانک اُسے دور سے کسی کار کے انجن کی آدازن سنائی دی اور جو لیا پونک پڑی۔ انجن کی آدازنہ دیک آتی سنائی دی۔ لیکن جو لیا چونکہ

"میرے خیال میں یہ شادی گھر ہی ہو سکتا ہے" — عمران نے جواب دیا۔

"شادی گھر — کیا مطلب" — جولیا کے ساتھ ساتھ

ہوش میں آتے ہوئے باقی ساکھی بھی چونکہ پڑے۔

"ظاہر ہے اتنے سارے افراد اکٹھے شادی گھر میں یہی ہو سکتے ہیں" — عمران نے آخری آدمی کو انجکشن لگا کر سرخ ایک

طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ اور اس بار سب ہنس پڑے۔

"یہ آخر حکر کیا چلا ہے" — اس بار صقدر نے انتہائی سنجیدہ

ہبھی میں کہا۔

"یہاں کی کہانی تو سوپر فیاض مجھے سن چکا ہے۔ اور ہم سوپر فیاض

کی وجہ سے اس بار یقینی موت سے بال بال پکھے ہیں۔ انہوں نے

واقعی ہم سب کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر بے بس کر دیا تھا۔

بس ان سے حاقت یہ ہوئی کہ انہوں نے سپرنٹنٹ فیاض کو

انجکشن نہیں لگایا۔ بس اس کی کھوپڑی پر ابھر نے والے گومڑوں

پر ہی اکتفا کر لیا۔ اس لئے سوپر فیاض ہوش میں آگیا" — عمران

نے گھر سے باہر کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

"یکن کس نے" — اس بار کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"سوپر فیاض نے ان کے بارے کی نقل کر کے بتائی" ہے۔

اس ہبھی سے وہ شاگھی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا یکن

تم بوج کیسے پھنس گئے" — عمران نے کیپٹن شکیل سے

منا طلب ہو کر کہا۔

پڑی ہوئی تھی۔ وہاں اور کسی آدمی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اچھی طرح تسلی کر لینے کے بعد جب جولیا واپس سیٹھیاں اتھر نے لگی تو اُسے یک لخت ایک خیال آیا۔

"یہ جولیا ہوں" — اس نے یک لخت پنجھے ہوئے کہا۔

اُسے دراصل خیال آگیا تھا کہ کہیں اس کے قدموں کی آواز سے

اُسے اچھی نسبیتی سمجھ لیا جائے اور پھر وہ بھی اُسی طرح ماری جائے جس

طرح اس نے آنے والے کو ہلاک کیا تھا۔ اس لئے اس نے آواز لگانی ضروری سمجھی تھی۔

"آجائو آجائو" — یہاں کوئی نامحرم نہیں ہے" — دروانے

سے عمران کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور جولیا تیزی سے

دُور تی ہوئی گھرے میں داخل ہو گئی۔ آدھے سے زیادہ افراد ہوش

میں آپکے تھے۔ جب کہ باقی افراد کو عمران، فیاض اور نعمانی انجکشن

لگانے میں معروف تھے۔ شاید الماری سے اور سرخیں نکال لی گئی تھیں۔

"عمارت خالی پڑی ہے۔ کوئی آدمی نہیں ہے" — جولیا

نے اندر آتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جہاں تم مشین گن اٹھائے گھوم رہی ہو وہاں تو یہی انجام ہوتا

ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا بھی

بے اختیار ہنس پڑی۔

"یہ سے ہم ہیں کہاں" — جولیا نے ادھر ادھر یکھتے

ہوئے کہا۔

عمران رسیور رکھ کر واپس پلٹا۔ اس کے سب ساتھی بہاء مے  
یں کھڑے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔  
”ہم ذاتی شاگل کے چکر میں چھپنے کرنے تھے۔ البتہ شاگل کو شاید  
جو لیا پر رحم آگیا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ سواتے جولیا کے  
باقی سب کو گویوں سے چھلنی کر دیا جائے۔“ — عمران نے  
مکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلا چاہئے۔ یہونکہ کسی  
بھی لمحے یہاں رہنے سکتا ہے۔ شاگل کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ اگلے  
لمحے کیا کر رہتے۔“ — ناظران نے پہلی بارہ بان کھولتے ہوئے کہا۔  
”وہ تو جو کرے گا۔ فی الحال تو ہم نے ابھی قصہ چھار  
دویش ایک دوسرے کو سنانا ہے۔ تاکہ صحیح صورت حال سامنے  
آئے۔ اور تم جانتے ہو قصہ سننے کے لئے پر سکون ماحول ہونا چاہئے۔“  
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ نے چیک کر لیا ہے۔ یہ گرین ٹاؤن کا علاقہ ہے۔ ہمارا ایک  
اڈہ یہاں قریب ہی موجود ہے۔ وہاں چلے چلتے ہیں۔“ — ناظران  
نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر بلندیا اور پھر دہ سب تیزی  
سے قدم اٹھاتے پھاٹک کی طرف بڑھتے گئے۔

یہکہ پھر اس سے پہلے کہ کپیٹن شکیل کو می جواب دیتا۔ بہاء مے کی طرف سے  
ٹیلی فون کی گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور راہداری میں موجود سب افراد بُوی  
طرح اچھل پڑھے۔ عمران دوڑتا ہوا سیر ھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا۔ گھنٹی کی آواز  
بہاء مے کی سائیدیں بننے ہوئے تھے۔ بہاء مے کھڑے آرہی تھی۔ عمران کھرے  
میں داخل ہوا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا،

”یہ۔“ — عمران نے جان بوجھ کر ملکا ساکھانے تے ہوئے کہا۔

”ہمیں جانی۔ میں کوشش بول رہا ہوں۔ وہ لوٹکی ابھی تک ہستہ کوارٹر میں ہنچی۔  
حالانکہ باس شاگل نے ڈرائیور کو اس لئے کار دے کر بھیجا تھا کہ اس لوٹکی کو  
ہستہ کوارٹر پہنچا دو۔ اور باقی سب کو گویوں سے چھلنی کر دو۔ باس شاگل پر ام  
منستر صاحب کے ساتھ اہم میٹنگ میں معروف ہیں۔ میٹنگ کسی وقت  
بھی ختم ہو سکتی ہے اور لوٹکی ابھی تک نہیں ہنچی۔ اس لئے میں نے فون  
کیا ہے۔“ — دوسری طرف سے بولتے والے نے تیز تیز ہجھ  
میں کہا۔

”ڈرائیور تو ابھی تک نہیں ہنچا۔“ — عمران نے کم سے کم نظر  
بوستے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی وہ ملکا ساکھان بھی تھا۔

”یہ تھا دی آواز کو کیا ہو گیا ہے۔ اچھا سنو۔ جیسے ہی وہ ڈرائیور پہنچے  
اس لوٹکی کو اس کے ساتھ بچوادو۔ اور باقی لوگوں کو فوراً گویوں سے  
چھلنی کر دو۔ وہ ڈرائیور نافذ کہیں چائے پینے بیٹھ گیا ہو گا۔ بس اب  
پہنچنے ہی والا ہو گا۔“ — کوشن نے کہا۔

”بھیک ہے۔“ — عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بغیر کوئی  
جواب دیستے رسیور رکھ دیا گیا۔

ہے۔ ہم جلد ہی انہیں ڈھونڈ لیں گے۔ — نوجوان نے شاگل کی  
یہ حالت دیکھتے ہی اور زیادہ بھرائے ہوئے یعنی میں کہا۔  
”تو کے پٹھے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔“ — شاگل  
نے یک لخت کسی درندے کی طرح نوجوان کی گردن دونوں ہاتھوں سے دبوچتے  
ہوئے غما کہ کہا۔

”بب۔ بب۔ باس۔ میرا قصور باس۔“ — نوجوان نے  
بری طرح پھر کتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ یہ تم نے کیا بھر سادی۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔  
وہ تو بے ہوش تھے۔ وہ کیسے۔“ — شاگل نے نوجوان کی گردن چھوڑ کر جھلاٹ  
کے عالم میں بُری طرح ناچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی انتہا پر پہنچ کر  
بری طرح منجھ ہو گیا تھا۔ سامنے بآمدے میں کھڑے چار مسلح افراد بھی  
اپنے چیف باس کی یہ حالت دیکھ کر بُری طرح بوکھلا گئے تھے۔

”بب۔ بب۔ باس۔ جب آپ کافون آنے کے کافی دیر بعد  
تک ڈرائیور لڑکی کو لے کر نہ آیا تو میں نے فون کیا دہان م وجود جانی نے  
بتایا کہ ڈرائیور ابھی واپس نہیں پہنچا۔ اس پر میں نے اُسے فون پر بتایا کہ وہ  
صرف اس لڑکی کو چھوڑ کر باقی سب کو گولیوں سے چھلنی کر دے اور جیسے ہی ڈرائیور  
کارے کردا پس پہنچے وہ لڑکی کو اس کے ساتھ ہمیڈ کو اور تریجھ دے۔ پھر جب کافی دیر  
تک لڑکی نہ آئی تو میں نے دوبارہ فون کیا لیکن اس بار کسی نے فون نہ اٹھایا تو میں  
نے ٹامی اور مارٹن کو چینگ کے لئے بھجا باس تو انہوں نے روپرٹ دی  
کہ ڈرائیور سمجھتے ہمارے دونوں آدمی گولیوں سے چھلنی ہوئے پڑے ہیں  
اور وہ بے ہوش قیدی غائب ہیں۔“ — نوجوان نے جلدی جلدی

”وہ لڑکی پہنچ گئی ہے۔“ — شاگل نے کار سے اترتے ہی  
سمنے کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس۔ — بُری خبر ہے۔“ — نوجوان نے مکھلاتے  
ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ بتانے سے ہچکچا رہا ہو۔  
”کیا مطلب۔ — کیسی بُری خبر۔“ — شاگل بُری طرح اچھل  
پڑا۔

”باس۔ — وہ سب ریڈ پارٹ سے فرار ہو گئے ہیں۔  
وہاں موجود دو افراد معد ڈرائیور گولیوں سے چھلنی ہوئے پڑے ہیں۔“ —  
نوجوان نے جواب دیا۔

اور شاگل اس طرح یک لٹک بٹ بنانے کا کام  
کسی نے جادو کر کے اُسے انسان سے بٹ بنایا ہو۔  
”باس۔ میں نے پوری سیکرٹ سروس کو ان کی تلاش پر لگادیا

پورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"یکن یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ بہوش تھے۔ وہ کیسے ہوش میں آ سکتے ہیں۔ میں نے خود انہیں بہوش چھوڑا تھا۔ بغیر انٹی انگکش کے۔ ادہ کاش میں جاتے ہوئے انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیتا اب تو سارا پلان ہی ختم ہو گیا۔ ادہ پرائم مفسٹر کو بھی عین اُسی لمحے ہی مجھے بلانا تھا۔ ادہ۔ دیرمی بیٹہ۔ دیرمی بیٹہ۔" — شاگل نے بُجھی طرح چھتے ہوئے کہا اور پھر دوڑتا ہوا ادہ اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ نوجوان بھی اس کے پیچے دوڑنے لگا۔

"ان کو فوری تلاش کوئا ہے۔ فوری بھائی ملیں گولیوں سے اڑا دو۔ رندہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ ادہ۔ گاڈ، یہ کیا ہو گیا ادہ۔" — شاگل نے دفتر میں داخل ہوتے ہی چھپ جس کو کہنا شروع کر دیا اس کی حالت داققی بے حد خراب تھی۔ "باس۔ پورٹی سیکرٹ سروس شہر میں پھیل چکی ہے۔ باس جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔" — نوجوان نے مودہ بانہ ہجھے میں کہا۔

"اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے یہی فون کی گفتگی بسج اٹھی۔ ادہ شاگل نے جھپٹ کر لیا پورا لفڑالیا۔

"کون ہے۔" — شاگل نے چھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نائنی بول رہا ہوں باس۔ میں نے ان کا سراغ لگایا ہے، باس دہ گرین ٹاؤن کی ایک کوٹھی میں موجود ہیں باس۔" — دوسرا طرف سے ایک سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گرین ٹاؤن میں۔ کہاں۔ جلد ہی بولو۔ درنہ میں پورا گرین ٹاؤن بھوں۔ اڑا دوں گا۔" — شاگل پورا حلوق پھاڑ کر چھ اٹھا۔

"باس۔ وہ گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اکیس بلاک ایکس میں موجود ہیں باس۔" دوسرا طرف سے تھے ہوئے ہیں کہا۔

"دیں رکو۔ میں آ رہا ہوں۔" — شاگل نے چھتے ہوئے کہا۔ اور رس پور کر یہیل پر پڑخ دیا۔

"ٹرانسپرٹ۔" — پیش ٹرانسپرٹ پر سادھی سیکرٹ سروس کو کال کر کے گرین ٹاؤن پہنچو۔ میں دیں جا رہا ہوں۔ میں اس کوٹھی کے پر پچے اڑا دوں گا۔" — شاگل نے سمنے کھڑے نوجوان سے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اپس اپنی کار کی طرف دوڑ پڑا۔ اور پھر اس نے کار میں بیٹھتے بیٹھتے بھی چھپ چھ کر دہاں برآمدے میں موجود افراد کو ہدایات دیں اور دوسرا طبقے لمحے کار ملکہ اس طرح دوڑتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھی جیسے وہ کار کی بجائے کوئی خلا فی بھاڑا ہو۔ پھاٹک پر موجود دربان نے کار کے مرٹے سے ہی پھاٹک کھولنے والا بٹن دبادیا تھا۔ اس لئے کار کے پھاٹک تک پہنچنے سے ایک لمحہ پہلے پھاٹک کھل گیا تھا ورنہ شاید کار پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی پھاٹک سے جا گکرتی۔

شاگل ہونٹ بھینچ پوری رفتار سے کار دوڑاتا ہوا گرین ٹاؤن کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ پونکہ اس کی کار پر سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان موجود تھا اس لئے ٹریفیک پولیس نے اُس سے چیک نہ کیا درنہ شاید پوری ٹریفیک پولیس اس کے پیچے لگ جاتی۔

مدرس اور انہتہا فی تیز رفتاری سے کار دوڑاتے ہوئے شاگل بیکری گرین ٹاؤن میں داخل ہوا اور دہاں پہنچ کر اس نے کار کی اڑا دوں گا۔" — شاگل پورا حلوق پھاڑ کر چھ اٹھا۔

سپاٹ گبا۔

"یہ بس" — نوجوان نے کہا اور دوڑتا ہوا اپس چلا گیا۔  
"ادہ کاشش۔ میں ریڈ سپاٹ پر ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دیتا۔ ادہ کاشش" — شاگلی نے بُری طرح ہونٹ سے آخری کونے میں تھا۔ اور اس کے بعد کیھتوں کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ یہ بلاک ابھی تقریباً زیر تعمیر تھا پوکھہ اس کا خاص اڈہ ریڈ سپاٹ بھی اس گرین ٹاؤن کے بلاک ڈسی میں تھا۔ اور اس جگہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو رکھا ہوا تھا، وہ دراصل انہیں ہمیہ کوارٹر سے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اُسے احساس ہو گیا تھا کہ ہمیہ کوارٹر میں یقیناً کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو دشمنوں سے ملا ہوا ہے۔ اور یہ سپاٹ ہی ایسی جگہ تھی۔ جس کا ہمیہ کوارٹر کے نمبر ۶ کرشن کویی علم تھا۔

"مار ڈالو۔ اڑا دو۔ تباہ کر دو" — وہ دوڑتا ہوا بُری طرح چیخ رہا تھا۔ حالانکہ وہ خود بھی جانتا تھا کہ اس قدر خوف ناک دھماکوں میں اس کی آداز کوں سن سکتا تھا، اور پھر شاگلی کو بھی نمبر ایکس کے سامنے پہنچ گیا۔ کوئی پر چاروں طرف سے راکٹ بموں کی بارش ہو رہی تھی اور پوری کوئی ان بموں کے دھویں کے ساتھ ساتھ گرد و عنابر میں چھپ چکی تھی۔

شاگلی کا رحلہ ہوا ۶ گھے بڑھتا گیا اور پھر اس نے بلاک ایکس شردع ہوتے ہی کار ایک طرف روک دی۔ اُسی لمحے ایک نوجوان تیز تیز قدم المٹاتا اس کے قریب پہنچ گیا۔

"باس" — بیس مسلح افراد پہنچ چکے ہیں۔ باس کرشن نے ہمیں پیش ٹھانسی مٹر پر کوئی بھی نمبر ایکس کو گھرے ہیں یعنی کا حکم دیا تھا وہ اب مکمل طور پر گھرے ہیں ہے" — نوجوان نے تیز تیز لہیں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لگس جاؤ کوئی میں۔ جو نظر آئے گولیوں سے اڑا دو۔ ایک آدمی بھی بچ کر نکل سکے۔ فائرنگ کشوں دو۔ لفڑو۔ بلکہ پوری کوئی کو بموں سے اڑا دو" — شاگلی پر ایک بار پھر پا چکل پن کا دورہ

"بس بس کافی ہے۔ لا شیں تو پہچانی جائیں۔ فاؤ کرتے ہوئے اندر جاؤ" — شاگلی نے چیخ کو کہا، اور اس کے ساتھی بموں کی خوف ناک بارش رک گئی۔ اور پھر کوئی کسے گرد موجود مسلح افراد میں کہیں بنھلے کوئی کی طرف دوڑ پڑے۔ البتہ شاگل ہونٹ پہنچے دیں کھڑا رہا۔

مسلح افراد میں کوئی دیواروں سے مسلی فائر نگ کرتے ہر طرف سے کوئی کی ٹوٹی ہوئی دیواروں سے ہوتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

سیکرٹ مروس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ادہ۔ آخر میں نے عمران کو شکست دے دی۔ آخری اور فیصلہ کرنے شکست۔ شاگل نے پاگھوں کے سے انداز میں چھینتے ہوئے کہا، اور پھر وہ اس بے تحاشا انداز میں تباہ شدہ کوٹھی کی طرف دوڑ پڑا۔ جیسے وہ در لہ دیس میں حصہ لے رہا ہو، کوٹھی پر چھایا ہوا گرد و غبار اور دھواں جھپٹ چکا تھا۔ پوری کوٹھی کو مکمل طور پر منہدم ہو چکی تھی۔ ہر طرف کوٹھی کا طبہ پھیلا ہوا تھا کوٹھی میں داخل ہو کر شاگل اس طرح گھومتے لگا جیسے کوئی غلطیم سپہ سالار اپنی نئی فتح کی جانے والی مملکت میں گھومتا ہے۔ واقعی ہر طرف انسانی جسموں کے چھوٹے بڑے مکڑے پھیلے ہوئے تھے۔ اور پھر ایک جگہ شاگل رک گیا۔ یہاں بلے میں ایک انسانی پیر آدھا باہر کو نکلا ہوا پڑا تھا۔ شاگل نے بھاک کو اُسے بلے سے گھسیٹ لیا۔ پیر پنڈلی سے ذرا ادپر سے علیحدہ ہوا تھا۔ اور ایک پکڑے کی دھمی ابھی تک اس سے تمپٹی ہوئی تھی۔

“ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ عمران کا پیر ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ اُسی شیطان کا پیر ہے۔ یہ پتوں اُسی نے پہنچی ہوئی تھی۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔” — شاگل پیر کو انٹھائے بہمی طرح ناچنے لگا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اس کے ہاتھ میں انسانی پیر نہ ہو بلکہ سات پادشاہوں کا خرا نہ ہو۔

اداب میں گنوں کا شور کوٹھی کے اندر گونج رہا تھا۔ شاگل اس طرح خاموش کھڑا تھا جیسے کوئی قتل کا مجرم عدالت کے کٹھرے میں کھڑا جو سے اپنی زندگی یا موت کا فیصلہ سن رہا ہو۔

اور پھر بنجانے اُسے اسی حالت میں کھڑے کتنی دیگر گزگزی کر کوٹھی سے دو آدمی دوڑتے ہوئے باہر آئے اور سیدھے شاگل کی طرف بڑھنے لگے۔ شاگل انہیں اس طرح آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

”کیا ہوا۔ کیا وہ نکل گئے؟“ — شاگل سے جب رہانہ کیا تودہ بے اختیار ہجخ پڑا۔ یہ اس کی مخصوص نفیاسی تیکیفیت تھی جس کی وجہ سے اس نے نکل گئے کے الفاظ کہے تھے۔ یہونکہ پاکیشیا سیکرٹ سردار سے نکلاتے ہوئے ہمیشہ یہی نتیجہ نکلا تھا۔

”وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں سر۔ تباہ شدہ کوٹھی میں ہر طرف انسانی جسموں کے مکڑے پھیلے ہوئے ہیں۔ سبے شمار مکڑے سر۔“ — ایک آدمی نے قریب آ کر کہا۔

”مر گئے۔ واقعی مر گئے۔ وہ عمران بھی مر گیا۔ اس کے ساتھ بھی مر گئے۔ واقعی مر گئے۔ کیا کہہ رہے ہو تم؟“ — شاگل اس طرح بولا جیسے اُسے خوب بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کیا بول رہا ہے۔

”یہ باتیں۔“ — وہ سب مر گئے سر۔ کم از کم دس بارہ افراد کے جسموں کے مکڑے تو ہوں گے سر۔ لیکن وہ پہچانے نہیں جا سکتے۔ ان کے جسم ہزاروں چھوٹے مکڑوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔“ — اُسی آدمی نے جواب دیا۔

”ادہ۔ آخر میں نے فتح حاصل کر لی۔ دکٹرمی۔ ادہ۔ آخر کار میں پاکیشیا

”یہ سارا چکر پا کیشیا اور شوگران کے درمیان ہونے والے دفاعی  
حابے کو روکنے کا ہے۔ اصل انو نظری گپ نکال کر اس کی جگہ  
نقلی گپ لگادی گئی ہے۔ اور وہ لوگ انتیلی جنس میٹنگ سے وہ  
ادقات معلوم کرنا چلتے تھے جب کہ اس گپ کو مخصوص کوڑے سے  
آن کیا جاتا۔ میری باتوں کی وجہ سے راجیش و کرم کو یہی احساس ہوا  
کہ میں وہ ادقات جانتا ہوں۔ چنانچہ فوری طور پر مجھے انو اکیا گیا۔  
اور میرتی جگہ نقلی اسلام رضا پہنچ گیا۔ نقلی اسلام رضانے سویں فیاض  
سے ادقات پوچھئے۔ اس دوران کی پیش شکیل نے پیش ٹرانسیمیٹر  
پر مجھے کال کیا۔ تو میری بجائے یہ کال یقیناً شامل نے اٹھا کی۔  
اور اسے ساری صورت حال کا علم ہو گیا۔ اس نے مخصوص پاسٹ  
پر کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کو بلکہ ٹریپ کر لیا۔ فیصل جان  
تو یہ، صعدر اور جولیا شامل کے انتیلی جنس ہمیڈ کو اڑپر جانے کی وجہ  
سے دمائل پہنچے تو ٹریپ ہو گئے۔ اس دوران سپرنٹنڈنٹ فیاض نے  
کام دکھایا اور نقلی اسلام رضا کو پکڑ کر اس سے پوچھ پوچھ کی۔ اس نے  
ناٹران کا نمبر میرے بیگ سے حاصل کر کے اس سے بات چیت  
کی۔ اور یہ فون ٹیپ ہو رہا تھا۔ حالانکہ میں نے اُس سے چیک کیا تھا۔  
یعنی پہنچنی اسے کہیں نہ کہیں سے ٹیپ کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ وہ فوری  
ایکشن میں آئے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کہی انو اکیا گیا۔ اور  
اہر فون کا مرکوم معلوم کو کے ناٹران اور اس کے چار ساتھیوں کو  
بھی ٹریپ کر لیا گیا۔ اور ہمیں یہاں گئیں ٹاؤن میں رکھا گیا۔ طویل  
بے ہوشی کے انہکش دے کر شاید شامل اس دوران کوئی منصوبہ بننے  
نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ میرا خیال درست ثابت ہوا۔ اس  
باد واقعی کافرستان والوں نے انتہائی جھری پلاننگ کی ہے۔  
 عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا  
”کیسا خیال۔۔۔ جولیا نے چوتھا کر پوچھا۔  
”کیپٹن شکیل کی اطلاع واقعی اہم ہے۔ اور اب ساری بات  
سمجھ میں آگئی ہے۔ بیاقت علی نے غلط نہیں بتایا تھا۔ اس نے  
درست بتایا تھا کہ اصل انو نظری گپ اس نے کافرستان کے  
حوالے کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پیش ڈیک کا وہ سب انہیں  
جانس کافرستان کا آدمی ہے۔۔۔ عمران نے منہ بناتے  
ہوئے کہا۔

”کچھ ہمیں بھی پتہ چلے یا تم ہی بولتے رہو گے۔۔۔ جولیا

نے کہا۔

"تو ہم یہ بارٹری پر حملہ کر دیتے ہیں" — تنویر نے کہا۔

"نہیں" — اب اتنا وقت نہیں رہا۔ شوگران کے صدر کل شام کو ایمی آبہ دزیں پہنچیں گے۔ اور یہ بارٹری میں گھنا اور پھر دہائی سے اصل گروپ حاصل کرنا۔ اور اُس سے صحیح وقت پر ایمی آبہ و نیں پہنچانا۔ اس پر خاصاً وقت لگ جاتے گا۔ مجھے کوئی اور تجویز سوچنی ہو گی" — عمران نے اپنے کہہ ٹھلتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کھرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے" — ناظران نے اُسے دیکھتے ہی چونکہ کروچا۔

"بآں۔ ایک مشکوک آدمی کو چیک کیا گیا ہے وہ پھاٹک پر چڑھ کر اندر رجھا نک رہا تھا۔ اور پھر واپس دوڑ گیا" — نوجوان نے کہا۔

"رجھانک رہا تھا اور دوڑ گیا کوئی بچہ ہو گا" — پرہنڈنٹ فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے شاگل کا آدمی ہو۔ شاگل کو اب تک یقیناً ہماں سے بخل جانے کا علم ہو گیا ہو گا اور اب سیکرٹ سردار پاگلوں کی طرح ہمیں ڈھونڈھ رہی ہو گی" — عمران نے چونک کہ کہا۔

"تو پھر" — پرہنڈنٹ فیاض نے گھر اتے ہوئے ہجے میں کہا۔

"کیا ہم اسے خالی کر دیں" — ناظران نے کہا۔

کوتار ہا ہو گا۔ صرف پرہنڈنٹ فیاض کو چونکہ انگلی جنس دالوں نے بہوش کر کے پکڑا تھا اس کی اطلاع شاگل کو ملی ہو گی تو اس نے اُسے بھی دہی پہنچانے کا کہہ دیا جہاں تھے اس لئے انگلی جنس دالوں کو معلوم ہی نہ ہو گا کہ فیاض کو بھی انگکش لگایا ہے وہ اُسے دیسے ہی چھوڑ گئے۔ اور چونکہ وہ بہوش تھا اس لئے سیکرٹ سردار دالوں نے ہی سمجھا ہو گا کہ اسے بھی انگکش لگ چکا ہے پھر شاگل دہائی پہنچا وہ جو یا سے ایکسو کا نمبر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ بقول فیاض پرائم منسٹر کی کال آگئی اور شاگل کو کاریں فرمی طور پر جانا پڑ گیا پرہنڈنٹ فیاض نے کام دکھایا اور اس نے اس کے دونوں ساکھیوں کو مار گرا یا پھر جو یا نے واپس آنے والے ڈرائیور کو مار دیا اور ہم ہوش میں آ کر دہائی سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے" — عمران نے سادے پس منظر کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہا کیونکہ یہاں ہنچ کر اس نے مارہی بارہی سب کی تفصیلات سنی تھیں۔

"یکن اب کیا ہو گا۔ کیا ہم ایکسو کو فون کر کے اطلاع کر دیں کہ وہ نقلی گروپ ہٹالے" — جو یا نے کہا۔

"جب تک اصل گروپ نہ مل جائے صرف نقلی گروپ ہٹالے سے بات نہیں بنے گی۔ یہ بات بھی ہمارے خلاف جائے گی۔ شوگران کے صدر کو جب یہ معلوم ہو گا کہ ایمی آبہ دز کی انونتری گروپ غائب ہو گئی ہے تو اس کا اثر بھی ہی ہو گا جو کہ نقلی گروپ سے کافرستانہ والے حاصل کو ناچاہتے ہیں۔ لازماً یہ بات پاکیشیا کی کارکردگی کے خلاف ہی جلتے گی۔ اور معاملہ ختم ہو جائے گا" — عمران نے ہوش بھینچتے ہوئے کہا۔

"اصل گروپ تو اس یہ بارٹری میں ہے" — کیپٹن شکیل

"آئیے سر ادھر ایک خفیہ راستہ ہے۔ وہاں سے نکل چلیں۔ ہو سکتا ہے وہ آدمی نگرانی کر دے گا ہو۔" ناظران نے واپس آتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب ناظران کے پیچھے چلتے ہوئے ایک تھہ خانے میں پہنچا اور وہاں سے ایک خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے وہ جب دوسری طرف آئے تو وہ گوینڈ ماؤن کی عقبی سڑک پر پہنچ چکے تھے۔

"ادھر قریب ہی میرے دوست کی کوٹھی ہے۔ وہ وہاں آکیلا رہتا ہے۔ میرے خیال میں ہمیں پہلے وہاں لک کر کار میں منگوالی نی چاہیں۔ درنہ اس طرح پیدل چلتے ہوئے تو ہم ٹریس ہو جائیں گے" فیصل جان نے اچانک کہا۔

"اوہ بیا۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ لیکن وہ تمہارا دوست" عمران نے سوہناتے ہوئے پوچھا۔

"آپ بے فکر ہیں وہ قابل بھروسہ آدمی ہے۔" فیصل جان نے اچانک کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ باقی سامان گینگ اس کے پیچھے چلتا ہوا دریسانی گلیوں سے گزر کر ایک بڑی سی نیلے رنگ کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے۔ کوٹھی کا پھانک بند تھا۔ اور باہر کسی ڈاکٹر نام بھروسے کے نام کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ فیصل جان نے کالی بیل بھی دی۔ باقی سا تھی ادھر ادھر پکھر گئے تاکہ اکٹھے ہونے کی وجہ سے وہ مشکوک نہ ہو جائیں۔

تھوڑی دیہ بعد پھانک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک دبلا پتلا نوجوان باہر نکلی آیا۔ اس کی آنکھوں پر موئی شیشے کی عینک تھی۔

"نہیں۔ خالی ہو جانے سے تو بات اور زیادہ مشکوک ہو جائے گی۔ یہاں تمہارے کتنے آدمی ہیں؟" عمران نے ہونٹ پیچھے ہوئے پوچھا۔

"اکٹھا آدمی ہیں۔ یہ ہمارا ایک جنگی سنہرہ ہے۔" ناظران نے جواب دیا۔

"وہ مشکوک تو نہیں ہیں" عمران نے پوچھا۔

"نہیں جتاب۔ قطعی مشکوک نہیں ہیں۔ ہم نے کوٹھی کے باہر ہو سکھ کا بورڈ لگایا ہوا ہے۔ تاکہ ان اکٹھا افراد کی یہاں موجودگی اور آنا جانا مشکوک نہ ہو۔" ناظران نے جواب دیا۔

"گڑ۔ تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ اگر شاگل یہاں پڑتاں کرنے آتے تو وہ اسے اس طرح ہینٹل کریں کہ وہ مشکوک نہ ہو سکے۔ یہاں کوئی ایسی چیز تو نہیں جس سے وہ مشکوک ہو سکے۔" عمران نے کہا۔

"ہیں تو ہی۔ لیکن میں ہمایات دے دیتا ہوں۔ وہ تلاش نہ کر سکے گا۔" ناظران نے کہا اور مجرم سے باہر نکل گیا۔

"تم ایک آدمی کے اس طرح جھانکنے پر اتنے سمجھدہ ہو رہے ہو" جو لیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم شاگل کو نہیں جانتیں جتنا میں جانتا ہوں۔ وہ لازماً پاٹھل کرتے کی طرح دوڑا پھر رہا ہو گا۔ اور اگر اس بارہم اس کے ہتھے چڑھ گئے تو پھر اس نے ہماری بوٹیاں کتوں سے پچھا دیتی ہیں۔" عمران نے کہا۔

ہنستے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔ فیصل جان کے ساتھ ساتھ باقی ہمہر کو سیوں پر خاموشی سے بیٹھ گئے تھے۔

”تولیہ میڈیکال کالج کہونا۔ لیکن پھر تمہارا نام لیٹھی ڈاکٹر بھروسی ہونا چاہیئے“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”دہ آہستہ آہستہ دوبارہ موڑ میں آتا جا رہا تھا۔

”لیٹھی ڈاکٹر بھروسی کیا کبکواں ہے۔“ فیصل آفی۔ احمد سوی۔ میں اس قسم کے احمد مہماں بدداشت نہیں کو سکتا“ ڈاکٹر رام بھروسے کو ادائی غصہ آگیا تھا۔ اس لئے وہ ایک طرف مذکور فیصل سے مخاطب ہو گیا تھا۔

”رام بھروسے پیز لیک اٹ اینڈی پیز“ فیصل جان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ اب ظاہر ہے وہ اسے کیا کہتا کہ وہ کس سے باتیں کہ رہا ہے۔

”اس میں اتنا غصہ کھانے کی کیا ضرورت ہے تھم نے لفیات میں ڈاکٹری کی ہے۔ لفیات مونٹ ڈاکٹری مونٹ اس لئے نام بھی مونٹ ہونا چاہیئے یعنی بھروسہ کی بجائے بھروسی۔ اگر تمہیں ایسا ہی مرد بننے کا شوق تھا تو تم فلسفہ کے ڈاکٹر بن جاتے“

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”عمران صاحب کیا ہم اس طرح ہاتھ پہلا کھادھرے بیٹھنے رہیں گے“ صدر نے یک لخت مداخلت کو تے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران اب موڑ میں آتا جا رہا ہے اور تھوڑی دیوب بعد ڈاکٹر رام بھروسے اس قدر زیچ ہو جائے

فیصل جان اُسے ایک طرف لے گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ ”آجاتے“ — فیصل جان نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب پھاٹک میں داخل ہو گئے۔

”یہاں فون تو ہو گا“ — عمران نے اس نوجوان سے پوچھا۔ ”بالکل ہے جناب۔“ یہ ڈاکٹر رام بھروسے کی کوئی بھٹی ہے۔ کسی کنکے کی نہیں۔“ — نوجوان نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ اُسے عمران کا فقرہ پسند نہ آیا ہو۔“ اور کوئی موقع ہوتا تو شاید ڈاکٹر رام بھروسے کو یعنی کے دینے پڑ جاتے۔ لیکن سچویشیں ایسی بھتی کہ عمران کا ذہن بُری طرح الجھا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے کوئی جواب نہ دیا اور تیز تیز قدم ایکھاتا لان کر اس کو کے اندر عمارت میں داخل ہو گیا۔

”یہ ہے فون“ ڈاکٹر رام بھروسے نے اُسے ایک بڑے کھرے میں لے جاتے ہوئے کہا۔

”یہاں کپماونڈر کہاں رہتا ہے“ — عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کپماونڈر“ کیسا کپماونڈر۔ ڈاکٹر رام بھروسے نے چونک کریوچھا۔

”تو مریضوں کو دو ابھی تم خود دیتے ہو“ — عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”ادہ تو تم بخھے وہ ڈاکٹر سمجھ رہتے ہو۔ میں داد دیتے والا ڈاکٹر نہیں بلکہ لفیات کا ڈاکٹر ہوں“ ڈاکٹر رام بھروسے نے

ٹھیک ہے۔ دد آٹھ آدمی کہاں ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ شاگل کے آٹھ آدمی بھارے آدمیوں کی جگہ لے لیں۔ انہیں بے ہوش کم کے وہاں رکھا جا سکتا ہے۔ جلدی تباہ۔ عمران نے بے چین ہجھے میں پوچھا۔

"کو شش تو کی جاسکتی ہے۔ لیکن جب شاگل اندر داخل ہو گا۔ اور اس کی ملاقات اپنے ہی آدمیوں سے ہو گی تب بھی وہ مشکوک تو ہو جائے گا۔" ناطران نے ہیرت بھرے ہجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم بمحض نہیں۔ راکٹ گنوں سے مسلح افراد کا مطلب ہے کہ شاگل واقعی پاگل پن کی سرحدوں میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ اس پوری کوٹھی پر راکٹ گرواؤ اسے اڑوا دے گا۔ اور جب تباہ شدہ کوٹھی میں وہ داخل ہو گا تو اُسے انسانی جسموں کے ہزاروں ٹکڑے میں گے۔

تو وہ مطمئن ہو جائے گا کہ ہمارا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور یہ ہمارے میش کے لئے انتہائی سودمند رہے گا۔ جلدی کرو اپنے آدمیوں کو بھی نکالو اور ضروری سامان بھی۔ اور ان کی جگہ اس کے آدمی پہنچوادو۔ جلدی کرو وقت کم ہے۔" عمران نے تیز ہجھے میں کہا اور ناطران سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف مڑا۔ اور پھر اس نے فیصل جان کو آدا زدے کو بلایا اور وہ دونوں تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔ اس کے چار ساتھی بھی جو ہمراہ آئے تھے وہ انہیں بھی ساتھ لے گیا تھا۔

"ماں تو ڈاکٹر رام بھروسے صاحب۔ آپ یہاں اتنی بڑی کوٹھی میں بالکل ایکلے رہتے ہیں۔ آپ کو ڈر نہیں لگتا۔" عمران نے واپس کھرے میں جاتے ہوئے ڈاکٹر رام بھروسے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس کی عدم موجودگی میں صفر اور جولیا سے با توں میں معروف تھا۔

گاہک اس کے پاس سوائے خود کشی کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہ رہتے گا۔

"نہیں۔" تم پیر پیر کر کوئی بیٹھ سکتے ہو۔ دیسے نفیات میں یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے۔ کیوں ڈاکٹر رام بھروسے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ڈاکٹر رام بھروسے کوئی جواب دینے کی بجائے منہ بننا کو خاموش ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ ایک منٹ۔" اچانک کھرے میں داخل ہوتے ہوئے ناطران نے انتہائی سنجیدہ ہجھے میں کہا۔ اور عمران چونکہ کہ اس کی طرف مڑا، کیا بات ہے۔" عمران نے کھرے سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

"میں اپنے ایم عزیزی ہیڈ کوارٹر کی صورت حال دیکھنے گیا تھا۔ اُسے گھبرا جا رہا ہے۔ میں نے آٹھ آدمیوں کو ماڈک کیا ہے۔ وہ راکٹ گنوں سے مسلح ہیں اور ابھی اور آرہے ہیں۔" ناطران نے انتہائی سنجیدہ ہجھے میں کہا۔

"گھرا جا رہا ہے۔ راکٹ گنوں سے مسلح۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے شاگل کوئی زبردست ایش یلسنے کے موڑ میں ہے۔" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"کیا میں اپنے آدمیوں کو نکال لوں وہاں سے۔" ناطران نے بے چین سے ہجھے میں پوچھا۔

لیکن وہاں آدمی ہونے چاہیں۔ جب وہ ایکشن لے۔ اوہ۔ یہ

"یہ مذاق نہیں ہے۔ ملک الموت ہے۔ گھٹ بائی" — عمران نے سرد ہجے میں کہا اور پڑیکر دبادیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی رام بھروسے کی پیشانی پر پڑی اور وہ کوئی سمجھتے پیچے فرش پر جا گرا۔ اس کی کھوپڑی ہزاروں ہنگڑوں پر تبدیل ہو چکی تھی۔

"تم نے ایک شرافت آدمی کو اس قدر سرد مہری سے قتل کر دیا ہے" گھرے میں چھاتی ہوئی موت کی خاموشی میں یک لخت جو لیا کی پختی ہوئی آواز سننی دی۔

"اٹھ کر اس کی عیوبوں کی تلاشی تو تمہیں اس کی شرافت کا ثبوت مل جائے گا" — عمران نے انتہائی سرد ہجے میں کہا۔ اور جو لیا تیزی سے اٹھ کر مردہ ڈاکٹر رام بھروسے کی طرف پڑھ گئی۔

"ادہ ادہ" — یہ کارڈ۔ ادہ۔ تو اس کا تعلق انٹیلی جنس سے ہے۔ جو لیا نے یک لخت پختے ہوئے کہا، اس نے رام بھروسے کی جیب سے ایک کارڈ نکالا ہوا تھا۔

"جی ہاں۔ اب ثبوت مل گیا، تمہیں معلوم ہے کہ میں اسلام رضا کے میک اپ میں سوپر فیاض کے ساتھ گیا تھا۔ ہمارے استقبال کے لئے اتنے والوں میں ایک یہ بھی شامل تھا۔ اس لئے جیسے ہی پر ٹنڈٹنٹ فیاض کو اس نے یہاں دیکھایا یہ بھی طرح چونکہ پڑا تھا۔ میں تو چونکہ اس وقت اسلام رضا کے میک اپ میں تھا اور اب اصل شکل میں ہوں۔ اس لئے مجھے یہ پہچان نہ مکا تھا" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ادہ ہاں۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے۔ مجھے یاد نہ آ رہا تھا کہ میں نے اس شخص کو کہاں دیکھا ہے" — ایک طرف میٹھے پر ٹنڈٹنٹ فیاض

"ڈر۔ مجھے کیوں ڈر لگے گا۔ میں کوئی بچہ ہوں" — ڈاکٹر رام بھروسے نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"بچوں کو تمودت سے ڈر نہیں لگتا۔ بڑوں کو لگتا ہے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے انتہائی خشک ہجے میں کہا اور عمران کے ساتھی عمران کا لہجہ سن کر بے اختیار چونکہ پڑے۔ کیونکہ عمران کا ایسا لہجہ صاف بتارہ تھا کہ وہ کوئی ایکش لینے والا ہے۔

"موت سے ڈر۔" — یہ تو جاہل لوگ ڈرتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس سے ایک لمحہ بھی آگے پیچے نہیں ہو سکتا" — ڈاکٹر رام بھروسے نے بڑے طنزیہ ہجے میں تھوکہ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ لمحہ آن پہنچا ہے ڈاکٹر رام بھروسے" — عمران نے یک لخت خشک ہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے سائنسر لٹکاریو الونکال لیا۔ جو اس نے ناٹران کے ایم رضی سفتر سے انٹھایا تھا۔

"لگ۔ لگ۔ کی مطلب" — رام بھروسے کا چہہ یک لخت زرد پڑ گیا تھا۔

"ڈر لگ رہا ہے نا۔ تم تو کہہ رہے ہیں تھے کہ پڑھے لکھوں کو ڈر نہیں لگتا" — عمران نے طنزیہ ہجے میں کہا۔

"ادہ ادہ" — یہ کیا مذاق ہے۔ سورہ میں ایسے مذاق کا عادی نہیں ہوں۔ — رام بھروسے نے اپنے آپ کو کنڑوں کرنے کی پوکشش کرتے ہوئے کہا۔

نے پہلی بار زبان کھو لتے ہوئے کہا۔  
”سوری عمران۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا۔“ — جولیا نے شرمند مسے  
لیجے میں کہا۔

”یہ نے جان بوجھ کو صفر کی بات کے جواب میں پر پر دھرنے  
اور اسے نفیات کے ایک مخصوص طریقہ علاج کا ذکر کیا تھا۔ یہونکہ مجھے  
خال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے۔ یہ واقعی ڈاکٹر ہو۔ انتیلی جنس آفسر نہ ہو۔  
یہونکہ بعض ادفات شکلیں بھی دھوکہ دے جاتی ہیں۔ لیکن اگر وہ واقعی  
نفیات کا ڈاکٹر ہوتا تو یقیناً اس کا جواب ضرور دیتا۔ اس سے یہ  
کنفرم ہو گیا۔“ — عمران نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

اور عین اسی لمحے ناٹران اندر داخل ہوا۔ اس نے الٹی ہوئی کرسی اور  
ڈاکٹر رام بھروسے کی لائٹ فرش پر پڑی ہوئی دیکھی تو پونک پڑا۔

”کیا ہوا۔ کام ہوا یا نہیں۔“ — عمران نے خشک لبجے میں پوچھا۔  
”اوہ میں سر کام ہو گیا۔ لیکن ان کے صرف پچھا آدمی ہی انداز ہو سکتے تھے  
انہیں دہان پہنچا دیا گیا ہے۔ پہنچا حال ہم سب سیف ہیں دہان بہت بھیر کھٹھی  
ہو رہی ہے۔ کم از کم یہیں چالیس افراد ہوں گے۔“ — ناٹران نے ہونٹ  
چباتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ کامل ہی ہوا تھا کہ یہ لمحت دور  
سے خوف ناک دھماکوں کی آداں میں سنائی دیں۔ یہ دھماکے اس قدر  
شدید اور خوف ناک تھے کہ وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ دھماکوں  
کی شدت لمبے لمبے بڑھتی جا رہی تھی۔

”ایکش شروع ہو گیا۔“ — عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔  
”دلوں سے کہا۔ اور وہ دنوں موڈ بانہ انداز میں بیٹھتے ہیں۔ پر امام منستر  
اور انھوں کو شیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔“

**شاگلے** کے چہرے پوکھرے الہمیان کے ہنار نمایاں تھے۔  
وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر انٹیلی جنس  
کا چیف راجیش و کرم بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ شاگل کے ساتھ ایک اوپنی  
نشست والی کرسی خالی تھی۔ وہ ایک کھڑے میں موجود تھے۔ اور ان  
کے سامنے ایک بڑی مشین موجود تھی۔ جس کے درمیان ایک پوڑی  
سکریں تھی، اور سفید کوٹ پہنچتے ہوئے دو افراد اس کے ساتھ بڑے  
موڈ بانہ انداز میں کھڑے تھے۔ یہ کھڑہ پر امام منستر ہے اس کا ایک مخصوص  
لہڑہ تھا، چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور شاگل اور راجیش و کرم دونوں انہوں  
لہڑے ہوئے۔ آنے والے دزیوں اعلیٰ تھے۔ ان کے چہرے پوانتہائی  
ہی سنجیدگی طاری تھی۔

”بیٹھو۔“ — پر امام منستر صاحب نے خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے  
دوں کوں سے کہا۔ اور وہ دنوں موڈ بانہ انداز میں بیٹھتے ہیں۔ پر امام منستر

آدمیوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اسے سے ملے، اور اسی نے ہوش میں آکر سارا لمحہ اپنے۔ شاکل نے عادت کے مطابق ساری ذمہ داری راجیش دکوم پر اٹھتے ہوئے اپنا بھائی کے سامنے کو اس عمارت تک پہنچا دیا جائے وہ انہوں نے پورا کر دیا۔ راجیش دکوم نے ہونٹ کا شستہ ہوئے جواب دیا۔

”آپ کو کیسے علم ہوا کہ ان سب کے نکلنے کی ہی وجہ سے“ — وزیر اعظم نے پوچھا۔

”سر، پوری صورت حال کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہی صورت ہی سامنے آتی ہتھی۔“ — شاکل نے جواب دیا۔

”سر، وقت ہو گیا ہے۔ مشین ننک کی جاتے۔“ — مشین کے پاس کھڑے ایک آدمی نے مداخلت کرتے ہوئے وزیر اعظم سے مناطب ہو کر کہا۔

”اوہ ہاں۔“ — وزیر اعظم نے چونکہ کوئی گھٹی دیکھتے ہوئے کہا، اور دونوں آدمی مشین پورا صرف ہو گئے۔ مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اور بے شمار چھوٹے بڑے ملبے جلنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی مشین کے درمیان نصب بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ پہلے تو اس پر آڑی تو چھپی لکھریں سی دوڑتی ہیں۔ پھر ایک جھماکے سے اس پر ایک کمرے کا منظر ابھر آیا اس کمرے میں ہر طرف مختلف قسم کی مشینیں پھیلی ہوتی تھیں۔ البتہ ایک بڑی سی مشین کے سامنے چار افراد موجود تھے۔

نے کہا۔ ”اٹھا کر گھٹی پر وقت دیکھا۔“

”ابھی بیس منٹ باقی ہیں۔ مسٹر شاکل آپ نے رپورٹ دی ہے کہ آپ نے سیکرٹ سروس کے سب افراد کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس کی تفصیل بتائیں۔“ — پرائم منٹر نے شاکل سے مناطب ہو کر کہا۔

”یہ سر۔“ — میں نے پاکیڈیا سیکرٹ سروس کا عبرت ناک حشر کیا ہے۔ ایسا حشر کہ دھھدیوں تک بلبلاتی رہتے گی۔ — شاکل نے بڑے فخر یہ لہجے میں کہا۔

”تمہید کا وقت نہیں ہے مسٹر شاکل۔“ — وزیر اعظم نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ یہ سر۔“ — شاکل نے چونکہ کہا اور پھر اس نے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح سیکرٹ سروس کے افراد پر یہ پاٹ سے بکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن پھر اسی کے آدمیوں نے انہیں ٹریس کویا اور اس کے بعد اس نے پوری کوئی کوراکٹوں سے اڈا دیا۔ اور ان سب کی لاشوں کے ہزاروں لٹکڑے بلے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

”ہوں۔“ — آپ نے بروقت ٹریس کو کے ان کا خاتمہ کر دیا، ورنہ ہمارا سارا پلان ختم ہو جاتا۔ اور آپ جانتے ہیں اس کا نتیجہ آپ کے حق میں کس قدر پُر امتحنتا۔“ — وزیر اعظم نے جواب دیا۔

”سر، دراصل غلطی تو ہو گئی تھی۔ لیکن سر۔ یہ غلطی دکوم صاحب کے آدمیوں سے ہوتی۔ انہوں نے اس سپزٹنڈنٹ فیاض کو دہاں لے جا کر دیے ہی چھوڑ دیا۔ وہ چونکہ بے ہوش تھا۔ اس نے یہرے

جھے۔ سکرین پر دوبارہ جھما کے سے ہونے لگے۔ اور چند لمحوں بعد ایک اور منظر ابھر آیا۔ یہ ایک چھوٹے سے کمرے کا منظر تھا جس میں ایک اور مشین نظر آ رہی تھی۔ اور اس کی سائیڈ پر موٹی شیشوں کی عینک پہنچنے سریش موجود تھا۔ پرائم منستر نے دوبارہ آئے کا بڑن دبایا۔ اور سریش چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ سر۔ سریش بول رہا ہوں سر۔" — سریش نے چونک کر مدد بانہ لیجھے میں کہا۔ "مسٹر سریش۔ کیا پوزیشن ہے۔" — وزیر اعظم نے پوچھا۔ "سر۔ پوزیشن او۔ کے ہے۔ ہماری گپ باقاعدہ سکنل وصول کر رہی ہے۔ صحیح وقت پر اسے آن کر دیا جائے گا۔" — سریش نے جواب دیا۔

"ہم خود اسے آن ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں۔" — پرائم منستر نے کہا۔

"یہ سر۔ میں سمجھاتا ہوں۔ یہ میرے سامنے دالی مشین کے درمیان سکرین آپ کو نظر آ رہی ہے۔ جیسے ہی گپ آن ہو گی اس پر سرخ رنگ کے نقطے لکیر کی صورت میں چلنے لگیں گے۔ اگر یہ نقطہ ترتیب سے چلتے رہے تو سمجھنے کہ گپ صحیح کام کر رہی ہے۔ اور اگر یہ نقطہ ترتیب میں نہ چلتے تو اس کا مطلب ہے گپ کام نہیں کر رہی۔" — سریش نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ صحیح وقت تو تمہیں معلوم ہے۔ اس کے باوجود مجھے فون پر کفرم کر دیا جائے گا اور میں تمہیں اطلاع

"انہیں لنک کیا جائے سر۔" — پرائم منستر سے مخاطب ہو کر سفید کوٹ والے نے پوچھا۔ "ہاں۔ لنک کرو۔" — پرائم منستر نے دوبارہ لگھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

اور سفید کوٹ والے نے جلدی سے مشین کی سائیڈ کا ایک خانہ کھولا۔ اس میں سے ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکال کر دہ تیزی سے پرائم منستر کی طرف بڑھا اور اس نے دہ آلہ پرائم منستر کو پیش کیا۔ پرائم منستر نے دہ آلہ اس سے لے لیا۔ جب کہ دوسرے آدمی نے مشین کا دوسرا بڑن دبایا تو سکرین پر نظر آنے والی مشین کے سامنے موجود چاروں آدمی چونک کہ سید ہے ہو گئے۔

"ہیلو۔" — پرائم منستر کا لانگ۔ کیا پوزیشن ہے۔" — پرائم منستر نے آئے کا بڑن دبلتے ہوئے کہا۔

"سر۔ پوزیشن بالکل او۔ کے ہے سر۔ ہم نے اپنی انونٹری گپ کو چیک کر لیا ہے۔ دہ بھی او۔ کے ہے۔" — ایک آدمی نے مدد بانہ لیجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سریش کہاں ہے۔" — پرائم منستر نے پوچھا۔ "وہ کنٹرول روم میں ہیں سر۔" — اُسی آدمی نے جواب دیا۔ "او۔ کے۔" — پرائم منستر نے کہا۔ اور آئے کا بڑن آف کم دیا۔

"کنٹرول روم لکھٹ کرو۔" — پرائم منستر نے سامنے کھڑے سفید کوٹ والوں سے کہا اور وہ سر جھکا کر دوبارہ مشین پر جھک

یہ گھڑی پاکیشیا کا وقت ظاہر کو دہی تھی۔ کیونکہ پاکیشیا اور کافرستان کے وقت میں آدھے گھنٹے کا فرق تھا۔

وزیر اعظم ہوت بھلنے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ شاگل اور راجیش و کرم کی بھی ہی حالت تھی۔ ان سب کی نظریں سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔ اور انہوں نے اپنے سانس روک رکھے تھے۔ کیونکہ وہ لمحات اب بالکل قریب تھے۔ جس کے لئے انہوں نے اس قدر خوفناک کھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر انہوں نے سریش کا ہاتھ ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ سریش کی نظریں گھڑی کے تیزی سے بدلتے ہوئے ہندسوں پر جسے چلپی ہوئی تھیں۔ اور پھر جیسے ہی ہندسوں بدلا سریش نے پاک بھٹکنے میں ہینڈل پر اس کو دیا۔ دوسرے لمحے سکریں پر سرخ رنگ کے نقطے ابھرے اور پھر وہ ایک ترتیب سے چلنے لگے۔ ان کے اس طرح ترتیب سے چلنے سے ایک لکیری بن گئی۔ پر ائمَّ منسٹر سمیت سب افراد بتوں کی طرح خاموش بیٹھے اس لکیر کو دیکھتے رہتے۔ تقریباً پانچ منٹ تک یہ لکیر چلتی رہی پھر کیک لخت بجھ گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی سریش نے ہینڈل اونچا کو دیا۔

”مبارک ہو جناب۔ ہمارا مہش مکمل ہو گیا۔ نقلی گوب باقاعدہ کام کرتی ہی ہے۔ اور اب ظاہر ہے یہ معاملہ کسی صورت نہیں ہو سکتا۔“ — سریش کی مسٹر سے کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ”ویری گڑ دیری گڑ۔“ — آخر کار ہم جیت گئے۔ دیری گڑ۔“

دلے دوں گا۔“ — پر ائمَّ منسٹر نے کہا اور دوبارہ گھڑی دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کے سامنے پڑھی ہوئی میز پر رکھا ٹیکی فون بج اکھا۔ اور پر ائمَّ منسٹر نے جلدی سے ٹاٹکا بڑھا کر رسیدور اٹھایا۔ ”یس۔“ — پر ائمَّ منسٹر سپیکنگ۔ — پر ائمَّ منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

”سر۔ پاکیشیا سے پیش ٹانسیٹہ کال ہے۔ لیکن کہ دوسرے“ دوسری طرف سے مدد بانہ لہجے میں کہا گیا۔ ”ادہ یس۔ فوراً لیک کر د۔“ — پر ائمَّ منسٹر نے بے چین لہجے میں کہا۔

”ہیلو سر۔ میں لاکھا فی بول رہا ہوں۔ سر شوگران کے صدر آبدوز میں پہنچ گئے ہیں۔ سر وقت دہی ہے۔ سر ہمہاں تیاریاں کمکل ہیں سر ادود۔“ — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پر ائمَّ منسٹر صاحب تے رسیدور رکھا اور جلدی سے ایک بار پھر گھڑی کو دیکھا اور پھر پانچ میں پکڑے ہوئے آئے کا بٹن دبادیا۔

”یس سر۔“ — دوسری طرف سے سریش کی آواز سنائی دی۔ ”اطلاع مل گئی ہے۔ وقت دہی ہے۔“ — وزیر اعظم نے کہا۔

”بھیک ہے سر۔ — ہم تیار ہیں سر۔“ — سریش نے بجا ب دیا۔ اور وہ مشین پر بھیک گیا۔ جس پر ایک دیڑھم ڈائیل ڈیمبل گھڑی بھی لگی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

دیا۔ اور راجیش و کرم اور شاگل دنوں بے اختیار مسکرا اٹھے۔ شاگل کا دل بیوں اچھل رہا تھا۔ اس بارہہ صرف ان کا پلان مکمل ہو گیا تھا بلکہ اس نے پاکیشی سیکرٹ سروس سے بھی عبرت ناک انتقام لے لیا تھا۔ خاص طور پر عمران کی ہوت کے بعد تو اسیوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا قدم خود بخود چار فٹ اونچا ہو گیا ہو۔

پر احمد منظر نے یک لخت اچھل کو کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ مسروت سے کھلا پڑ رہا تھا۔ شاگل اور راجیش و کرم بھی اٹھ کھڑے ہوتے۔ ان دنوں کے چہروں پر بھی بے پناہ مسروت لھتی۔ "مبادر ہو جناب" — شاگل نے کاپنستے ہوئے ہائی میں کہا۔

"تھیک یو شاگل اینڈ مسٹر راجیش و کرم" — آپ کو بھی مبادر ہو۔ آپ نے داقعی اس مشن پر محنت کی ہے۔ "— وزیر اعظم نے ان دنوں سے باقاعدہ مصروفیت کرتے ہوئے کہا۔ "یہ ہمارا فرض تھا جناب" — شاگل اور راجیش و کرم نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"آئیے" — اس نوشی کے موقع پر میں آپ کو چاہئے پلوتا ہوں۔ میں نے صدر صاحب کو بھی روپرٹ دینی ہے۔ آئیے" وزیر اعظم نے کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راجیش اور شاگل ہو دبانتہ انداز میں اس کے پیچے چل پڑے۔

"سر" — اس بات کی اطلاع کب ملے گی کہ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان دفاعی معاہدہ نہیں ہو سکا" — شاگل نے پوچھا۔

"آج رات ان کا اسم اجلاس ہے۔ صبح صتمی تفصیلات مل جائیں گی۔ لیکن نقلی گوپ کے کام کے بعد ظاہر ہے پاکیشیا والوں کی آبدوز کا سارا مظاہرہ مکمل طور پر اپ سیدھ ہو گیا ہے۔ اب یہ معاہدہ کسی صورت نہیں ہو سکے گا" — وزیر اعظم نے جواب

اس نے فون پر لکھے ہوئے ممبر بھی بتا دیتے۔  
 ”لکھک ہے۔“ دوسرا طرف سے بلیک زیر دنے مخصوص  
 لمحے میں کہا۔ اور رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہوش بھینچتے ہوئے  
 رسیور کھو دیا۔ چند لمحوں بعد سیکرٹ سروس کے ممبر والیں آگئے  
 کیونکہ اب دھماکوں کی آوازیں بند ہو گئی تھیں اور فائرنگ کی تیز آوازیں  
 سنائی دے رہی تھیں۔

”اوہ۔ اگر تمہارا باں موجود ہوتے تو۔“ سپر فلڈٹ فیاض نے  
 جھر جھری لیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوتا۔ اطمینان سے خود کے مجمع کی طرف پوادا کر رہے  
 ہوتے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 تھوڑی دیوال بعد شیلی فون کی لھنٹی بج اکھنٹی اور سوائے عمران کے  
 باقی سب بُری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ  
 عمران ان کی عدم موجودگی میں ایک شوکو فون کہ چکا ہے۔ وہ تو یہی  
 سمجھے تھے کہ ڈاکٹر رام بھروسے کافون ہو گا۔

”یہاں۔“ عمران نے اطمینان سے رسیور اٹھاتے ہوئے  
 اپنی اصل آوازیں کہا۔

”ایک شوکو۔“ دوسرا طرف سے ایک شوکی مخصوص آواز  
 ابھرتے ہی سیکرٹ سروس کے سارے ممبرز اس طرح اچھے جیسے  
 انہوں نے زندگی میں پہلی بار ایک شوکی آواز سنی ہو۔ حیرت سے  
 ان کے ذہن ماؤٹ سے ہو گئے کہ ایک شوکو اس فون نمبر اور ان کی  
 یہاں موجودگی کا کیسے پتہ چل گیا۔

دھاکوں کی خوفناک آوازیں سنتے ہی عمران توٹلی فون کی طرف  
 بڑھا تھا جب کہ باقی ساکھی بے اختیار سیرویزی دروازے کی طرف بڑھ  
 گئے تھے۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور جلدی سے نمبر ڈائل کرنے شروع  
 کر دیتے۔ ایک شوکو۔ چند لمحوں بعد دوسرا طرف سے بلیک زیر دنے  
 مخصوص آداز سنائی دی۔

”عمران بول۔“ ہاں یہاں صورت حال بے حد سنجیدہ ہو چکی ہے۔  
 ہماری آبہ دنیں کافرستان والوں نے نقلی انومنٹری گرپ فٹ کی ہے۔  
 اور پیش ڈیک کا سب انجینئر جانسیں ایقٹاں ان کا آدمی ہے۔ اس کو  
 گرفتار کرالیں۔ اور فردا یہ معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ کیا شوکو ان والوں  
 کی طرف سے کوئی مقابل انومنٹری گرپ بھی تھیں دی جگی ہے یا انہیں۔  
 مجھے فوراً بتائیں۔“ عمران نے تیز تیز لمحے میں کہا۔ اور ساکھی ہی

اس میلی فون کا نمبر معلوم کرے۔ — عمران نے کہا اور سب نے سرٹاں دیتے۔

”اصل گروپ حاصل کرنے کے لئے تو اس لیبارٹری میں گھٹنا پڑے گا۔ وہاں کا خفاظتی نظام توبے حد ثابت ہے۔“ — کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تم نے مجھے تفصیلات بتائی ہیں اس لئے انہیں دوبارہ دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اسی لئے آبدوز منگوائی ہے۔ اس سے اس خفاظتی نظام کو وقتی طور پر معطل کیا جا سکتا ہے۔“ — عمران نے سرٹاں تے ہوئے جواب دیا۔

”یکن اس طرح تو آبدوز یہاں چک ہو جاتے گی۔“ — کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ میں اس آبدوز کو سیدھا فی ٹوپی پہننا دوں گا۔ اور میرے ذہن میں جو پلان ہے اس کے مطابق ہمیں لیبارٹری کے اندر بھی داخل نہ ہونا پڑے گا۔“ — عمران نے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر سرومنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ناٹر ان کو ساتھ لئے اپنے اور چھوٹے سے کمرے میں گھس گیا۔

بات کے باوجود بجھنے میں ابھی چند منٹ باقی تھے۔ عمران کیپٹن شکیل اور ناٹر ان تینوں بین الاقوامی سمندر میں موجود ایک دیوان جنمیزے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے ناٹر ان سے تفصیلی گفتگو کر کے سارا پروگرام سیٹ کر لیا تھا۔ اور پھر وہ لوگ ڈاکٹر رام بھردے کی کوئی سے ایک ایک دو دو کر کے نکلے تھے اور ناٹر ان کے ایک خفیہ

”یہ سر۔“ — عمران نے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”دوسری گروپ نہیں ہے عمران۔ اور یہاں کسی کو علم نہیں ہے کہ آبدوز میں نقلی گروپ لگائی جا چکی ہے۔“ — ایکٹو نے مخصوص لمحے میں کہا۔ ”اوہ، پھر تو معاملات اور زیادہ سیریس ہو گے۔ آپ ایسا کوئی کہ فوری طور پر آبدوز کو کافرستان کے شمالی ساحل پر بین الاقوامی سمندر میں داتخ ذیڑ بھیزی سے پر بھجوادیں۔ ہم وہاں موجود ہوں گے۔ انہیں پدایاں دے دیں۔ اب مجھے فوری طور پر اصلی گروپ حاصل کرنی پڑے گی۔ دات کو بارہ بُکے اُسے وہاں پہنچ جانا چاہیئے۔ تو ڈائیکٹو ہی ہے کا۔“ — عمران نے کہا۔

”یکن ہمہیں معلوم ہے کہ شوگران کے صدر نے مظاہرہ دیکھنا ہے۔ اس لئے ایسے وقت میں آبدوز کیسے ہٹھائی جا سکتی ہے۔“ — ایکٹو نے تیز رہجے میں کہا۔

”اس مظاہرہ کے لئے تو اسے حکمت دس لاءما ہوں۔ درجنہ مظاہرہ حکمت میں آگیا تو اصل معاملہ ساکت ہو جائے گا۔“ — عمران ایک بار پھر ٹیڑھی سے اتر گیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ میں پیش آرڈر جاری کر دیتا ہوں۔“ — دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیور کھ دیا۔ ”آپ نے پہلے ایکٹو سے بات کی تھی۔“ — صفر نے پوچھا۔

”ظاہر ہے اب ایکٹو کو علم بخوم تو نہیں آتا کہ وہ زاپنہ بنائے

"ماں پہلے یہ بتائیں کہ آپ چیک تو نہیں ہوتے۔" عمران نے  
تیز لمحے میں پوچھا۔

"نہیں۔ ہم لمبی چکر کاٹ کر آئے ہیں" — کیپشن اطہر  
نے جواب دیا۔

"گدھ۔ ہم تیار ہیں" — عمران نے مطمئن لمحے میں  
جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی آلہ خاموش ہو  
گیا۔

کھوڑی دیر بعد جزویہ سے کافی فاصلے پر پانی میں مچل پیدا  
ہوئی اور پھر آبدوز باہر ابھرتی نظر آنے لگی۔

"اوہ۔" — عمران نے کہا۔ اور انہوں نے غوطہ خوری کا بیاس  
درست کرتے ہوئے جزویہ سے سمندر میں جھیلانگیں لگادیں۔  
کھوڑی دیر بعد آبدوز کے آپریشن روم میں پہنچ چکے تھے۔  
کیپشن اطہر خاصاً ویہہ اور شکیل آدمی تھا۔ اس کی فراخ پیشانی بتا  
رہی تھی کہ وہ ذھین آدمی ہے۔

"آپ میں سے عمران صاحب کون ہیں" — کیپشن اطہر نے  
ان تینوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ تینوں ہی غوطہ خوری کا بیاس  
اتارنے میں مفرد تھے۔

"یہ بیاس تو صاحب لوگوں کا نہیں ہوتا۔" — عمران نے مکارتے  
ہوئے کہا۔ اور کیپشن اطہر جو بکر عمران کی طرف مڑ گیا۔ کیونکہ وہ  
چھلے آلہ کی مدد سے اس کے ساتھ گفتگو کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے  
آواز پہچان لی تھی۔

اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ عمران نے دمائل سے سیکرٹ سرڈس کے باقی  
تمام ممبران کی واپس پاکیتیا تھیہ روانگی کا بند و بست کر دیا تھا۔

اس نے ہر سپرٹنٹ فیاض اور کیپشن شکیل کو روک لیا تھا۔

فیصل جاں کو اس نے شاگھل کی مصروفیات پر نظر رکھنے کا کام سونپا تھا

اور سپرٹنٹ فیاض کو اُسی اڈے میں چھوڑ کر وہ ناظران اور کیپشن  
شکیل کو تہراہ لئے کہ ایک لپانخ کے ذریعے طویل سفر کرتا ہوا اس

جزویے تک پہنچا لائیں۔ اس نے جزویے کی ایک کھاڑی میں  
چھپا دی تھی۔ ان تینوں کے جسموں پر غوطہ خوری کا بیاس تھا۔ اور

عمران کے ہاتھ میں ایک مخصوص قسم کا ٹانسیمٹر بھی موجود تھا۔

"کیا ان حالات میں آبدوز واقعی یہاں آتے گی" — ناظران  
نے کہا۔

"اگر آبدوز نہ آئی تو حالات خود حل کر دیاں پہنچ جائیں گے۔"

عمران نے جواب دیا۔ اور ابھی اس کا فقرہ تکمیل ہوا تھا کہ اس کے  
ہاتھ میں موجود آئے میں سے ٹائیں ٹائیں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

اس نے جلدی سے اس آئے کا ایک بٹی دبادیا۔

"ہیلو۔" — یکس تھرٹی — آئے میں سے ایک آواز نکلی۔

"یہس — عمران بول رہا ہوں" — عمران نے جواب دیا

"کوڈ" — دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ایکٹو" — عمران نے جواب دیا۔

"اوہ کے" — میں کیپشن اطہر بول رہا ہوں۔ آپ جزویے پر  
موجود ہیں" — دوسری طرف سے نرم لمحے میں پوچھا گیا۔

میں کہا۔ اور کیپٹن اٹھرا ایک جھکھے سے مڑا۔ اس کے چہرے پر شدید  
بیرون کے آثار ابھر آتے تھے۔

”نقلي انونذری گوب۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔  
کیپٹن اٹھر کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

”جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو کیپٹن، صورت حال انتہائی  
سیریس ہے۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

”اول توجہاب ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ پیشل ڈیک سے ابھی  
آبدوز کامل چینگ کے بعد آئی ہے۔ اور اسے او۔ کے قرار دیا گیا  
ہے۔ رہ گئی اس کی چینگ۔ توجہاب یہ چینگ تو مخصوص ایمیزے میں  
ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ انونذری گوب کو پیشل کو ڈپ ہی آن کیا جاسکتا  
ہے۔ اور یہ کوڈ گنل براہ راست صدر مملکت دیتے ہیں۔ انونذری  
گوب کے آن ہوتے ہی آبدوز کے ایمٹی آلات حرکت میں آجلتے  
ہیں۔۔۔ کیپٹن اٹھرنے اس بارہ مودباشہ ہجے میں جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

”آول۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے یہاں چک نہیں کیا جا  
سکتا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ اچھا اب نہیں۔۔۔ ہمارا ہی اس آبدوز میں نقلي انونذری  
گوب لگائی گئی ہے، اصل انونذری گوب کافرستان کی نیوی  
بنیانریگ لیبارٹری میں موجود ہے۔ اور آبدوز کو یہاں بلوانے کا  
قصد یہی ہے کہ ہم نے لیبارٹری سے وہ اصل گوب حاصل کر کے  
ل آبدوز میں منت کرنی ہے۔ اور نقلي گوب آنادیلی ہے۔۔۔  
ان نے انتہائی سنجیدہ ہجے میں کہا۔ اور کیپٹن اٹھر کی حالت ایسی

”ادہ عمران صاحب۔۔۔ مہیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم نے آپ کے  
اجکامات کی تعمیل کرنی ہے۔ یکن منش کیا ہے اس کی کوئی تفصیل نہیں  
نہیں بتائی گئی۔۔۔ کیپٹن اٹھر نے لمحے ہوئے ہجے میں کہا۔  
”بداعرصہ ہو گیا تھا مجھلی نہیں کھاتی تھی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ  
پسے پاس آبدوز تھے۔ اسے ہی کیوں ڈاستھال کیا جائے۔۔۔  
عمران نے بڑے سنجیدہ ہجے میں جواب دیا۔

”اور کیپٹن اٹھر اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ  
رہا ہو کہ وہ واقعی کسی صحیح دماغ آدمی سے بات کر رہا ہے۔  
”یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ ہم انتہائی خطرناک پھولیش میں ہیں۔  
کسی بھی لمحے میں چیک کیا جاسکتا ہے۔ اور آبدوز نے آج ہی  
والپس بھی جانا ہے اور آپ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔  
کیپٹن اٹھر نے ہوش بھٹکتے ہوئے کہا۔

”سنجیدہ مسئلہ ہے۔ تکمال ہے۔ آبدوز سے مجھلی پکڑنا کیسے  
سنجیدہ مسئلہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ بھی ایمٹی آبدوز سے۔۔۔ عمران  
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے ایڈ مرل صاحب سے بات کرنی پڑے گی۔۔۔ کیپٹن اٹھر  
نے انتہائی ناخوشگوار ہجے میں کہا۔ اور تیزی سے ایک سایہ پر  
موجود مشین کی طرف بڑھ گی۔۔۔

”کیپٹن اٹھر۔۔۔ پہلے یہ بتائیے کہ اگر اصل انونذری گوب کی بجائے  
نقلي انونذری گوب لگادی جاتے تو اُسے چیک کرنے کا آپ کے  
پاس کیا طریقہ ہو گا۔۔۔ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہجے

ہے۔ اور یہ ہاٹ سگنل کسی طرح پچھا نہیں ہو سکتا۔ تم صرف اس کی آنومی  
ریخ بتا دو۔” — عمران نے کہا۔

”سر۔ ہاٹ سگنل کی ریخ تو بہت وسیع ہے۔“ — کیپشن  
اطہر نے جواب دیا۔

”کیپشن شکیل۔ وہ لیبارٹری یہاں سے کتنے فاصلے پر اور کس  
سمت میں ہے۔“ — عمران ساتھ کھڑے کیپشن شکیل سے  
مناٹب ہو گیا۔

”وہ یہاں سے تقریباً ایس بھری میل جنوب کی طرف ہے۔ میر اندازہ  
ہے۔“ — کیپشن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب بتاؤ کیپشن۔ کیا ہاٹ سگنل لیبارٹری پر جا سکتا ہے۔“ —  
عمران نے دوبارہ کیپشن اطہر سے پوچھا۔

”یہ سر۔ یہ اس کے لئے معمولی فاصلہ ہے۔ یہیں سر  
لیبارٹری کا مخصوص کوڈ ہو گا۔ وہ کوڈ کیسے معلوم ہو گا۔“ — کیپشن اطہر  
نے کہا۔

”وہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ آئیں۔ وہ میشین کہاں ہے۔“ —  
عمران نے کہا۔

اور کیپشن اطہر آپریشن ہال کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔  
عمران اس میشین کو کافی دیر تک غور سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ کیپشن شکیل  
کی طرف مڑا۔

”کیپشن۔ ایک کانڈے کے اسی لیبارٹری کا نقفرمی نقشہ بناؤ۔“  
عمران نے کیپشن شکیل سے کہا۔

تھی جیسے وہ ابھی بے ہوش ہو کر گروپے گا۔  
”سر۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا یہی مقام ہے سر۔  
نقلي انونٹری گوب پ کیسے لگ سکتی ہے۔“ — کیپشن اطہر کی حالت  
واقعی خاصی خراب تھی۔

”جو یہیں نے کہا ہے کیپشن وہ حرف بحروف درست ہے۔ تم صرف  
اس آبہوز کے کیپشن ہو۔ جب کہ ہمیں پورے ملک کی سلامتی کا  
خیال رکھنا پڑتا ہے۔ جو کچھ ہمیں معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں ہے۔  
اس لئے جیسے میں کہتا جاؤں ویسے کرتے جاؤ ہمارے پاس زیادہ  
وقت نہیں ہے۔“ — عمران نے قدرے نرم لمحے میں کہا۔

”اوہ یہ سر۔ ایڈمبل صاحب نے یہی بتایا تھا۔ ٹھیک ہے۔  
سر۔ یہیں سر۔ نیوی انجینئرنگ لیبارٹری میں آبہوز کا داخلہ تو ناممکن  
ہے۔ ایک تو وہ کافرستافی سہحد کے اندر ہے۔ وہ سرا اس کے  
زبردست حفاظتی انتظامات کے لئے لمحے ہوں گے۔ اور اگر ہم کافرستافی سہ  
میں داخل ہوئے تو سر خاصاً سریں مسئلہ بن جائے گا۔“ — کیپشن  
اطہر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”آبہوز میں۔ نیٹر ڈیلٹشیم میشین تو ہے۔“ — عمران نے  
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”جج۔ جج۔ جی ماں۔ ہے۔“ — کیپشن اطہر کا چہرہ ایک  
بار پھر ہونقوں جیسا ہو گیا۔ ظاہر ہے یہ مخصوص کوڈ نام کھانا۔ اور عمران  
اس طرح نام کے رہا تھا جیسے اس کی ساری زندگی آبہوز میں گزری۔  
”ٹھیک۔ اب غور سے سنو۔ اس میشین پر ہاٹ سگنل دیا جائے گا۔“

اور کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے پیدا اور بال پاؤں تے کے اس نے کاغذ پر تیزی سے مختلف نمبرز لکھنے شروع کر دیتے رہا ان نمبرز کو ایک دستہ سے مخصوص انداز میں جمع تفریق کرتا رہا، اور پھر آخر میں اس نے ایک نمبر علیحدہ لکھ کر اس کے گرد دائروں لگا دیا۔

"یہ لوکیپٹن اطہر یہ ہے اسی لیبارٹری کا بات گھنل کوڈ" —  
عمران نے کاغذ کیپٹن اطہر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔  
"یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ صرف نقشہ دیکھ کر یہ نمبر کیسے معلوم کر سکتے ہیں" — کیپٹن اطہر کا چہرہ بتارہ ہاتھا کہ اُس سے قطعاً یقین نہیں آ رہا۔

"یہ بھی مصیبت ہے کہ مجھے تعلیم بالغاء کا استاد بننا پڑتا ہے" عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے کیپٹن اطہر کو سمجھانا شروع کیا کہ بات گھنل کوڈ بننے کے میں الاقوامی اصول کیا ہوتے ہیں۔ اور کس طرح ستمتوں کے مخصوص میں الاقوامی نمبرز کو ترتیب دے کر کوڈ مرتب کیا جاتا ہے۔

"اوہ اوہ۔ دیری سترنخ۔ دیری سترنخ۔ میری ساری عمر نبوی میں گز دیکھی۔ لیکن مجھے یہ سب کچھ معلوم نہ تھا۔ اوہ۔ آپ کیا چیز ہیں" کیپٹن اطہر کی آنکھیں داتی تیرت سے پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔ "کہا تو ہے کہ تعلیم بالغاء کا استاد بننا پڑتا ہے۔ تم اب بات گھنل کوڈ دو اور انکنگ مایک بھٹے دے دو" — عمران نے کہا۔ اور کیپٹن اطہر سر ہلاتا ہوا مشین کی طرف مڑ گیا۔ کیپٹن شکیل اور ناٹران دونوں بھی عمران کو اس طرح دیکھ رہے تھے

"نظری کیا" — کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔  
"نظری سے مطلب ہے کہ بیردنی۔ اس کا عدد دار بعہ، یعنی کس ساحل سے کتنی دور ہے۔ مشرق مغرب شمال جنوب وغیرہ۔ یہ کوئی خاص پاؤں ہوں تو وہ بتاؤ" — عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کاغذ دیں کیپٹن" — کیپٹن شکیل نے سر ٹلاٹے ہوئے کیپٹن اطہر سے کہا۔  
"اوہ کیپٹن اطہر نے آگے بڑھ کر ایک المارہی کھولی اور اس میں سے ایک پیدا نکال کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ کے پاس نیوی کا مخصوص نقشہ ہو گا" — عمران نے کیپٹن اطہر سے کہا۔  
"جی ہاں۔ ہے۔ کافرستان کا چاہیئے" — کیپٹن اطہر نے کہا۔

"ظاہر ہے" — عمران نے کہا۔  
اوہ کیپٹن اطہر دوبارہ اُسی المارہی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک خانے سے نقشہ نکالا۔ اور اُسے لاکر عمران کو دے دیا۔ عمران نے سائیڈ میں رکھی ہوئی میز پر نقشہ پھیلا دیا۔ جب کہ اس دوران کیپٹن شکیل کاغذ پر نقشہ بناتا رہا، اور پھر اس نے وہ نظری نقشہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران کافی دیر تک غزوہ سے نظری نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ میز پر پھیلے ہوئے نقشے پر جھاک گیا۔ دہ کافی دیر تک اُس سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس یستھے ہوئے سرراٹھا دیا۔

"چیف انجینئر مارک۔ ہاٹ سگنل ایک خصوصی مقصد سے دیا جا رہا ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے" — عمران نے کہا۔ "یہ سر میں سمجھتا ہوں سر کو فیٹاپ کا نقید نشان معاملہ ہی ہو سکتا ہے سر" — مارک نے جواب دیا۔

"گڑھ۔ ایسا ہی معاملہ ہے۔ پاکیسٹیا کی ایسٹی آبادن سے حاصل کی جیئے انونظری گرپ لیبارٹری میں موجود ہے" — عمران نے کہا۔

"یہ سر" — مارک نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ آپ ایسا کریں کہ اسے لے کر انتہائی خفیہ طریقے سے شمالی سرحد پر موجود ڈیڑھ زیرے پر پہنچ جائیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ وہاں ایک آدمی موجود ہو گا۔ وہ آپ کو ڈکھے گا ہاٹ سگنل اور آپ نے جواب میں کہنا ہے۔ پی۔ ایم۔ اور اس کے بعد آپ اصل انونظری گرپ اس کے حوالے کر کے نوڑا۔ والپس لیبارٹری میں پہنچ جائیں گے" — عمران نے کہا۔

"یہ سر" — مارک نے جواب دیا۔

"اب خصوصی ہے ایات سن لیں۔ یہ انتہائی فیٹاپ کا نقید نشان معاملہ ہے۔ اس لئے اس کا ذکر آپ نے کسی سے نہیں کرنا۔ کیونکہ یہ بات صرف یہ ہے۔ آپ کے اور صدر مملکت کو معلوم ہو گی۔ اگر یہ بات یہ ہے تو اس کا یہی مطلب سمجھا جائے گا کہ آپ کی طرف سے یہ کس آڈٹ ہوئی ہے۔ اور ایسی صورت میں آپ سمجھتے ہیں کہ کیا انعام ہو سکتا ہے آپ کا" — عمران کا لہجہ بے حد سردا ہو گیا۔

تھے۔ جیسے عمران کی بجائے انہیں کوئی جن بھوت نظر آ رہا ہو۔ وہ سوچ رہے تھے کہ بنگانے عمران کی کھوپڑی میں اللہ تعالیٰ نے کیا بھر دیا ہے کہ دنیا بہان کی معلومات اس میں نہ صرف جمع رہتی ہیں بلکہ عین موقع پر بدآمد بھی ہو جاتی ہیں۔ کیپٹن اٹھر نے مشین آن کی اور ایک چھوٹا سا مائیک عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ چند لمحوں بعد مشین کے درمیان سرخ رنگ کا بلب تیزی سے چھٹنے لگا۔ مشین کو آپریٹ کیپٹن اٹھر کو رہا تھا اور پھر جیسے ہی یہ بلب مستقل جلنے لگا۔ کیپٹن اٹھر کا چہرہ ہیرت سے ایک بار پھر بکڑا گیا۔ بلب کے مسلسل جلنے کا مطلب تھا کہ کوڈ واپسی درست تھا۔ "ہیلو۔ ہاٹ سگنل کو ڈھکری ایوں دن سکس" — عمران نے ناماؤس سے ہٹھے میں کہا۔

"یہ۔ ہاٹ سگنل کو ڈھکری ایوں دن سکس اٹھنڈنگ" — دوسری طرف سے ایک آواز سخنانی دی۔ "پرائم منسٹر آف کافرستان پیکنگ — اپنا تعارف کرائیں" عمران نے اسی ہٹھے میں کہا۔

"سر۔ میں مارک بول رہا ہوں چیف انجینئر فرام نیوی انجینئرنگ لیبارٹری سر" — دوسری طرف سے بولنے والے کا ہجھے تکمخت مودبدانہ ہو گیا۔

"پرائم چند کہاں ہے" — عمران نے پوچھا۔ "پرائم چند صاحب تو جناب نیوی ہیڈ کوارٹر کے ہوئے ہیں سر۔ وہ کل گئے ہیں سر" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے ۲ ثار ابھر آئے

"میں تمہرے لیا ہوں سر، بے فکر ہیں سر۔ یہ بات مارک کے منہ عمران نے سر ٹھالتے ہوئے کہا۔ کیپٹن اطہر کی پیٹن شکیل کو ساتھ لے کر سے کبھی باہر نہیں آتے گی سر" — مارک نے جواب دیا۔ آڈٹ وے کی طرف چلا گیا تھا۔

"تھینک یا لا۔" اس مشن کی تکمیل پر آپ کو خصوصی عہدہ دیا جائے۔ "آپ نے اس مارک کو منع کیوں کیا ہے؟ کیا آپ نہیں چاہتے کہا۔ یہ میرا وعدہ رہا۔ آپ اب فوراً روانہ ہو جائیں" — عمران نے کہا۔ کافرستانی حکام کو اصل بات کا پتہ چلتے" — ناطران نے کہا۔ کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کیپٹن اطہر کو مشین آف کرنے کا اشارہ کیا۔ "ہاں۔ میں ذرا نہیں شاک ڈاؤن کرنا چاہتا ہوں۔ شاگلِ مطمئن ہو کیپٹن اطہر نے مشین آف کر دی۔

"بس جناب کیپٹن اطہر صاحب۔ مسئلہ حل ہو گیا۔ آپ کی ایمٹی کسی کو علم نہ ہو گا۔ اور وہ اُسے باقاعدہ آپریٹ کریں گے۔ اور پھر آبدوز کو لیبارٹی میں نہ جانا پڑا" — عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی سخت کے طور پر پیڑھنڈن کہا۔ فیاض کے ہاتھ نقلی گرب شاگل کو بھجوادوں گا" — عمران نے

"آپ واقعی انتہائی حیرت انگریز صلاحیتوں کے ملک ہیں" — سر ٹھالتے ہوئے جواب دیا۔ اور ناطران بے اختیار نہیں پڑا۔ وہ کیپٹن اطہر نے بٹھے عقیدت مندانہ ہجھے میں کہا۔ نصوری تصور میں شاگل کی حالت کا اندازہ کر رہا تھا۔

"کیپٹن شکیل۔ آپ واپس جزویوں پر جائیں گے اور مارک سے یہ انونٹری گرب لے کر واپس یہاں آئیں گے۔ یہ اصل انونٹری کیسے ہو گی۔ اور جب وہ آپریٹ نہ ہو گی تو اُنہیں معلوم نہیں ہو جائے گبا" — ناطران نے کہا۔

"یہ انونٹری گرب سیلف آپریٹ ہے۔ بس اسے مخصوص سگنل اور کیپٹن شکیل سر ٹھلاتا ہوا واپس اس طرف چل پڑا جہاں اس کا غوطہ خوری کا لباس موجود تھا۔

"عمران صاحب۔ اگر یہ کوڈ دستیاب نہ ہوتا تو پھر" — ناطران مجھے آن ہو جائے گی۔ اور اگر یہ آبدوز میں ہوتی تو پھر ہماری کارکردگی کا ایسا منظہر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پھر لازماً نہیں لیبارٹی میں گھٹا پڑتا۔ بہر حال مجھے یقین تھا کہ اس جمیع بخارے ملک سے ہی بھاگنے کی فکر کرتے۔ یہ تو ہے کافرستان والوں تین آبدوز میں یہ مخصوص مشین ہو گی۔ اس لئے میں نے اسے یہاں طلب کرایا تھا" کا اصل پلان۔ یکنابہ ہو گایہ کہ وہ یہی سمجھ کر سگنل دیں گے کہ آبدوز

ڈالا جاسکتا۔ — عمران نے کہا اور ناطران نے اثبات میں سر بلاد دیا،  
”صرف ایک پواہنٹ اور واضح کر دیں کہ یہ نقلی گرپ تو آپ بیٹھ ہوتے  
وقت یہاں کافرستان میں ہو گی۔ جب کہ وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ پاکیش  
میں آن ہو رہی ہے۔ کیا اسے لٹک کرتے وقت مشین فاصلہ ظاہرہ کو  
دیں گی؟“ — ناطران نے کہا۔

”ویرمی گلڈ ناطران۔ تم نے واقعی ذہانت بھرا سوال کیا ہے۔ اگر ایسا  
ہوتا تو ظاہر ہے۔ میرا یہ شاٹ ڈاؤن دالا سارا پلان ہی فضول تھا۔ ایسی  
بات نہیں ہے۔ یہ مشین جس سکنی میں آن ہوتی ہے اس کے نئے فاصلے  
کی کوئی اہمیت نہیں ہے یہ ریڈ یو ویو کی طرح کے سکنی ہوتے ہیں جہاں  
بھی یہ گرپ ہو گی یہ اُسے رسیو کر لے گی؟“ — عمران نے مسکراتے  
ہوئے کہا اور ناطران نے مطمئن ہو کر سر بلاد دیا۔

میں نقلی گرپ موجود ہے۔ یہکن آبدوز ہیں اصل گرپ ہو گی۔ جو بمارے  
ملک کے صدر کا سکنی وصول کمرے کے آن ہو گی اور صحیح کام کمرے گی  
اس لئے شوگران کے صدر مطمئن ہو کر معاہدہ پر دستخط کر دیں گے۔  
یکن یہاں کافرستان ولے یہ سمجھتے رہیں گے کہ نقلی گرپ آن ہو کر  
منظہرہ خواب ہو گیا ہے۔ اس لئے دفاعی معاہدہ نہیں ہو گا۔ بس یہ  
ہے سارا کھیل“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور  
ناطران نے سر بلاد دیا۔

”آپ نے فیصل جان کو اس لئے شاگل کی نگرانی پر لگایا ہے۔ تاکہ  
آپ اُسے خاص موقع پر نقلی گرپ بھیجنے چاہتے ہیں۔“ — ناطران  
نے سفته ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرا جہاں تک اندازہ ہے۔ پرائم منستر صاحب۔ اس  
موقع پر موجود ہوں گے۔ اور شاگل بھی اپنے کارنامے کا انجام دیکھنے  
کے لئے ساتھ ہو گا۔ یہکن یہ لوگ کہاں ہوں گے یہ بات فیصل جان  
کی رپورٹ سے مل جائے گی۔ اور میں چاہتا ہوں کہ پرائم منستر کے  
سلسلے یہ نقلی گرپ شاگل کے پاس پہنچے۔“ — عمران نے لطفیہ  
کے سے انداز میں کہا اور ناطران بے اختیار ہنس ٹرا۔  
”یہکن آپ سپرینٹنڈنٹ فیاض کے ہاتھ کیوں تھیجنا چاہتے ہیں۔“

ناطران نے کہا۔  
”اس لئے کہ سپرینٹنڈنٹ فیاض نے واقعی اس مشین میں اسکم کردار ادا  
کیا ہے۔ درہ شاید اس بارہ بھارا خاتمه بالخیر ہو جاتا اور کافرستانی مش  
پورا ہو جاتا۔ پھر وہ سر کاری آدمی ہے۔ کھلے عام تو اس پر ہاتھ نہیں

”آپ بے فکر رہیں سہر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہمارا، صل میش مکمل ہو گیا ہے تو یہ اب معمولی باتیں ہیں۔“ — راجیش وکرم نے موڈ بانہ انداز میں سر بلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی۔ سایہ پر موجود شیلی فون کی مترجم گھنٹی بج ابھی۔

”یہ“ — وزیر اعظم صاحب نے دیسیور اٹھانے ہوئے بڑے باوقار لمحے میں کہا۔

”سر، پاکیشی سے سفر انٹلی جنس کے ڈائیکٹر جنرل سر رحمان جناب راجیش دکوم سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں ہیں۔“ — دوسری طرف سے پی۔ اے نے کہا تو وزیر اعظم چونک پڑے۔

”یہ بھی سر رحمان کا فون ہے۔ اب آپ اُسے مطمئن کر دیں۔“ — دنیب اعظم نے سر بلاتے ہوئے دیسیور سامنے بیٹھے ہوئے راجیش وکرم کی طرف بڑھا دیا۔ راجیش وکرم نے اکھ کو بڑے موڈ بانہ انداز میں دیسیور لیا۔

”ہمیلو، راجیش وکرم بول رہا ہوں۔“ — راجیش وکرم نے ہاتھ کو باوقار بنتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ بھی کافرستان انٹلی جنس کا چیف تھا اور اس وقت وزیر اعظم صاحب بھی سامنے موجود تھے۔

”رحمان پیکنگ۔ ہمارے وفد نے واپس آنا تھا ایکن بمجنھے اطلاع ملی ہے کہ آپ انہیں واپس آنے کی اجازت نہیں دے رہے۔“ — دوسری طرف سے سر رحمان کی انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔

”ادہ سر رحمان، یہ بات نہیں ہے۔ دراصل ٹپا ہونا ک ایکیڈنٹ ہو گیا ہے آپ کے وفد کے دونوں آدمی اس میں بلک ہو گئے ہیں اور یہ ایکیڈنٹ پلاننگ کرنی ہے تاکہ پاکیشیا کو پوری طرح مطمئن کیا جائے۔“

وزیر اعظم نے راجیش وکرم سے مناظر ہو کر کہا۔

”فاس مسٹر شاگل اور مسٹر راجیش وکرم جنم نے اس بارے میں تو سوچا ہی نہیں کہ ہم حکومت پاکیڈنٹ کو سپرینٹنڈنٹ فیاض اور اسلم رضا کے بارے میں کیا جواب دیں گے وہ دونوں بھی تو اس ایکش میں مارے جا چکے ہیں۔“ — چاہئے پتیتے ہوئے وزیر اعظم نے بُجھی طرح چونکتے ہوئے پوچھا، ان کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی ابھی انہیں اس کا خیال آیا ہو۔

”سر، ہی ہو سکتا ہے کہ رد ڈائیکیڈنٹ ظاہر کیا جائے۔“ — راجیش وکرم نے کہا۔

”یکن ہمروہ لاشیں طلب کریں گے۔“ — وزیر اعظم نے مونہ بنتے ہوئے کہا۔

”سر، رد ڈائیکیڈنٹ میں آگ بھی لگ جاتی ہے۔ اور لاشیں جل کر راکھ بھی ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی کوئی رد ڈائیکیڈنٹ ظاہر کر دیا جائے گا۔“

”ادہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس کے لئے راجیش صاحب آپ نے کامل پلاننگ کرنی ہے تاکہ پاکیشیا کو پوری طرح مطمئن کیا جائے۔“

بھرے انداز میں آگے بڑھ کر رسیور کریٹل پر رکھ دیا۔  
میرے نیال میں سرداقتی اپنے وفد کی بلاکت کا سن کر ان کا ذہن مادف ہو  
گیا ہے بودھے آدمی ہیں۔ اس لئے انہوں نے ایسی بھکی بھکی بتیں کی ہیں۔  
شامل نے اس طرح سرداشتے ہوئے کہا جیسے وہ وزیراعظم کو سر رحمان کے دماغ  
خراپ ہو جانے کا مکمل لیقین دلانا چاہتا ہو۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وزیراعظم  
کو فوجواب دیتے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی وزیراعظم نے چونکہ کہ  
رسیور انھیا۔

“یہ۔۔۔ وزیراعظم نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ ان  
کے پہنچے سے معلوم ہوا رہا تھا کہ وہ بُری طرح الجھ گئے ہیں۔  
سرپاکیشی سے یکروٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو کافرستان یکروٹ سروس  
کے چیف جناب شامل سے فوری طور پر کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری  
طرف سے یہی۔ اسے نے بڑے موڑ بانٹ لیجے ہیں کہا۔  
ایکسٹو۔ اور اچھا۔ بات کراؤ۔۔۔ وزیراعظم نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔

اور رسیور شامل کی طرف بڑھا دیا۔ کیونکہ لاڈر پر آدازیں سب من رہتے۔  
اس لئے شامل نے میکانکی انداز میں لے کر بڑھا کر رسیور لے لی۔ اُسے پھر تکی  
دجمہ سے پر دلوں کوں ری عمل کرنا بھی یاد نہ رہا تھا کہ وزیراعظم صاحب سے بیٹھے بیٹھے  
کوئی چیز نہیں لی جا سکتی۔ اس کے نئے دوسرے کا انھنا ضروری ہوتا ہے۔

”ہیلو۔ ایکسٹو سپیکنگ۔۔۔ چند لمحوں بعد لاڈر سے انہیں سرو آداز گوئی۔  
”شش۔۔۔ شش۔۔۔ شام کی بول رہا ہوں۔۔۔“ شامل کی زبان  
نہ چاہنے کے باوجود بھی بُری طرح لاکھڑاگئی اور وزیراعظم نے اس بُری طرح  
ہونٹ بھیجنے لیے کہ جیسے وہ شامل کو کچا چبار ہے ہوں۔

پالم مفسٹر صاحب سے اسی ایکیڈنٹ کے بارے میں ڈسکس کرنے آیا تھا۔  
حکومت کافرستان نے سرکاری طور پر اسی پر بجید رنج کا انہما کیا ہے۔۔۔ راجیش  
وکرم نے بچ کو قدارے رنجیدہ اور نگو گیر بنتے ہوئے جواب دیا اور سامنے  
بیٹھے پالم مفسٹر نے اس کی اداکاری پر تعریفی انداز میں سرہلا دیا۔  
”یہ ایکیڈنٹ کب ہوا ہے۔۔۔ دوسری طرف سے اسی طرح پاٹ  
بچے میں پوچھا گی۔۔۔

”شام کے وقت ہوا ہے۔ اب تحقیقات ختم ہوئی ہیں۔۔۔ راجیش وکرم  
نے جواب دیا۔

”آپ کی تحقیقات غلط ہوئی ہیں جو ایکیڈنٹ ہوا ہو گا اس میں ہاک ہونے  
دلے کوئی اور لوگ ہوں گے کیونکہ ابھی ایک گھنٹہ پہلے میری سپرٹنڈنٹ فیاض  
سے ٹیلی فون پر بات ہوئی ہے۔ پاکیشی یکروٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو اس  
کی معرفت جناب وزیراعظم کافرستان کو کوئی خاص چیز بھیجا چاہتے تھے۔ وہ چیز  
سپرٹنڈنٹ فیاض تک پہنچ بھی چکی ہے اور سپرٹنڈنٹ فیاض کمجد دیر بعد وہ چیز تے  
کو پالم مفسٹر صاحب کو پہنچانے پالم مفسٹر ناؤں پہنچ جائیں گے یہی نے فون  
اس لئے کیا ہے تاکہ اس چیز کی ڈیلیوری کے بعد آپ انہیں فوراً اپس آنے  
کی اجازت دے دیں۔ یہاں ان کے لئے انہی ضروری کام موجود ہیں گہبائی۔  
دوسری طرف سے سر رحمان نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔  
ٹیلی فون سے منسلک لاڈر کا بیٹن چونکہ وزیراعظم صاحب نے آن کر دیا تھا۔  
اس لئے مجرمے میں سر رحمان کی واضح آداز گوئی بھی تھی۔

”کیا مطلب۔ کیا سر رحمان کا دماغ خراپ ہو گیا ہے۔ یہ کیا چکر ہے۔۔۔  
وزیراعظم صاحب نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور راجیش وکرم نے بھی حیرت

کہا۔  
”کون سا لگدا دیکھا تھا پھاگل بے آب۔ عزت خراب۔ اودہ سوری پھر زبان پھیل گئی۔“ — دوسری طرف سے عمران کی ہنسی ہوئی آواز نافی دی۔

پپ — پپ — پیر — تمہارا پیر — شاگل نبے اختیار جواب دیا

اچھا۔ — واقعی پھر تو تمہیں ضرور حیرت ہو رہی ہو گی۔ تمہاری حیرت بجا ہے۔ تمہارے ہاں پیر سے بولا جانا ہو گا۔ اودہ۔ وہ جو بزرگ کہتے ہیں کہ اس کی عقل گھٹنے یہ ہے تو وہ تمہارے متعلق ہی کہتے ہوں گے پیر یہ زبان لگی ہوئی ہو تو عقل بے پاری تولازماً گھٹنے یہ ہوئی ہو گی۔ لیکن جناب شاگل صاحب میری زبان پیر پر نہیں لگی ہوئی۔ یہ پاکیشیا کا فرزند ہوں کافرستان کی چھاگل اودہ سوری شاگل نہیں ہوں۔ دیے ایک بات بتا دوں کہ جس کا پیر تم نے دیکھا تھا وہ تمہارا اپنا ہی آدمی تھا۔ میرے خیال میں گرین ٹاؤن پر ریڈ کرنے کے بعد تم نے اپنے آدمیوں کو گننا گوارا ہی نہ کیا ہو گا۔ تم تو جس منانے میں مصروف ہو گئے ہو گے۔ دیے سپرٹنٹ فیاض جو چیز لے کر آ رہا ہے۔ اس سے آپ حضرات کا جسنوں پوری طرح مکمل ہو جائے گا۔ — دوسری طرف سے عمران نے مضبوط اذانے والے ہیجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیوں ہو رہا ہے۔“ — ذریعہ اعظم نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور وہ بے اختیار کسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”مسٹر شاگل۔ یہ نے ایک مخصوص چیز آپ کے پرائی مفسٹر صاحب کے لئے بھجوائی ہے۔ چونکہ میر آدمی سامنے نہ آ سکتا ہے اس لئے یہ چیز پاکیشیا ایشی جنس کے سپرٹنٹ فیاض کے ذمیع بھجوائی جا رہی ہے۔“ — ایکستونے اسی طرح سرد ہجھے میں کہا۔

”یہ کیا چیز ہے۔“ — شاگل نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔  
”اس کی تفصیلات ابھی میرا خصوصی نمائندہ آپ کو بتا دے گا آپ فون ہولڈ رکھیں۔“ — دوسری طرف سے کرت خت ہیجھے میں جواب دیا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جیسے ہی ایک آواز اسی صورت سے ابھری شاگل اس طرح اچھلاکہ بے اختیار کو سی سمیت نیچے گستاخ تے گستاخ تے بچا۔

”ہیلو مسٹر چھاگل۔ اودہ سوری مسٹر شاگل۔ یہ علی عمران بول رہا ہوں۔“  
”کم از کم میری آدا ن تو تم اب تک پہچاننے لگ، یہ گئے ہو گے۔“  
”ہیلو۔ تم خاموش کیوں ہو مسٹر پاگل۔“ — اودہ اودہ۔ ویری سوری۔ ”تم کافرستان کے اعلیٰ افسر ہو۔ اس لئے مزید دیری سوری۔“ — عمران کی زبان میرٹھ کی قیچی کی طرح چل رہی تھی۔  
اداشٹ گھل کے ساتھ سانکھ راجیش دکرم اور خود وزیر اعظم بھی اس طرح بت بنے بیٹھے تھے کہ ان کی پیکیں تک نہ جھپک رہی تھیں انہیں اپنے جسم کے ساتھ ساتھ اپنے ذہن بھی مادف ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

”بب — بب — بکو اس سے جھوٹ ہے۔ یہ نے تمہاری لاسٹر کے ٹکڑے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ آواز بدل کر مجھے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔“ — یک لخت شاگل نے بُرمی طرح چھینتے ہوئے

ہوئے کہا۔ اور شاگل ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض بڑے فاختہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کا سینہ پھولا ہوا تھا۔ پتھرے اور آنکھوں میں بے پناہ چمکاتھی۔ اس کے جسم پر مکمل یونیفارم تھی۔ اس کے ہاتھیں کاغذ میں لپٹی ہوئی کوئی چیز تھی۔

”میں جناب وزیر اعظم کا ذستان کی خدمت میں آداب پیش کرتا ہوں۔“ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ذرا سارہ کہ جگائے ہوئے کہا۔ راجیش اور شاگل دونوں سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس طرح دیکھا ہے تھے جیسے انسان کسی بھوت کو دیکھ رہا ہو۔

”آداب۔ تشریف لیتے۔“ وزیر اعظم نے بڑی مشکل سے اپنے ہونٹوں پر سفارتی مکراہب پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھادیا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے آگے بڑھ کر بڑے موڈ بانہ انداز میں مصافحہ کیا۔ اور پھر وہ شاگل اور راجیش و کوم کی ہاتھ مڑ گیا۔

”آپ مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہیں۔ آپ سے تو میں پہلے واقف ہوں۔“ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے مکرتے ہوئے بڑے طنز یہ لمحے میں کہا۔

”ملاقات کا مقصد مشرف فیاض۔“ وزیر اعظم نے فیاض کو ٹوٹتے ہوئے کہا۔

”سر۔ حکومت پاکیشیا کی طرف سے یہ آپ کو سر کاری طور پر بھجوائی گئی ہے۔“ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کاغذ میں لپٹی ہوئی چیز

”جج۔ جناب یہ ہمیں چکر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے جناب میں سچ کہتا ہوں کہ عمران مر چکا ہے سر۔“ شاگل نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے بھجیں کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتارہا تھا کہ وہ خود ذہنی طور پر پاگل پن کے قریب پہنچ چکا ہے رسیور اس کے ہاتھ سے راجیش و کرم نے لے کر رکھ دیا۔ اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک بادر دی آدمی ہاتھ میں ایک پلیٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”سر۔ یہ صاحب آپ سے براہ راست مٹا چاہتے ہیں اور فوری۔ این کا کہنا ہے کہ یہ انتہائی فوری اور ضروری ہے۔“ آنے والے نے پلیٹ بڑے موڈ بانہ انداز میں وزیر اعظم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جس پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔

”فیاض احمد سپرنٹنڈنٹ سنہل انٹیلی جنس پاکیشیا۔“ وزیر اعظم نے کاغذ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا ان کی چیکنگ ہو گئی ہے۔“ وزیر اعظم نے دربان کی وجہ سے اپنے آپ کو سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

”یہ سر۔ پکیبوڑھیکنگ نے انہیں اد۔ کے قرار دیا ہے۔“ دربان نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں۔ یہ کاغذ بتارہا ہے۔ ٹھیک ہے انہیں بھجوادو۔“ وزیر اعظم نے بڑی طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”سر۔ یہ میک آپ میں ہو گا۔“ شاگل نے کہنا چاہا۔

”شٹ آپ۔ پکیبوڑھیکنگ میں سب سے پہلے میک آپ چیک کیا جاتا ہے۔“ وزیر اعظم نے بڑی بڑی طرح شاگل کو ڈالنے

تم — تم نے تو کہا تھا کہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ یکن یہ سپر ٹینڈنٹ فیاض یہ عمران کا فون۔ یہ انونٹری گپ۔ یہ کیا ہے۔ بولو۔ جواب دو۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ اٹھا لے کا دوں گا۔ الحمق۔ الور نائنس۔ وزیراعظم کا چہرہ غصے سے منجھ ہو گیا تھا۔ اور انہیں پھٹک کے قریب ہو گئی تھیں۔

اور دوسرا ملخ شاگل کیک لخت لہرایا اور دھڑام سے گہر کر پہلے کوئی سے ٹکرایا اور پھر فرش پر گم گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ انونٹری گپ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے فرش پر گئی تھی۔ راجش و کرم نے جلدی سے اسے سنبھالنے کی کوشش کی۔

”میں اسے محصل کرتا ہوں۔ فوری طور پر محصل کرتا ہوں۔ یہ الحمق ہے۔ یہ سیکرٹ مدرس کا چیف تو کیا چمار خانے کا بھنگی بننے کے بھی قابل ہیں ہے۔“ وزیراعظم نے علق کے بل پھنتتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دہ ٹیلی فون کی طرف بھیٹے۔ یکن اس سے پہلے کہ دہ سیورا لٹلتے ٹیلی فون کی لگنٹی ایک بار پھر متبرم آواز میں نکلی۔

”یہ۔“ وزیراعظم نے دہ سیورا لٹھا کر پھاڑ کھلانے والے ہیچے میں کہا۔

”جناب صدر مملکت آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ دوسرا طرف سے پی۔ اے نے انتہائی گھبراٹے ہوئے ہیچے میں کہا۔

”اوہ بات کرو۔“ وزیراعظم نے صدر کا نام سن کر بُری طرح ہونٹ بھٹکھتے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔“ دوسرا ملخ دہ سیور سے صدر مملکت کی آدازا بھری۔

وزیراعظم کی طرف پڑھلتے ہوئے اہ میلن وزیراعظم نے شاگل کو اشارہ کیا اور شاگل نے ہاتھ پڑھا کر دہ چیز فیض کے ہاتھ سے لے لی۔ اور اس کا کاغذ کھو لئے لگا۔

”یہ سے کیا چیز۔“ وزیراعظم نے سخت ہیجے میں پوچھا۔ ”جی۔ یہ ایسی آبدوز کی انونٹری گپ ہے۔ یکن یہ اصلی نہیں ہے تقلی ہے۔ اور چونکہ اسے آپ کی نیوی انجنئرنگ لیبارٹری کے مشترکاں نے تیار کیا ہے۔ اس لئے یہ آپ کو شکریہ کے ساتھ واپس بھی گئی ہے۔“ سپر ٹینڈنٹ فیاض نے مکمل تے ہوئے جواب دیا۔

”گا۔“ گا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔“ اس بارہ وزیراعظم اپنے ذہن پر کنٹرول نہ رکھ سکے تھے۔ آپ غیر پارلیمنٹی زبان استعمال کر رہے ہیں جناب۔ میر افرغ ادا ہو گیا۔ مجھے اجازت دیجئے۔“ سپر ٹینڈنٹ فیاض نے بھی سخت ہیجے میں کہا۔ اور بغیر مصاہدہ کئے یا سلام کئے تیزی سے مڑا در تیز قدم اٹھا مادر وانے سے باہر نکل گیا۔

شاگل انونٹری گپ سے کاغذ ہٹا چکا تھا اور اب اُسے اس طرح انہیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ میں کوئی زہر ملا سانپ ہو۔ یکن وہ اُسے کٹلے رکھنے پر مجبور ہو، وزیراعظم سمیت دہ ٹینوں بت بننے کھڑے شاگل کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی انونٹری گپ کو یک ٹک دیکھ رہے تھے۔

”اس۔“ اس کا مطلب ہے شکست۔ ہمارا پلان ختم ہو گیا۔ اوہ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ہوا۔ کیوں نکر ہوا۔

کر دیا ہے۔— وزیر اعظم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اس سادی شکست کے بارے میں تفصیلی تحقیقات کو ایس۔ اور مجھے پورٹ بھیجیں۔ اسی کے بعد اسے ڈسکس کر لیا جائے گا۔ میں نے آپ کو ذاتی طور پر پہلے ہی منع کیا تھا کہ آپ ایسا تبصیرہ پلان نہ بنائیں بلکہ کوئی سیدھا سادھا ساپلان بنایں کونکہ مجھے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں جو اری سیکرٹ سروس کی صلاحیتیں بے حد معمولی ہیں۔ یہی آپ نے کہا تھا کہ آپ چونکہ اسے خود پرداز کیں گے اس لئے ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔— دوسری طرف سے کافرستان کے حکمران نے انتہائی سرد ہبھے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"واقعی مجھ سے ہماقت ہو گئی۔ میں نے اسے بھی یا سی داؤ یعنی سمجھو یا تھا۔ یہ تو سیکرٹ سروس سرکی جنگ تھی۔ کاش کافرستان کے پاس بھی پاکیشی جیسی سیکرٹ سروس ہوتی یا کم از کم ایک مشوہی کافرستان سیکرٹ سروس کا چھپ ہوتا۔— وزیر اعظم نے ڈوبتے ہوئے بھی مجھے میں پڑ بڑا کر کہا۔ اور اس طرح کوئی پر ڈھیر ہو گئے جیسے کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری بازی تک ہار چکا ہو۔

"سر، کیا حکم ہے۔— راجیش نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"جادا۔ اسے بھی لے جادا۔ میں اس کی معطلی کے آرڈر واپس لپتا ہوں۔ ٹھیک ہے میں نے سپرداز کیا تھا تو نتیجہ بھی مجھے ہی ہجھتانا پا چکے۔ وزیر اعظم نے کہا۔ اور اس کے ساتھی انہوں نے آنکھیں بند کر کے کوئی بھی پشت سے سہن کیا اور ان کے پہے پر مالوی کے گہرے ہادل جھپٹ لئے ہوئے تھے۔

ختم شہر

"یہ سر۔— وزیر اعظم نے بڑی مشکل سے اپنے ہبھے کو کنٹرول میں کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے تو مجھے فون کیا تھا کہ آپ کا پلان کیا ہوا ہے۔ کامیاب ہو گیا ہے اور آپ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان دفاعی معاہدہ نہیں ہو گا۔ یہیں بھی مجھے سر کاری طور پر حکومت پاکیشیا کی طرف سے رسمی اطلاع دی گئی ہے کہ صدر شوگران چونکہ پاکیشیا کو ملنے والی ایمٹی آبدوز کے معاہتے کے درمیان پاکیشیا کے ماہرین کی صلاحیتوں سے بے حد متنازع ہوئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے پاکیشیا کے ساتھ دفاعی معاہدے پر دستخط کر دیتے ہیں، اور اس معاہدے کے تحت پاکیشیا کو جدید اور اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی بے مبنی ایسے تکمیل دیتے ہیں جو شاید پر یاد رکھ کے پاس بھی نہ ہوں گے۔ یہ سب کیا ہے۔ وہ آپ کا پلان۔—

صدر مملکت نے انتہائی غصیلے ہبھے میں کہا۔ "آنی۔ ایم دیرہی سوری سر۔— پلان فیل ہو گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی وجہ سے ہوا ہے۔— وزیر اعظم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہیں آپ نے تو بتایا تھا کہ اس پلان کو مکمل طور پر آپ نے خود پہنچا کر اس سر شاگل آپ کی ہدایات کے تحت کام کرو رہے ہیں۔" صدر مملکت نے انتہائی ناخوشگوار ہبھے میں کہا۔

"یہ سر۔ میں نے درست بتایا تھا۔ یہیں پلان پھر ہی فیل ہو گیا ہے۔" نہ صرف فیل ہو گیا ہے بلکہ بڑی طرح فیل ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ ساری ذمہ داری اپنے آپ پر لیتا ہوں۔ دیسے میں نے شاگل کو معطل